وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا

الحمد للہ والمنۃ کہ مجموعہ تقریرات اعتراضات المشہور بہ نزدیک و دور

مباحثہ شاہجہان پور

کہ رئیس المتکلمین جناب سیدنا و مولانا مولوی محمد قاسم الخیرات در مجمع عام با پنڈت دیانند

و منشی اندرمن و پادری اسکاٹ مفسر انجیل و پادری نولس صاحبان وغیرہ

در سنہ ۱۲۹۵ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بمقام شاہجہان پور کردہ بودند

بماہ نومبر سنہ ۱۹۰۴ع

بمطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب • گر دلیلت باید ازوے رو متاب

یا اللہ تیری ذات پاک سب پر محیط اور سب پر غالب۔ سب تیرے جویان اور سب تیرے طالب لیکن تیری معرفت وہم کی رسائی سے الگ خیال کی مجال سے پرے۔ قیاس کی وسعت سے باہر ہے۔ اس لیے تیرے سچے رسول نے وہمی خداؤن کی بندگی سے دنیا کو چھڑایا۔ اور جو قدرتی اصول تونے ہر انسان کے دل مین رکھدیے ہین اُنکو شگفتہ کیا۔ تیرے کلام پاک نے ایمان بالغیب کی تعلیم دی اور تیری جانب رجوع کرنیکا ایسا طریقہ سکھایا جو فی الحقیقت ہماری بندگی اور تیری خدائی ہمارے نقص اور تیرے کمال کے لیئے شایان ہے ؁۔

یا اللہ تیرا سب سے پچھلا مگر سب سے افضل رسولؐ جو تیرے مقدس کلام سے گویا ہوا اور جس نے [illegible] روشن ہدایت سے عقل کو نور دل کو سرور بخشا اُس نے ایسا علم اور ایسی مستقیم راہ نسلِ انسان کو بتائی ہے کہ جو انسان کے حق مین کامل رحمت اور اعلےٰ نعمت ہے صلی اللہ علیہ وآلہٖ و اصحابہ اجمعین۔ لیکن طالب صادق اور شوق کامل درکار ہے اب بھی نائبان رسولؐ اور علمار فحول ایسے موجود ہین جن کا بیان منشاء الٰہی کی تفسیر اور علم انبیاء علیہم السلام کی تشریح ہے۔ اور اُس سے سامعین کے دل کو تشفی اور پڑھنے والون کے قلب کو کامل خوشی حاصل

ہوسکتی ہے۔ چنانچہ میلۂ خداشناسی واقع شاہجہانپور مین جو علماء اسلام وہنود وعیسائیون کامباحثہ ہوا اُس کی کیفیت ناچیز کمترین انام فخرالحسن نام اہل نظر کے روبرو پیش کرتا ہی٭

وہوہذا

صاحبو۔ اس جلسہ کے بانی مبانی منشی پیارے لال کبیر پنتھی ساکن چاندا پور ضلع وتحصیل شاہجہانپور ہین۔ ذی مقدور اور صاحب جائداد شخص ہین۔ پادری نولس صاحب جو پارسال تک مشن اسکول شاہجہانپور کے ماسٹر رہے۔ اور اب کانپور کو بدل گئے ہین جب شاہجہانپور کے دیہات کا دورہ کیا کرتے تو چاندا پور مین بھی اکثر وعظ کہتے اور منشی پیارے لال اُن کے لکچر کو بگوش دل سنتے رفتہ رفتہ پادری صاحب نے اپنی توجہ اُن پر ڈالی اور اُنس وتپاک پیدا کیا۔ اور پھر آپ جانتے ہین کہ اول تو پادری صاحب اور پھر وہ بھی یورپین۔ پس اِن کے خلق کی بو اور صحبت کی حرارت پوستی کی آنچ تو تھی نہین جو خالی جاتی۔ تپ دق کیطرح اعضاے باطنی واصلی تک پہنچگئی اور پھر یہ بھی ہوا کہ پادری صاحب کی ملاقات سے اُنکی عزت اور توقیر بھی بڑہ گئی۔ جب اُنکے خیر خواہون نے دیکھا کہ منشی صاحب اپنی حالت دیرینہ کی طرح اپنے آبائی عقیدہ کو بھی پارینہ سمجھنے لگے تو اُنہون نے یہ صلاح دی کہ اپنی مملوکہ زمین اور باغات موضع سرہاناب پور ملحق سوانہ چاندا پور مین بلب دریاے گرّا ایک میلہ خداشناسی مقرر کرو اور اُسمین علماے مذاہب مختلفہ کا مناظرہ ہو اور طرح طرح کی مخلوق دور ونزدیک کی جمع ہون جس سے تحقیق مذہب بھی ہوجایگی۔ اور اس میلہ سے کچھ اور بھی فائدے کی صورت ہوگی۔ چنانچہ اُنہون نے ایسا ہی کیا کہ مسٹر رابرٹ جارج کری صاحب بہادر کلکٹر مجسٹریٹ شاہجہانپور سے اجازت حاصل کرکے پارسال ۷ مئی کو عین شباب گرمی مین یہ میلہ منعقد کیا جسمین مدعی مذہب عیسائی پادری نولس صاحب سب کے سرغنہ تھے اور اہل اسلام کیطرف سے مولوی **محمد قاسم** صاحب اور مولوی سید ابوالمنصور صاحب۔ پس اُس جلسہ کا نتیجہ تو سب پر ظاہر ہی

ہو گیا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب کی نیلی لنگی کے نام سے فتح کا پھریرہ سارے عالم مین
مشہور ہو گیا اور کتاب کیفیت واقعی اس جلسہ کی مطبع ضیائی مین چھپی جسکا تاریخی نام
گفتگوے مذہبی ہے اور قیمت اوسکی علاوہ محصول کے تین آنے ہی غرض جب پارسال
کے جلسے سے اس نواح کے عام و خاص لوگونکے دلونپر کیا وہ لوگ جو جلسہ مین موجود
تھے اور کیا وہ جن کو راوی صحیح ملے یہ اثر پیدا ہوا کہ مسلمانونکے قلوب مین تو مولوی
محمد قاسم صاحب کی روشن تقریرون نے نور ایمان کو جلا دیدی اور منشی پیارے لال
کی بھی آنکھین کھل گئین کہ جسطرف اُنکی ٹکٹکی لگی ہوئی تھی اُدھر سیاہی جھلکتی نظر آنے لگی۔
اور عام ہنود کی یہ کیفیت ہوئی کہ جس گلی کوچہ مین مولوی صاحب نکلتے تھے اشارہ کرکے
لوگ کہتے تھے کہ وہ مولوی یہ ہی جس نے پادریونکو بند کر دیا تھا اور پھسلتے ہم کو تھام لیا تھا
اور مولوی کیا ہی اوتام ہی تو بس اُس جلسے کے لطف نے ایسا خداشناسی کا شایق بنایا کہ
یہ میلہ ہر سال کے واسطے موسم بہار مین مقرر ہوا چنانچہ اب کے ۱۹ و ۲۰ مارچ کو اسکا انعقاد
تجویز ہو کر منشی پیارے لال نے اشتہار جابجا بھیجے اور جو عالم پارسال شریک جلسے ہوئے
تھے اُن کو بھی اور سوا اُنکے اور مشہور عالمونکو اشتہار و خطوط بھیج کر اطلاع دی
اخبارون مین بھی اشتہار چھپوایا۔ اور علاوہ اسکے یہ بھی شہرت ہوئی کہ اب کے بڑے
بڑے نامی گرامی پنڈت و پادری وہان آئینگے اور اس شہرت نے یہ اثر کیا کہ مولوی
محمد قاسم اور مولوی ابو المنصور صاحب نے اس وجہ سے کہ تہیدستی مین یہ مفت کی
زیرباری اور بیفائدہ تضییع اوقات ہے ارادہ جانے کا نہین کیا تھا مگر صرف اس خیال
و شہرت سے کہ یہ مجمع بڑے بڑے بیدانتیون اور مشاہیر کا ہوگا مبادا ہمارے نہ جانے کو
لوگ کچھ طرح دینا سمجھین توکل علی اللہ یہ دونون صاحب اور دس بارہ اور بھی ان کے
ساتھ کچھ شوقین کچھ مناظرین دلّی سے روانہ شاہجہانپور ہوئے۔ ۱۸ مارچ کو یہ
سب صاحب تین بجے شاہجہانپور مین ریل سے اُترے اور مولوی حفیظ اللہ خان صاحب

استقبال کے واسطے ریل پر کھڑے تھے سب کو مولانا عبد الغفور صاحب سلمہ اللہ کے مکان
پر لیگئے اور وہ مہمان نوازی کی کہ کیا کہیے ۱۸ کو آرام کیا جلسے کے اوقات کی نسبت یہ
بات معلوم ہوئی کہ دونوں تاریخوں مذکورہ بالا مین صبح کے ساڑھے سات بجے سے گیارہ بجے تک
اور ایک بجے سے چار بجے تک گفتگو ہوگی - ۱۹ مارچ کو مناظرین اہل اسلام آخر رات سے
اٹھکر راہی میدان مباحثہ ہوئے جو شاہجہانپور سے چھ سات کوس کے فاصلے پر تھا اور
سب صاحب سوار مولوی محمد قاسم صاحب پیادہ پا طلوع آفتاب سے کچھ بعد جا پہنچے -
مولوی محمد قاسم صاحب نے ندی پر استنجے سے فراغت حاصل کر کے وضو کیا اور نوافل ادا کیے
اور نہایت خشوع و خضوع سے دعا مانگی غالباً وہ اعلای کلمۃ اللہ کے لئے ہوگی کیونکہ مولوی
صاحب دلی سے برابر یہی ہر شخص سے فرماتے آتے تھے کہ اُس بے نیاز سے دعا کرو کہ
کلمۂ حق غالب آئے الغرض میدان مباحثہ کو دیکھا تو چند خیمے استادہ ہین مگر پادری صاحبوں
کا پتہ نہین - حیران ہوئے کہ وقت مباحثہ تو قریب آیا اور بحث کرنے والا کوئی دکھائی نہین
آخیر اہل اسلام تو اُس خیمہ کے متصل جو خاص مسلمانوں کے لیے نصب ہوا تھا درختوں
سایہ مین بیٹھ گئے اتنے مین موتی میان صاحب آنریری مجسٹریٹ تشریف لائے اور
صاحب سلامت کر کے انتظام میلہ مین مصروف ہوئے جب ۹ بجے ہونگے تب ایک دو
... چلتے پھرتے نظر آئے تھے غرض ساڑھے سات بجے کی جگہ دس بجے اُس خیمہ مین
جمع ہوئے جو مناظرہ کے لیے استادہ ہوا تھا - اول تو یہ مشورہ ہوا کہ تینوں فریق مین سے
... ص منتخب ہو کر علیحدہ ہو بیٹھین اور پہلے شرائط مباحثہ تجویز کر لین بعد اسکے
شروع ہو اہل اسلام مین سے مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی عبد المجید صاحب
پادریوں مین سے پادری نولس صاحب اور پادری واکر صاحب اور ہنود مین سے پنڈت
دیانند صاحب سرستی اور منشی اندرمن صاحب منتخب ہوئے اور موتی میان صاحب مہتمم
جلسہ بھی شریک ہوئے پادری نولس صاحب نے کہا کہ ہر ایک شخص کے درس سوال و

جواب کے واسطے ۵ منٹ کی مدت مقرر ہوا اسپر علماء اہل اسلام نے کہا کہ ۵ منٹ تھوڑے
ہین اسمین کیا خاک فضائل مذہب و اعتراض و جواب بیان ہو سکتے ہین ہماری رائے مین
دو صورتون مین سے ایک اختیار کرنی چاہیئے یا تو یہ کہ مباحثہ تین دن تک اسطور سے رہے
کہ ایک روز ایک مذہب والا اپنے دین کے فضائل گھنٹہ دو گھنٹہ بیان کرے اور پھر اوس پر
دوسرے مذہب والے اعتراض کرین جواب سنین - یا یہ ہونا چاہیئے کہ درس کیلئے
تو کم سے کم ایک گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے مقرر ہون اور سوال و جواب کیلئے
دس منٹ سے بیس منٹ تک - سو پادری صاحبون نے ان دونون مین سے ایک امر کو
بھی منظور نہ کیا ہر چند ان سے کہا گیا کہ صاحب ۵ منٹ مین تو کچھ بھی بیان نہین ہو سکتے
دنیوی جھگڑے جو فروع سمجھے جاتے ہین انمین ہفتون پنچایت و بحث ہوتی ہی یہ تحقیق مذہب
۵ منٹ مین کیونکر ہو سکتی ہی اور ہم لوگ بھی تو اس جلسہ کے ایک رکن ہین ہماری رائے کی
رعایت بھی تو ضرور ہی باوجود ہر طرح کی فہمایش کے پادری صاحبون نے ایک نہ سنی اور
پادری صاحب یہ چال چلے کہ منشی پیارے لال اور مکتا پرشاد کو بھی رکن شوری قرار دیا اور
یہ کہا کہ یہ بانی مبانی میلہ ہین انکی رائے بھی لینی ضرور ہے اور وہ بوجہ توافق پنہانی اور
نیز پنڈت صاحب بھی انکی ہان مین ہان ملانے لگے اس طور پر پادری صاحب کو یہ
عمدہ بہانہ ہاتھ آیا کہ کثرت آرا کا اعتبار چاہیئے سب پادریون کو خیمہ مین بلا لیا اور کہا کہ
اعتبار کثرت آرا کا چاہیئے غرض جس بات کو پادری نولس صاحب کہتے تھے حضرات ہنود
بھی ہان مین ہان ملا دیتے اور تسلیم کرتے تھے ناچار مولوی صاحب یہ کہکر اٹھ کھڑے
ہوئے کہ آپ لوگون کی جو رائے مین آتا ہی وہی کرتے ہین ہم سے مشورہ کرنا فضول ہے
تین گھنٹے سے ہم منتظر رہے ہین آپ ایک نہین سنتے اب جو آپ کی رای مین آئے سو
کیجیے ہم ہر طرح گفتگو کرنے کو موجود ہین چاہیئے ۵ منٹ مقرر کیجیے خواہ اس سے بھی کم
مولوی صاحب جب اپنے خیمہ مین تشریف لے آئے تو منشی پیارے لال نے چاہا کہ موتی میان صاحب

سے کچھ مشورہ کرین موتی میان صاحب نے ترش رو ہوکر فرمایا کہ مین آیندہ سال شریک جلسہ نہونگا اسکے کیا معنی کہ مسلمان جو کہتے ہین اُنکے کہنے پر تو التفات بھی نہین کرتے اور پادری صاحبون کے کہنے پر بے سوچے سمجھے ہاتھ اٹھاکر تسلیم کرلیتے ہو یہ بات بالکل سازش اور اتفاق باہمی پر دلالت کرتی ہے اسکے بعد منشی پیارے لال مولوی محمد قاسم صاحب کے پاس آئے اور عذر معذرت کرنے لگے کہ مین بھی مجبور ہون پادری صاحب میری کبھی نہین سنتے البتہ آپسے مجکو توقع ہے کہ آپ میری عرض قبول فرمائینگے اسپر مولوی صاحب نے فرمایا کہ خیر صاحب ہمکو تو ناچار قبول کرنا پڑے ہی گا - البتہ آپسے یہ شکایت ہے کہ آپ بانی جلسہ ہوکر عیسائیون کی طرفداری کرتے ہین آپ کو سبکی رعایت برابر کرنی چاہیئے منشی پیارےلال نے پھر عذر کیا اور مولانا کا بہت کچھ شکریہ اداکیا کہ آپ صاحب تو سب کچھ قبول کرلیتے ہین پادری صاحب بڑے ہٹ دہرم ہین کہ کسی کی نہین سنتے اگر اُنکے خلاف کیا جاوے تو چلے جانے کا اندیشہ ہے اسی اثناء مین مولانا نے یہ بھی فرمایا کہ منشی صاحب خیر یہ تو جوہوا سوہوا لیکن آپ اتنا کیجیئے اور پادری صاحب سے کہیئے کہ آج کا نصف دن تو اس جھگڑے مین ختم ہوگیا اسکے عوض مین یہ کرنا چاہیئے کہ ایک روز مباحثہ کے لیے اور بڑھایا جاوے اور دو کی جگہ تین دن مقرر ہون دوسرے یہ کہ وعظ کے لیے ۳۰ منٹ مقرر ہون منشی پیارےلال نے اسکو تو خود تسلیم کرلیا اور پادریون کی طرف سے یہ جواب لائے کہ پادری نولس صاحب کہتے ہین کہ یہ دونون امر ہمکو منظور نہین مگر میرے قیام کے لیئے اگر کوئی امر مانع ہوا تو پادری اسکاٹ صاحب جو آج آنے والے ہین تیسرے روز بھی ٹھیرینگے وہ آپسے گفتگو کرینگے اسکے بعد اہل اسلام نے کھانا کھایا اور ظہر کی نماز پڑھی پھر سنا کہ لوگ اب خیمۂ مباحثہ مین جانیوالے ہین مناظرین اہل اسلام اُس خیمہ مین داخل ہوئے حضرات ہنود کے آنے مین کچھ دیر تھی اور اُنکے آنے سے پہلے تمام شامیانہ آدمیون سے بھر گیا تھا مناظرین اہل ہنود کے انتظار مین جو وقت گزرا - اسمین مولوی محمد قاسم صاحب نے

پادری نولس صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپنے ہمارے بار بار کہنے سے بھی افزایش وقت
کو تو تسلیم نہ کیا خیر اسکو قبول کیجئے کہ بعد اختتام وقت جلسہ کے یعنی چار بجے کے بعد
کل ہم ایک گھنٹہ وعظ کہینگے آپ بھی اُس محفل مین شریک ہون اور بعد ختم وعظ کے
اعتراض کرنیکا بھی اختیار ہے بلکہ جس صاحب کے دلمین آئے وہ اعتراض کرین ہم جواب دینگے۔
پادری صاحب نے کہاکہ اگر ہم بھی اسیطرح خارج وقت مین درس دینگے تو تم بھی سنوگے
مولانا نے فرمایا ضرور ہم لوگ بھی شریک ہونگے بشرطیکہ اعتراض کرنیکے مجاز ہون پادری
صاحب نے کہا تو اچھا ہم بھی شریک ہونگے۔ اسی اثناء مین حضرات ہنود بھی آگئے اور
اس باب مین گفتگو ہوئی کہ پہلے کیا مضمون بیان ہوگا۔ باتفاق رائے یہ بات قرار پائی
کہ پہلے خدا کی ذات وصفات کا بیان ہو۔ اتنے مین منشی پیارے لال بانی مبانی جلسہ نے
ایک کاغذ اردو لکھا ہوا پیش کیا کہ یہ پانچ سوال ہماری طرف سے پیش ہوتے ہین انکا
جواب پہلے دینا چاہیئے اور وہ سوال یہ تھے کہ۔

سوالات طرف بانی جلسہ

اول۔ دنیا کو پرمیشر نے کس چیز سے بنایا اور کس وقت اور کس واسطے؟

سوال دوم۔ پرمیشر کی ذات محیط کل ہے یا نہین؟

سوال سوم۔ پرمیشر عادل ہے اور رحیم ہے دونون کسطرح ہے؟

سوال چہارم۔ وید اور بائبل اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے مین کیا دلیل ہے؟

سوال پنجم۔ نجات کیا چیز ہے اور کس طرح حاصل ہوسکتی ہے؟ اہل جلسہ نے ان سوالون
کے جواب دینے کو قبول کیا لیکن انبوہ شائقین اسقدر ہوگیا تھا کہ شامیانے مین نہ بیٹھنے
کی جگہ تھی نہ کھڑے ہونے کی اس لیے یہان سے جلسہ پھر اکھڑا اور شامیانے سے باہر
میدان مین فرش ہوا۔ بیچ مین میز بچھائی گئی اور اُسکے متصل ایک تخت جس پر وعظ خوان
معترض یا مجیب کھڑا ہوکر تقریر کرے اور گرداگرد کرسیان اور صندلیان بچھائی گئین۔
کرسیون پر علماء اہل اسلام اور پادری لوگ اور پنڈت اور منتظم جلسہ اور تحریر کرنیوالے

بیٹھے باقی سب فرش پر اور فرش کے گرد عام لوگون کے ٹھٹ کے ٹھٹ کھڑے ہوئے جب مجلس جم گئی تو اس مین گفتگو ہوئی کہ پہلے کون ان سوالون کے جواب دینے شروع کرے گا پنڈت صاحبون سے کہا گیا کہ محفل شورے مین آپ کہہ چکے ہین کہ آج ہم درس دینگے سو آپ بیان کرین اُنہون نے پہلو تہی کی پادری نولس صاحب جب ان سے اصرار کر چکے تو مولوی محمد قاسم صاحب کی طرف متوجہ ہوئے مولانا نے فرمایا کہ ہمین کچھ عذر نہین ۔ مگر انصاف مقتضی اسی کا تھا کہ سب کے بعد ہم بیان کرتے کیونکہ دین بھی ہمارا سب سے پچھلا ہی اس پر پادری صاحب نے پنڈت دیانند سرستی صاحب سے کہا کہ آپ کیون نہین کہتے ؟ اُنہون نے جواب دیا کہ اچھا مین کہتا ہون مگر جب اور سب بیان کر چُکین گے ۔ تو پھر مین بیان کرونگا ورنہ میرا بیان سب سے ماضی پڑجاویگا ۔ غرض اسی ردو کد مین چار بج گئے تو پادری صاحب نے مولوی صاحب سے کہا کہ اچھا مولوی صاحب آپ اپنا وعظ کل کی جگہ آج ہی کہہ لیئے کل پہلے پنڈت صاحب ان سوالون کا جواب دین گے مولوی صاحب نے فرمایا کہ بہت اچھا مجھے تو سوالونکے جواب دینے مین آج بھی عذر نہین آپ خود ہی ایکدوسرے پر حوالہ کرتے ہین اور نہ کوئی وعظ کی حامی بھرتا ہی نہ جوابون کی ۔ خیر اب سب صاحب ذرا توقف کرین ہم نماز عصر پڑھ لین آج وعظ کی بھی ابتدا ہم ہی کرتے ہین اور کل جواب بھی پہلے ہم ہی دینگے اور جس صاحب کے جی مین آئے وہ اعتراض کرے یہ کہکر مولانا نماز پڑھ آئے اور کھڑے ہو کر ایسا زور و شور کا وعظ کہا کہ تمام جلسہ حیران رہ گیا ۔ اور ہر شخص پر ایک سکتے کا عالم تھا ۔ اُس وعظ کی تقریر یہ ہی ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعظ

اے حاضران جلسہ۔ یہ کمترین بغرض خیر خواہی کچھ عرض کیا چاہتا ہی سب صاحب
بگوش ہوش سنین میری یہ گذارش بنظر خیر خواہی دنیا نہین بلحاظ خیر اندیشی دین اور آخرت ہی
غرض اصلی میری یہ ہی کہ وہ عقائد و احکام جنکو عقائد دینی اور احکام خداوندی سمجھتا ہون سب
حاضران جلسہ کو بالاجمال سناؤن اور اس لحاظ سے مجھکو یہ وہم ہی کہ شاید حاضران جلسہ میری
بدافعالی اور خستہ حالی پر نظر کرکے میری گذارش پر کچھ دل نہ لگائین اور دل مین یہ فرمائین کہ خود وعظ
و نصیحت و دیگران را نصیحت مگر اہل عقل خود جانتے ہونگے کہ طبیب کا بد پرہیز ہونا مریض کو مضر نہین
اسیطرح اگر مین خود اپنے کہے پر عمل نکرون اور دوسرونکو سمجھاؤن تو دوسرونکا کیا نقصان ہی
جو میری گزارش کو قبول نہ فرمائین علیٰ ہذا القیاس منادی کرنیوالے کا بھنگی ہونا حکام دنیا کے
احکام قبول کرنے اور تسلیم کرنیکو مانع نہین اسکو کوئی نہین دیکھتا کہ سنانے والا بھنگی ہی غریب ہون
یا امیر عام لوگ ہون یا نواب بھنگی کی زبان سے احکام بادشاہی سنکر سر نیاز خم کر دیتے ہین جب
حکام دنیا کے احکام کی اطاعت مین یہ حال ہی تو احکم الحاکمین خداوند رب العالمین کے
احکام کی اطاعت مین بھی میری خستہ حالی پر نظر نہ کیجیئے اس سے بھی کیا کم کہ مجھ کو بھی بمنزلہ
ایک بھنگی کے سمجھیئے۔ غرض مجکو نہ دیکھیئے اسکو دیکھیئے کہ مین کسکے احکام سناتا ہون اور کسکی
عظمت اور شان سے مطلع کرتا ہون وہ بات جو سب مین اول لائق توجہ و اطلاع ہے اپنے
وجود کی کیفیت ہے کون نہین جانتا کہ سب مین اول آدمی کو اپنی ہی اطلاع ہوتی ہی
اور سوا اپنے جس چیز کو جانتا ہے اپنے بعد جانتا ہے اسلیئے سب مین اول لایق توجہ
تام اور در بارہ علم قابل اہتمام بھی اپنے ہی وجود کی کیفیت ہے مگر اپنے وجود کی کیفیت

یہ ہی کہ دائم و قائم نہین ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم پردۂ عدم مین مستور تھے اور اُسکے بعد یہ زمانہ آیا
کہ ہم موجود کہلائے اور طرح طرح کے آثار وجود ہم سے ظہور مین آئے اور پھر اسکے بعد ایک
ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ یہ ہمارا وجود پھر ہم سے مثل سابق علحدہ ہو جائیگا اور ہمارا ذکر جاننے دو
ہم سے پہلے اور ہمارے سامنے کسقدر غیر محدود بنی آدم وغیرہم وجود مین آکر معدوم ہو گئے۔
غرض زمانہ وجود بنی آدم وغیرہم دو عدمون کے بیچ مین ایک زمانہ محدود ہی اس انفصال و
اتصال و آمد و شد وجود سے یہ نمایان ہی کہ ہمارا وجود مثل نور زمین جسکو دھوپ یا چاندنی
کہتے ہین اور مثل حرارت آب گرم صفت خانہ زاد نہین بلکہ عطاء غیر ہی لیکن جیسے نور زمین
اور حرارت آب گرم کا سلسلہ آفتاب اور آتش پر ختم ہو جاتا ہی اسلیئے بہ نسبت آفتاب و آتش کوئی
شخص یہ خیال نہین کر سکتا کہ عالم اسباب مین آفتاب و آتش مین کسی اور کا فیض ہی بلکہ
ہر شخص یہی خیال کرتا ہی کہ آفتاب و آتش مین نور و حرارت خانہ زاد ہی اور اسلیے ہر حال مین
نور و حرارت آفتاب و آتش کو لازم و ملازم رہتے ہین ایسا کبھی نہین ہوتا ہی کہ مثل نور زمین
و حرارت آب آفتاب و آتش سے بھی نور و حرارت منفصل ہو جائے ایسے ہی یہ بھی ضرور ہے
بلکہ اُس سے بھی زیادہ ضرور ہی کہ ہمارے تمہارے وجود کا سلسلہ کسی ایسے موجود پر ختم ہو جائے جسکا
وجود اُسکے ساتھ ہر دم لازم و ملازم رہے اور اُس کا وجود اُسکے حق مین خانہ زاد ہو عطائے
غیر نہو۔ ہم اُسی کو خدا کہتے ہین اور اسی لیے کہتے ہین کہ اُسکا وجود عطائے غیر نہین خود
اُسی کا ہی جب ہماری نسبت بوجہ ناپائداری وجود خدا کا ہونا ضروری ٹھیرا تو اب اُن
اشیاء کی نسبت بھی اس بات کا دریافت کرنا ضروری ہی جسکا وجود بظاہر نظر پائدار
نظر آتا ہی جیسے زمین و آسمان دریائے شور۔ ہوا۔ چاند و سورج ستارے کہ نہ کسی نے
انکا عدم سابق دیکھا اور نہ ابتک عدم لاحق کی اُنکو نوبت آئی ہو اس لیے یہ گذارش ہی
کہ زمین و آسمان وغیرہا اشیاء مذکورہ کو ہم دیکھتے ہین کہ مثل اشیاء ناپائدار اُن مین بھی
دو دو باتین ہین ایک تو یہی وجود اور یہی جو تمام اشیاء مین مشترک معلوم ہوتا ہی دوسرے

وہ بات جس سے ایک دوسرے سے متمیز ہی اور جنکے وسیلے سے ایک کو دوسرے سے پہچان لیتے ہین اور دیکھتے ہی سمجھ لیتے ہین کہ یہ فلانی چیز ہی اس چیز کو ہم حقیقت کہتے ہین اور پھر یہ کہتے ہین کہ وجود اور حقیقت دونون باہم ایسا رابطہ نہین رکھتے کہ ایک دوسرے سے جدا ہی نہو سکے اور مثل اثنین اور زوجیت یعنی دو اور جفت ہونے کی ایک دوسرے کے ساتھ ایسے مربوط اور متلازم نہین کہ ایک دوسرے کا کسی طرح پیچھا ہی نچھوڑے عدد اثنین سے اسکی زوجیت نہ خارج مین اس سے جدی ہو اور نہ ذہن مین علٰحدہ ہو علی ہذا القیاس زوجیت سے عدد اثنین علٰحدہ نہین ہوتا چار اور چھ اور آٹھ وغیرہ اعداد مین بھی اگر زوجیت پائی جاتی ہی تو اسی دو کے عدد کی بدولت پائی جاتی ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ زوجیت کے معنی یہی ہین کہ دو ٹکڑے صحیح بلا کسر برابر نکل آئین اور ظاہر ہی کہ یہ بات یعنی دو ٹکڑونکا برابر نکل آنا اسپر موقوف ہی کہ عدد مفروض چند اثنین یعنی چند دو کا مجموعہ ہو غرض اثنین اور زوجیت مین طرفین سے تلازم ہی نہ یہ اس سے جدا ہو سکے نہ وہ اس سے علٰحدہ ہو سکے نہ ذہن مین نہ خارج مین - اور ظاہر ہے کہ اس قسم کا ارتباط اشیاء مذکورہ کے وجود اور انکے حقائق مین ہرگز نہین یہ نہین کہ جیسے اثنین اور زوجیت کی جدائی کسی کی عقل مین نہین آسکتی ایسے ہی اشیاء مذکورہ کے وجود اور حقائق کی جدائی کسی کی عقل مین نہ آسکے چنانچہ ظاہر ہے کہ آسمان زمین کا معدوم ہوجانا عقل مین آسکتا ہی ہان خود وجود اور اس ذات کا معدوم ہونا جو صفت کے وجود کے حق مین ایسی ہو جیسے زوجیت کے حق مین اثنین البتہ عقل مین نہین آسکتا کون نہین جانتا کہ وجود کا معدوم ہوجانا ایسا ہی جیسا خود نور کا نور ہو کر کالا سیاہ ہو جانا اندھیرا بنجانا اور جب وجود قابل عدم نہین تو پھر وہ ذات جو وجود کی بھی اصل ہی اور وجود اسکے حق مین خانہ زاد ہی کیونکر معدوم ہو سکے - الحاصل وجود زمین و آسمان انکے حقائق سے علٰحدہ ہین اور اسلئے یون نہین کہہ سکتے کہ انکا وجود انکا خانہ زاد ہو اور جب خانہ زاد نہین تو پھر بیشک عطاء غیر ہو گی اور قبل عطا انکا معدوم ہونا ثابت ہو گا جس سے انکے وجود کے لیے ایک ابتدا نکل

آئیگی اور اُنکی قدامت باطل ہوجائیگی گووہ ابتداء تمام بنی آدم کے موجود ہونے سے سابق ہو اور اسلیئے اپنے آپ ہم مین سے کسیکو اُسکی اطلاع نہوئی ہو اور اسیطرح اُنکا پھر معدوم ہوجانا ممکن ہوگا کیونکہ جب وجود اشیاء مذکورہ مثل نور زمین اور حرارت آب گرم عطاء غیر ہوگا تو مثل نور زمین وحرارت آب اُنکا پھر جدا ہوجانا بھی ممکن ہوگا مگر جب وجود اشیاء مذکورہ بھی عطاء غیر نکلا تو بیشک حسب بیان سابق اُس غیر کا وجود جسکی یہ عطاء ہی اُسکا خانہ زاد ہوگا اور اسلیئے اُسکا وجود اُس سے بھی کبھی نہ علیحدہ تھا نہ آیندہ علیحدہ ہو۔ غرض ہمیشہ سے اُسکا وجود تھا اور ہمیشہ تک رہیگا اب یہ بات دیکھنی باقی رہی کہ اس قسم کا موجود جسکا وجود اُسکا خانہ زاد ہو ایک ہی ہی یا متعدد ہین اور ایک ہی ہی تو اس سے زیادہ ممکن ہی یا محال ہی اسلیئے یہ گذارش ہی کہ جیسے سیاہی سفیدی انسانیت۔ حیات وغیرہ اوصاف کے احاطہ مین قلیل وکثیر اشیاء داخل ہین یعنی بہت سی اشیاء سفید ہین بہت سی سیاہ بہت سے انسان ہین بہت سے حیوان ایسے ہی وجود کے احاطہ مین بھی یہی حال ہی لیکن سب اوصاف کے احاطے سے احاطہ وجود وسیع ہی بلکہ اُس سے اوپر کوئی احاطہ ہی نہین۔ یعنے جیسے انسانیت کے احاطہ سے اوپر احاطہ حیات ہی جس مین انسان غیر انسان گدھا۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ بیل۔ بھیڑ۔ بکری وغیرہا سب داخل ہین ایسے ہی وجود کے احاطہ سے اوپر کوئی اور ایسا احاطہ نہین کہ اُسمین موجود وغیر موجود داخل ہو کیونکہ غیر موجود اگر ہو تو معدوم ہی ہوگا۔ اور ظاہر ہی کہ معدوم کسی وصف کے احاطہ مین داخل ہی نہین کیونکہ ہر وصف کے حاصل ہونے کیلیئے اول وجود کا ہونا ضرور ہی چنانچہ ظاہر ہے مگر جب وجود کا احاطہ سب احاطون سے وسیع اور سب مین اوپر ہے تو بالضرور وجود ایک وصف غیر محدود ہوگا کیونکہ ہر محدود کے لیئے یہ ضرور ہے کہ وہ کسی ایسی وسیع چیز کا ٹکڑا ہوگا یا ایسی چیز مین سمائی ہوئی ہو جو اُس سے زیادہ ہو مثلاً ہر مکان اور محلہ اور شہر ضلع۔ ولایت وغیرہ محدود چیزین ہین لیکن اُنکے محدود ہونے کے یہی معنی ہین کہ یہ سب چیزین زمین کے قطعات ہین جو ان چیزونسے زیادہ وسیع ہی اور زمین وآسمان اگر محدود ہین تو اُسکے یہ معنی ہین

کہ اس فضاؤ وسیع مین جو آنکھون سے نظر آتا ہے سمائی ہوئی ہین ✽ الغرض اگر وجود
کو محدود کہیئے تو یہ ضرور ہے کہ وہ کسی وسیع چیز کا ٹکڑا ہو یا کسی وسیع چیز مین سمایا ہوا ہو
مگر وہ کون ہی جو نہین جانتا کہ وجود سے زیادہ وسیع چیز نہین تمام اشیاء وجود کے
احاطہ مین داخل ہین پر وجود کسی کے احاطہ مین داخل نہین اس لیے خواہ
مخواہ اس بات کا اقرار کرنا ضرور ہے کہ وجود غیر محدود ہے جب یہ بات
ذہن نشین ہو چکی تو اب یہ خیال فرمائیے کہ نہ احاطۂ وجود مین خدا کا ثانی ہو سکتا
ہے اور نہ وجود کے احاطہ سے خارج اس کا ثانی ممکن ہے احاطہ وجود مین محال ہونے
کی وجہ تو یہ ہی کہ جب ہمارا تمہارا وجود باوجود اس ضعف کے جو اُسکے عطار غیر ہونے
سے نمایان ہے غیر کو اپنے احاطہ مین گھسنے نہین دیتا خدا کا وجود اس قوت پر کہ اُسکا
خانہ زاد ہونا اُسکی دلیل ہے کیونکر اپنے ثانی کو اپنے احاطے مین قدم رکھنے دیگا ✽
القصہ جیسے ہم تم جہانتک پھیلے ہوئے ہوتے ہین وہان تک اور دوسرا نہین
آسکتا اور آجائے تو پھر ہم وہان نہین رہ سکتے علی ہذا القیاس ایک میان مین دو
تلوارین نہین آتین اور سیر بھر کے برتن مین دو سیر غلہ نہین سما سکتا ایسے ہی بلکہ
اس سے بڑھکر خدا کے احاطے مین خدا کے ثانی کا آنا اور سمانا سمجھیئے کیونکہ آفتاب کے
نور کے مقابلے مین جو اُسکی ذات کے ساتھ چسپان نظر آتا ہے یہ دھوپ برائے نام
نور ہے اور نہایت ہی درجہ کو ضعیف ہے ایسے ہی بمقابلہ خدا کے وجود کے جو اُسکی
ذات کے ساتھ لازم و ملازم ہے مخلوقات یعنی اور اشیاء کا وجود برائے نام وجود
ہے اور نہایت ہی درجہ کو ضعیف ہے مگر جب اس ضعف پر ہمارے وجود مین
یہ قوت ہے کہ غیر کو اپنی سرحد مین قدم رکھنے نہین دیتا تو خدا کا وجود اس
قوت پر کاہے کو اور کسی خدا کی مداخلت کا روادار ہوگا اور خارج از احاطہ خدا
کے ثانی کے نہونے کی وجہ یہ ہے کہ احاطہ وجود غیر محدود اُسکے سوا اور اُس سے

باہر کوئی جگہ ہی نہین جو کسی دوسرے رب کے ہونے کا احتمال ہو اس لیے اس باتکا
اقرار ہر عاقل کے ذمے ضرور ہے کہ خالق کائنات کو ایک ذات وحدہ لاشریک لہ
سمجھے۔ بہو احتمال تعدد کو دل سے اُٹھادہرے اسی تقریر سے یہ بھی ثابت ہو گیا
کہ مسئلہ تثلیث جسپر مدار کار ایمانِ نصاری فی زماننا ہی سراسر غلط ہی وہان تعدد
کی گنجایش ہی نہین جو تثلیث تک نوبت پہونچے اور پھر وہ بھی اسطرح کہ باوجود
تعدد حقیقی وحدت حقیقی بھی باقی رہے کیونکہ وحدت اور کثرت دونون باہم ضد یکدگر
ہین اور ظاہر ہے کہ اجتماع ضدین محال ہے جیسے یہ نہین ہوسکتا کہ ایک آن
مین ایک شے سیاہ بھی ہو سفید بھی ہو۔ گرم بھی ہو سرد بھی ہو یا ایک وقت مین
ایک جگہ دن بھی ہو رات بھی ہو دوپہر بھی ہو آدھی رات بھی ہو۔ ایک شخص ایک
وقت مین عالم بھی ہو جاہل بھی ہو بیمار بھی ہو تندرست بھی ہو موجود بھی ہو معدوم
بھی ہو ایسے ہی یہ بھی نہین ہوسکتا کہ خداتعالے ایک بھی ہو اور تین بھی ہو
وحدت بھی حقیقی ہو اور کثرت بھی حقیقی ہو علے ہذاالقیاس جیسے اضداد مذکورہ
کا اجتماع محال ہے ایسے ہی خدائی اور احتیاج کا اجتماع بھی محال ہی کیونکہ خدائی
کو استغنا ضرور ہے آفتاب تو فقط اسوجہ سے کہ زمین کی نسبت معطی نور ہے
نور مین زمین کا محتاج نہو خداوند عالم باوجودیکہ تمام عالم کے حق مین معطی وجود
ہے عالم کا یا عالم مین سے کسیکا محتاج ہو کیونکہ ہر چیز وصف ہو یا موصوف ہو
اپنی ہستی مین خدا کی محتاج ہے پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ خداوند عالم کسی بات
مین کسیکا محتاج ہو جس چیز مین خدا کو محتاج کہیئے گا اُس سے پہلے اس چیز کو خدا کا
محتاج کہنا پڑے گا اور ظاہر ہے کہ احتیاج کے یہی معنی ہین کہ اپنے پاس ایک چیز
نہو اور جس کی طرف احتیاج ہو اُسکے پاس وہ چیز موجود ہو جب ہر بات مین ہر چیز
کو خدا کا محتاج مانا تو جو کچھ جہان مین احتیاج کے قابل ہوگا خداوند عالم مین

وہ پہلے ہوگا - ہان خود احتیاج اور سامان احتیاج اُس مین نہونگے علے ہذالقیاس یہ بھی ظاہر ہے کہ خود محتاج کا اُسپر کسی قسم کا دباؤ نہین ہوسکتا جسکا خود محتاج ہے - ہان معاملہ بالعکس ہوا کرتا ہی یعنی ہمیشہ محتاج پر اُسکا دباؤ رہتا ہے جسکا محتاج ہوتا ہی اُسلیئے یہ ضرور ہے کہ نہ خدا تعالے مین کسی قسم کی احتیاج ہو نہ اُسپر کسی قسم کا دباؤ ہو اُسکا وجود ہمیشہ سے ہو - اور ہمیشہ کو رہے یہ نہو کہ اُسکے وجود کے لیئے ابتدا انتہا ہو اس صورت مین کیونکر کہدیجیئے کہ حضرت عیسے ؑ یا سری رامچندر وغیرہ خدا تھے اُنکے وجود کی ابتدا اور انتہا معلوم کھانے پینے کا محتاج ہونا اور پاخانہ پیشاب مرض اور موت کا دباؤ سب پر آشکارا ایسی ایسی چیزون کی احتیاج اور ایسی ایسی چیزون کے دباؤ کے بعد بھی خدائی کا اعتقاد عقل اور انصاف سے سراسر بعید ہے اسکے بعد پھر یہ گذارش ہے کہ وہ خداوند عالم جیسے اپنی ذات مین یکتا اور وحدہ لاشریک لہ ہے ایسے ہی جامع کمالات وصفات بھی ہے اور کیون نہو عالم مین جس صفت کو دیکھیے اپنے موصوف کے حق مین وجود کی تابع ہے یعنی قبل وجود کسی صفت کا ثبوت ممکن نہین ٭ رہا امکان اور عدم واقع مین یہ دونون باتین وصف نہین بلکہ سلب وصف ہین عدم مین تو ظاہر ہے سلب وجود ہوتا ہے - رہا امکان اسمین سلب ضرورت وجود ہوتا ہے اور عام لوگون کے محاورہ کے موافق امکانہ کا استعمال قبل وجود ہی ہوتا ہے جب یون بولتے ہین کہ یہ چیز ممکن ہی - تو ہر کوئی یہی سمجھتا ہی کہ یہ چیز بالفعل موجود نہین - مگر ہان جیسے سایہ جو واقع مین عدم النور ہے بوجہ غلطی ایک چیز نظر آتی ہی ایسے ہی عدم اور امکان بھی بوجہ غلطی فہمی اوصاف معلوم ہوتے ہین مگر جب تمام اوصاف اپنے ثبوت وحصول مین وجود کے محتاج ہوئے تو بیشک یہی کہنا پڑیگا کہ تمام اوصاف اصل مین وجود کے اوصاف ہین یعنی وجود کے حق مین عطار غیر نہین بلکہ تمام اوصاف یعنی کمالات وجودی وجود کے حق مین خانہ زاد ہین ورنہ جیسے نور زمین اور

گرمی آب گرم زمین اور پانی سے علحدہ ہوکر بھی پائی جاتی ہین ایسے ہی اوصاف وجودی بھی وجود
سے علحدہ ہوکر پائے جاتے ہین اس صورت مین بالضرور جو منبع وجود ہوگا وہی منبع اوصاف
بھی ہوگا پھر جہان جہان وجود ہوگا وہان وہان تمام اوصاف بھی قلیل اور کثیر ضرور
ہونگے اگر فرق ہوگا تو ایسا ہوگا جیسا آئینہ اور پتھر مین فرق ہی یعنی بوجہ فرق حسن قابلیت
وعدم حسن قابلیت آئینہ مین بہ نسبت پتھر کے زیادہ نور آجاتا ہی اسلئے یہ ضرور ہی کہ تمام
کائنات مین علم وادراک وقوت حس وحرکت قلیل وکثیر ضرور ہو بہت ہو تو یہہ ہو کہ
انسان وغیرہ مین علم وادراک زیادہ ہو اور حیوانات مین اُس سے کم اور نباتات
مین اُن سے کم اور جمادات یعنے زمین وآسمان اینٹ پتھر وغیرہ مین اُن سے بھی
کم یا فرض کیجئے معاملہ بالعکس ہو مگر یہ نہین ہوسکتا کہ زمین پہاڑ اینٹ پتھر علم وادراک
اور قوت حرکت سے بالکل خالی ہون باقی رہا ہمکو نہ معلوم ہونا اس سے یہ لازم نہین
آتا کہ یہ اوصاف نہون چنانچہ ظاہر ہے بہر حال خداوند عالم بلکہ تمام عالم مین تمام کمالات
کا ہونا ضروری ہے اور تمام کائنات کا وجود اور کمالات مین خداوند عالم کا محتاج ہونا لابدی
ہے اسلئے یہ بھی ضرور ہے کہ خداوند عالم تمام عالم کے حق مین واجب الاطاعت ہو اور
تمام عالم کے ذمے اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری واجب و لازم ہو کیونکہ وجوہ فرمانبرداری
بظاہر کل تین ہین اور حقیقت مین دو ہین تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کوئی کسیکی
تابعداری یا امید نفع پر کرتا ہے جیسے نوکر اپنے میان کی تابعداری تنخواہ کی امید پر کرتا ہی
یا اندیشۂ نقصان کے باعث اُسکی فرمانبرداری اور تابعداری کرتا ہے جیسے
رعیت حکام کی اطاعت اور مظلوم ظالم کی تابعداری کیا
کرتے ہیں یا بوجہ محبت کوئی کسی کی تابعداری کیا کرتا ہے
جیسے عاشق اپنے معشوقون کی تابعداری کیا کرتے ہین مگر امید و اندیشہ کو دیکھیے
تو احتیاز نفع و نقصان کی طرف راجع ہین جسکے اصل کو ٹٹولیئے تو مالکیت اوصاف و کمالات

نکلتے ہی یعنی مالک اصلی کو اختیار داد و دہش اوصاف و کمالات ہوتا ہی اور مستعیر کو اختیار رد و انکار نہین ہوتا چنانچہ آفتاب و زمین کے حال سے نمایان ہی کہ آفتاب وقت طلوع زمین کو نور عطا کرتا ہی تو زمین اسکو رد نہین کر سکتی اور وقت غروب اس نور کو آفتاب چھین لیتا ہے تو زمین سے انکار نہین ہو سکتا وجہ اسکی بجز اسکے اور کیا ہے کہ آفتاب مالک النور ہی اور زمین فقط مستعیر ہی الحاصل وجوہ فرمانبرداری و اسباب اطاعت بظاہر تین ہین امید نفع اندیشۂ نقصان محبت اور حقیقت مین کل دو سبب ہین ایک مالکیت دوسری محبت اور اس سے زیادہ تنقیح کیجیئے تو اصل سبب اطاعت محبت ہی اتنا فرق ہی کہ کہین محبت مطاع موجب اطاعت ہوتی ہی اور کہین محبت مال و جان باعث فرمانبرداری ہوجاتی ہی عشاق کی طاعت اور فرمانبرداری مین مطاع کی محبت باعث اطاعت ہوتی ہی اور نوکر کی اطاعت مین محبت مال و جان علی ہذا القیاس رعیت کی اطاعت مین محبت جان و مال موجب فرمانبرداری ہوتی ہے مگر ہر چہ باداباد وجہ اطاعت ایک ہو یا دو ہو یا تین جو کچھ ہو وہ خدا مین اول ہے اوروں مین اسکے بعد کیونکہ مالکیت اور اختیار نفع و نقصان بھی ہستی اور وجود پر موقوف ہی اور جمال و محبوبیت بھی وجود و ہستی ہی پر موقوف ہی جہان وجود اور ہستی کی اصل ہوگی وہین مالکیت اور اختیار مذکور اور جمال و محبوبیت بھی ہونگی مثل وجود مالکیت و اختیار محبوبیت بھی اوروں مین اسی کی عطا ہوگی اور اسی کا فیض ہوگا جب مخلوقات مین وجوہ مذکورہ سرمایۂ اطاعت ہین تو خداوند عالم کے حق مین یہ باتین کیونکر سامان اطاعت و فرمانبرداری نہونگی۔ القصہ جب اسباب اطاعت و فرمانبرداری کے سب خداوند عالم مین موجود ہین اور وہ بھی اسطرح کہ اوروں مین اس قسم کی چیز اگر ہے تو اسیکا فیض ہے تو بیشک خداوند عالم تمام عالم کے حق مین واجب الاطاعت ہوگا لیکن اطاعت اور فرمانبرداری اور تابعداری اسکو کہتے ہین۔ کہ دوسرون کی مرضی موافق کام کیا جاوے ورنہ خلاف مرضی کرنے پر بھی طاعت اور بندگی اور

فرمانبرداری ہی رہی تو پھر گناہ وخطا اور طاعت وبندگی مین کیا فرق رہے گا
الحاصل اطاعت کے لئے توافق رضا ضرور ہی لیکن رضا وعدم رضا کا یہ حال ہے کہ ہم
باوجودیکہ سراپا ظاہر ہین ہماری مرضی وعدم مرضی ایسی مخفی ہی کہ بے ہمارے اظہار کے ظاہر
نہین ہوسکتی بے ہمارے بتلائے کسیکو اطلاع نہین ہوسکتی بے ہماری تصریح یا اشارہ کئے
کے کسیکو اُسکی خبر نہین ہوسکتی اس صورت مین اُس خداوند عالم کی مرضی وعدم مرضی اس
پوشیدگی پر کہ آجتک خدا تعالے کو کسینے دیکھا ہی نہین بے خدا کے بتلائے کسیکو کیونکر اطلاع ہوسکتی
ہی لیکن بادشاہان دنیا ومحبوبان دار فنا کو ہم دیکھتے ہین کہ اس نام کی مالکیت اور محبوبیت
اور ذرا سے سامان نخوت پر مکان اور دُکان اپنے مطیعون سے کہتے نہین پھرتے
کہ یہ بات ہماری موافق مرضی ہی اسکی تعمیل کرنی چاہیئے اور یہ بات خلاف مرضی ہی اس سے
احتراز لازم ہے بلکہ مقربان درگاہ اُنکے ارشادات اور اشارات کے موافق اَور دن کو
مطلع کردیا کرتے ہین اور حسب ضرورت اشتہار ومنادی کرادیتے ہین اس صورت
مین خداوند عالم کو اس سامان بے نیازی پر کہ وہ کسیکا کسی بات مین محتاج نہین اور
سوا اُسکے سب اُسکی سب بات مین محتاج کب سزاوار ہی کہ ہر کسی سے کہتا پھرے کہ اس
کام کو کرنا چاہیئے اور اس کام کو نکرنا چاہیئے وہ بھی اپنے مقربان خاص کے ذریعہ سے اَورون
کو اپنی رضا وغیر رضا سے مطلع کریگا ہم اُنہین مقربون کو جو خداوند عالم کے ارشادات
کی اطلاع اَورونکو کرتے ہین پیغمبر اور نبی اور رسول کہتے ہین وجہ تسمیہ خود ظاہر ہے
لیکن یہ بھی ظاہر ہی کہ کوئی کسیکا مقرب جبھی ہوسکتا ہے جبکہ اُسکی موافق مرضی ہو جو لوگ
مخالف مزاج ہوتے ہین قرب ومنزلت اُنکو میسر نہین آسکتا چنانچہ ظاہر ہی مگر یہ بھی ظاہر ہی کہ
اگر کوئی شخص یوسف ثانی اور حسن مین لاثانی ہو پر اُسکی ایک آنکھ مثلاً کانی ہو تو اُس
ایک آنکھ کا نقصان تمام چہرہ کو بدنما اور نازیبا کردیتا ہی ایسے ہی اگر ایک بات
بھی کسی مین دوسرونکے مخالف مزاج ہو تو اُنکی اور خوبیان بھی ہوئی نہوئی برابر

ف ثبوت ضرورت نبوة

ہوجائینگے غرض ایک عیب بھی کسی مین ہوتا ہی تو پھر محبوبیت اور موافقت طبیعت و رضا
متصور نہین جو امید تقرب ہو اسلیے یہ بھی ضرور ہی کہ انبیا اور مرسل سراپا اطاعت ہون
اور ایک بات بھی اُن مین خلاف مرضی خداوندی نہو اسیوجہ سے ہم انبیا کو معصوم
کہتے ہین اور اس کہنے سے یہ مطلب ہوتا ہی کہ اُن مین گناہ خداوند عالم کا مادہ اور سامان
ہی نہین کیونکہ اُن مین جب کوئی صفت بُری ہی نہین تو پھر اُنسے بُرے افعال کا
صادر ہونا بھی ممکن نہین اسلیئے کہ افعال اختیاری تابع صفات ہوتے ہین اگر سخاوت
ہوتی ہی تو داد و دہش کی نوبت آتی ہی اور اگر بخل ہوتا ہی تو کوڑی کوڑی جمع کیجاتی ہی
شجاعت ہین معرکہ آرائی اور بزدلی مین پس پائی ظہور مین آتی ہی ہان یہ بات ممکن ہی کہ
بوجہ سہو یا غلط فہمی جو گاہ بگاہ بڑے بڑے عاقلون کو بھی پیش آجاتی ہے اور سواے
خداوند علیم و خبیر اور کوئی اُس سے منزہ نہین کسی مخالف مرضی کام کو موافق مرضی اور
موافق مرضی کو مخالف مرضی سمجھ جائین اور اسوجہ سے بظاہر خلاف مرضی کام ہوجائے
تو ہو جائے یا بوجہ غلبۂ عظمت و محبت مطاع ہی مخالفت کی نوبت آجاے مگر اسکو گناہ نہین کہتے
گناہ کے لیئے یہ ضرور ہی کہ عمداً مخالفت کی جائے بھول چوک کو لغزش کہتے ہین گناہ
نہین کہتے یہی وجہ ہے کہ موقع عذر مین یہ کہا کرتے ہین کہ مین بھول گیا تھا یا مین
سمجھا نہ تھا اگر بھول چوک بھی گناہ ہی ہوا کرتا تو یہ عذر اور اُلٹا اقرار خطا ہوا کرتا عذر نہوا
کرتا جب یہ بات واضح ہو گئی کہ افعال تابع صفات ہین تو اب دو باتین قابل لحاظ باقی
رہین ایک اخلاق یعنی صفات اصلیہ دوسرے عقل و فہم - اخلاق کی ضرورت تو
یہین سے ظاہر ہے کہ افعال جنکا کرنا نکرنا عبادت اور اطاعت اور فرمانبرداری
مین مطلوب ہوتا ہی اُنکا بھلا بُرا ہونا اخلاق کی بھلائی بُرائی پر موقوف ہی اور اس سے
صاف ظاہر ہی کہ اصل مین بھلی اور بُری اخلاق و صفات ہی ہوتی ہین اور عقل و
فہم کی ضرورت اسلیئے ہے کہ اخلاق کے مرتبے مین موقع بموقع دریافت کرنے کی
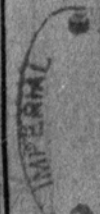
ضرورت ہوتی ہی تاکہ افعال بیجا بے موقع ہوجانے کے کوئی خرابی ادپر سے نہ آجائے
دیکھیے سخاوت اچھی چیز ہی لیکن موقع مین صرف ہونا پھر بھی شرط ہی اگر مساکین اور مستحقین
کو دیا جاے تو فبہا ورنہ رنڈیون اور بھڑؤون کا دینا یا شراب خوارون اور بھنگ نوشون
کو عطا کرنا کون نہین جانتا کہ اور برائیون کا سامان ہی وجہ اسکی بجز اسکے اور کیا ہی کہ بے موقع
صرف ہوا بالجملہ افعال ہر چند تابع صفات ہین لیکن موقع اور بے موقع کا پہچاننا بجز عقل سلیم
و فہم مستقیم ہرگز متصور نہین اسلیئے ضرور ہی کہ انبیا مین عقل کامل اور اخلاق حمیدہ ہون
ظاہر ہی کہ جب اخلاق حمیدہ ہونگے تو محبت بھی ضرور ہوگی کیونکہ خلق حسن کی بنا محبت ہے
پر ہے اور جب موقع اور محل کا لحاظ ہی اور عقل کامل موجود ہی تو پھر خدا سے بڑھکر اور کونسا
موقع سزاوار محبت ہوگا مگر خدا کے ساتھ محبت ہوگی تو پھر عزم اطاعت و فرمانبرداری بھی
ضرور ہوگا جسکا انجام یہی نکلیگا کہ ارادہ نافرمانی کی گنجایش ہی نہین اور ظاہر ہی کہ
اسی کو معصومیت کہتے ہین اب یہ گزارش ہی کہ مدار کار نبوت عقل کامل اور اخلاق حمیدہ
پر ہی۔ رہے معجزات وہ خود نبوت پر موقوف ہین نبوت اُنپر موقوف نہین یعنی یہ نہین کہ
جسمین معجزات نظر آئین اُسکو نبوت عطا کرین ورنہ خیر بلکہ جس مین نبوت ہوتی ہی
اُسکو معجزات عنایت کرتے ہین تاکہ عوام کو بھی اُسکی نبوت کا یقین ہوجائے اور نبی کے
حق مین اُسکے معجزے بمنزلہ سند و دستاویز ہوجائین اسلیئے اہل عقل کے نزدیک اول عقل
کامل اور اخلاق حمیدہ ہی کا تجسس چاہیئے مگر عقل اور اخلاق مین دیکھا تو حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مین افضل و اعلے پایا عقل و فہم مین اولیت و
افضلیت کے لیے تو اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ آپ بذات خود اُمی اَن پڑھے
جس ملک مین پیدا ہوئے اور جہان ہوش سنبھالا بلکہ ساری عمر گزری علوم سے
یک لخت خالی نہ علوم دینی کا پتہ نہ علوم دنیوی کا نشان نہ کوئی کتاب آسمانی نہ کوئی
کتاب زمینی بباعث جہل کیا گیا کچھ خر ایمان نہ تھین اب کوئی صاحب فرمائین کہ

ثبوت معصومیت انبیا علیہم السلام

ایسا شخص اُمّی ان پڑھا ایسے ملک مین اوّل سے آخر تک عمر گزارے جہان علوم کا نام و نشان نہو پھر اُس پر ایسا دین اور ایسا آئین۔ ایسی کتاب لاجواب اور ایسی ہدایات بینات ایک عالم کو جس پر ملک عرب کے جاہلون کو آلہیات یعنی علوم ذات و صفات خداوندی مین جو تمام علوم سے مشکل ہی اور علم عبادات اور علم اخلاق اور علم سیاسات اور علم معاملات اور علم معاش و معاد مین رشک ارسطو و افلاطون بنا دیا جسکے باعث تہذیب عرب رشک شائستگی حکماء عالم ہو گئے چنانچہ اُنکے کمال علمی پر آج اہل اسلام کے کتب مطولہ جو خارج از تعداد ہین شاہد ہین ایسے علوم کوئی بتلائے تو سہی کس قوم اور کس فریق مین ہین جس کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ دونونکا یہ حال ہی اُنکے اُستاد اول اور معلم اول یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہوگا اور اخلاق کی یہ کیفیت کہ آپ کہین کے بادشاہ نہ تھے بادشاہزادے نتھے امیر نہ تھے امیرزادے نتھے نہ تجارت کا سامان تھا نہ کھیتی کا بڑا اسباب تھا نہ میراث مین کوئی چیز ہاتھ آئی نہ بذات خود کوئی دولت کمائی ایسے افلاس مین ملک عرب کے گردنکشون جفا کشون برابر کے بھائیونکو ایسا مسخر کر لیا کہ جہان آپکا پسینہ گرے وہان اپنا خون بہانے کو تیار ہون پھر یہ بھی نہین کہ ایک دو روز کا ولولہ تھا آیا نکل گیا ساری عمر اسی کیفیت سے گزار دے یہانتک کہ گھر چھوڑا باہر چھوڑا زن و فرزند چھوڑے مال و دولت چھوڑا آپ کی محبت مین سب پر خاک ڈال اپنون سے آمادہ جنگ و پیکار ہوئے کسیکو آپ مارا کسیکے ہاتھ سے آپ مارے گئے یہ تسخیر اخلاق نہ تھی تو اور کیا تھی یہ زور شمشیر کس تنخواہ سے آپنے حاصل کیا ایسے اخلاق کوئی بتلائے تو سہی حضرت آدمؑ مین تھے یا حضرت ابراہیمؑ مین تھے یا حضرت موسےؑ مین تھے یا حضرت عیسیٰؑ مین تھے جب عقل و اخلاق کی یہ کیفیت ہو اسپر زندگی کی یہ حالت جو آیا وہی لٹا یا نہ کھایا نہ پہنا نہ مکان بنایا تو پھر کون سا عاقل یہ کہیگا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام وغیرہم تو نبی ہون اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

نبی نہوں اُن کی نبوت مین کسیکو تامل ہو کہ نہو پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت
مین اہل عقل وانصاف کو تامل کی گنجایش نہین بلکہ بعد لحاظ کمالات علمی جو آپ کی ذات
مین ہر عام و خاص کو ایسی طرح نظر آتے ہین جیسے آفتاب مین نور یہ بات واجب التسلیم ہے
کہ آپ تمام انبیاء کے قافلہ سالار اور سب رسولون کے سردار اور سب مین افضل اور سب کے
خاتم ہین تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ عالم مین جو کچھ ہے انبیا کے کمالات ہوں یا اولیا کے
کے سب عطاء خدا ہین چنانچہ مضامین مسطورۂ بالا سے یہ بات عیان ہو مگر عالم خصوصاً
بنی آدم مین کمالات مختلفہ موجود ہین کسی مین حسن و جمال ہو تو کسی مین فضل و کمال ہو
کسی مین زور و قدرت ہو تو کسی مین عقل و فراست ہو اسلیئے خدا کے اور بندونکی اسوقت
ایسی مثال ہوگی جیسے فرض کیجے کسی اُستاد جامع کمالات کے پاس مختلف فنون کے
طالب آئین اور ہر شخص جدے علم سے فیض یاب ہو کر اپنے اپنے کمالات دکھلائین
مگر ظاہر ہے کہ اُسکے شاگردونکے آثار سے یہ بات خود نمایان ہو جائیگی کہ یہ شخص کون سے
فن مین اُستاد مذکور کا شاگرد ہی اگر فیض منقول اُس شاگرد سے جاری ہو تو معلوم ہو جائیگا
کہ فن منقول مین یہ شخص شاگرد اُستاد مذکور کا ہی اور اگر فیض معقول جاری ہی تو معلوم
ہوگا کہ فن معقول مین استاد مذکور سے مستفید ہوا ہی بیمارونکا علاج کرتا ہی تو استفادہ
طب کا پتہ لگے گا اور شاعرون مین غزلخوانی کرتا ہی تو تحصیل کمال شاعری کا سراغ نکلیگا۔
الحاصل شاگردونکے احوال خود بتلا دینگے کہ اُستاد کے کون سے کمال نے اُسمین
ظہور کیا ہی الحاصل جب بنی آدم خصوصاً انبیاء مین مختلف قسم کے حالات موجود ہون
اور پھر سب کے سب خدا ہی کے عطا اور فیض ہون تو بدلالت آثار و کاروبار انبیاء یہ
بات معلوم ہو جائیگی کہ یہ نبی خدا تعالیٰ کی کونسی صفت سے مستفید ہی اور وہ نبی کونسی
خدا کی صفت سے مستفیض ہی یعنے گو ایک کے ساتھ اور سب صفتین بھی قلیل و کثیر
آئین پر اصل منبع فیض کوئی ایک ہی صفت ہوگی مگر بدلالت معجزات انبیاء یہ معلوم

ہوتا ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام اس صفت سے مستفید ہین اور حضرت عیسی علیہ السلام
اوس صفت سے مستفید ہین کیونکہ حضرت عیسے علیہ السلام مین بدلالت احیاء موتے و شفا
امراض مضمون جان بخشی کا پتہ لگتا ہی اور حضرت موسے علیہ السلام مین بدلالت
اعجوبہ کاری عصاے موسوی کہ کبھی عصا تھا کبھی اژدھا تھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ صفت
تبدیل و تقلیب کا سراغ نکلتا ہی مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بدلالت
اعجاز قرآنی و کمالات علمی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ صفت علم سے مستفید ہین اور درگاہ
علمی مین باریاب ہین مگر سب جانتے ہین کہ علم وہ صفت ہی کہ تمام صفات اپنی کارگزاری
مین اُسکے محتاج ہین پر علم اپنے کام مین کسی صفت کا محتاج نہین کون نہین جانتا کہ ارادہ
قدرت وغیرہ صفات بے علم و ادراک کسی کام کے نہین - روٹی کھانیکا ارادہ کرتے ہین اور
پھر کھاتے ہین تو اول یہ سمجھ لیتے ہین کہ یہ روٹی ہی پتھر نہین اور پانی پینے کا ارادہ کرتے ہین
یا پیتے ہین تو یہ سمجھ لیتے ہین کہ یہ پانی ہی شراب نہین یہ علم نہین تو اور کیا ہی مگر روٹی کو
روٹی سمجھنا اور پانی کو پانی سمجھنا ارادہ و قدرت پر موقوف نہین اگر روٹی سامنے آجائے
یا پانی سامنے سے گزر جاے تو بے ارادہ و اختیار وہ روٹی اور یہ پانی معلوم ہوگا القصہ علم کو اپنے
معلومات کے تعلق مین کسی صفت کی ضرورت نہین مگر باقی تمام صفات کو اپنے تعلقات مین علم کی
حاجت ہی غرض جو صفات غیر سے متعلق ہوتے ہین - اُن سب مین علم اول ہی اور سب پر افسر ہی اور علم
سے اول اور کوئی صفت نہین بلکہ علم ہی پر مراتب صفات متعلقہ بالغیر ختم ہوجاتے ہین اسلئے وہ
نبی جو صفت العلم سے مستفید ہو اور بارگاہ علمی تک باریاب ہو تمام انبیا سے مراتب مین زیادہ اور
رتبہ مین اول اور سبکا سردار اور سبکا مخدوم مکرم ہوگا اور سب اُسکے تابع و محتاج ہونگے اُس پر
مراتب کمالات ختم ہوجائینگے اسلیے وہ نبی خاتم الانبیاء بھی ضرور ہی ہوگا وجہ اسکی یہ ہی کہ انبیا
بوجہ احکام رسانی مثل گورنر وغیرہ نواب خداوندی ہوتے ہین اسلئے انکا حاکم ہونا ضرور ہی چنانچہ
ظاہر ہی اسلئے جیسے عہدہ ہاے ماتحت مین سب مین اوپر عہدہ گورنری یا وزارت ہی اور سوا اسکے

اور سب عہدے اُسکے ماتحت ہوتے ہین اور ون کے احکام کو وہ توڑ سکتا ہی اُسکے احکام کو
اور کوئی نہین توڑ سکتا اور وجہ اسکی یہی ہوتی ہی کہ اُسپر مراتب عہدہ جات ختم ہو جاتے ہین
ایسے ہی خاتم مراتب نبوت کے اوپر اور کوئی عہدہ یا مرتبہ ہوتا ہی نہین جو ہوتا ہے اُسکے ماتحت ہوتا
ہی اسلئے اُسکے احکام اوروں کے احکام کے ناسخ ہونگے اور ونکے احکام اُسکے احکام کے ناسخ
نہونگے اور اسلئے یہ ضرور ہی کہ وہ خاتم زمانی بھی ہو کیونکہ اوپر کے حاکم تک نوبت سب حکام ماتحت
کے بعد مین آتی ہی اور اسلیے اُسکا حکم اخیر حکم ہوتا ہی چنانچہ ظاہر ہی پارلیمنٹ تک مرافعہ کی نوبت
سبھی کے بعد مین آتی ہے یہی وجہ معلوم ہوتی ہی کہ کسی اور نبی نے دعوے خاتمیت
نہ کیا کیا تو حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے کیا۔ چنانچہ قرآن وحدیث مین یہ مضمون بتصریح
موجود ہی سوا آپکے اور آپ سے پہلے اگر دعوی خاتمیت کرتے تو حضرت عیسے علیہ السلام کرتے
مگر دعوی خاتمیت کو درکنار اُنہون نے یہ فرمایا کہ میرے بعد جہان کا سردار آنے والا ہی
اس سے صاف ظاہر ہی کہ آپنے اپنی خاتمیت کا انکار کیا بلکہ خاتم کے آنے کی بشارت
دی کیونکہ سب کا سردار خاتم الحکام ہوا کرتا ہی اور در صورت مخالفت رائے اُسکے
احکام آخری احکام ہوا کرتے ہین چنانچہ مرافعہ کرنیوالون کو خود ہی معلوم ہے جب
افضلیت محمدی اور خاتمیت محمدی دونون معلوم ہوگئین تو اب یہ گذارش ہے کہ فقط
افضلیت محمدی کمالات ہی مین واجب التسلیم نہین بلکہ معجزات مین بھی افضلیت محمدی
واجب الایمان ہی اور کیون نہو معجزات خود آثار کمالات ہوتے ہین اگر حضرت عیسی علیہ السلام
سے مردے زندہ ہوئے اور حضرت موسے علیہ السلام سے عصا بےجان اژدہا ہی
جاندار بنگیا تو کیا ہوا رسول اللہ صلعم کے طفیل سے کبھی کا سوکھا کھجور کی لکڑی کا ستون
زندہ ہوگیا تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ایک زمانہ تک رسول اللہ صلعم جمعہ کے روز
اپنی مسجد کے ایک ستون کے ساتھ جو کھجور کا تھا پشت لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے
جب ممبر بنایا گیا تو آپ اُس ستون کو چھوڑ کر ممبر پر خطبہ پڑھنے تشریف لائے

اُس ستون مین سے رونے کی آواز آئی آپ ممبر سے اوترکر اُس ستون کے پاس تشریف
لائے اور اپنے سینہ سے لگایا اور ہاتھ پھیرا وہ ستون ایسی طرح چپکا ہوا جیسے روتا ہوا
بچہ سبکتا سبکتا چپکا ہوجاتا ہی اس واقعہ کو ہزارون نے دیکھا جمعہ کا دن تھا اور پھر
وہ زمانہ تھا جس مین نماز سے زیادہ اور کسی چیز کا اہتمام ہی نتھا خاصکر جمعہ کی نماز جسکے
لئے اسقدر اہتمام شریعت مین کیا گیا ہی کہ اُس سے زیادہ اور کسی نماز کا اہتمام ہی نہین
الغرض چھوٹے بڑے سب حاضر تھے ایک دو اُسوقت ہوتے تو احتمال دروغ یا وہم غلط
فہمی بھی تھا ایسے مجمع کثیر مین ایسا واقعہ عجیب پیش آیا کہ نہ احیاء موتی کو جو اعجاز عیسوی
تھا اُس سے کچھ نسبت اور نہ عصاے موسوی کے اژدھا بنجانے کو جو معجزۂ موسوی تھا
اُس سے کچھ مناسبت۔ شرح اس معما کی یہ ہی کہ تن بیجان اور جسم مردہ کو قبل موت تو
روح سے علاقہ تھا ستون مذکور کو تو نہ کبھی روح سے تعلق تھا نہ حیات معروف سے
مطلب ٭ علاوہ برین جسم انسان وحیوان گو منبع حیات نہو مگر قابل اور جاذب حیات
ہونے مین تو کچھ شک بھی نہین یہی وجہ ہوئی کہ روح علوی کو اس خاکدان سفلی مین
آنا پڑا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ ایام حیات کی ملازمت طویلہ کے بعد روح کو بدن کے
ساتھ اُنس ومحبت کا ہونا بھی ضرور ہی جس سے ادہر کی نگرانی اور معاودت کی
آسانی ثابت ہوتی ہی اور ظاہر ہی کہ یہ سب باتین ستون مذکور مین مفقود ہین علی ہذا القیاس
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے اگر عصا اژدہا بنگیا اور زندہ ہوکر اِدھر اُدھر
دوڑا تو اُسکی حرکات سکنات بعد انقلاب شکل وماہیت ظاہر ہوئی اور ظاہر ہی کہ
اُس شکل اور اُس ماہیت کو جو بعد انقلاب حاصل ہوئی حیات۔ سے ایک مناسبت
قوی ہی یعنی سانپون اور اژدہاؤن کے افعال اور حرکات اور اُنکے وہ پیچ وتاب
اور وہ کاٹنا اور نگل جانا انہی ماہیت اور اُسی شکل کے ساتھ مخصوص ہی اور زندون
سے بھی وہ کام نہین ہوسکتے چہ جائیکہ نباتات یا جمادات سے ٭ القصہ شکل مذکورہ

اور ماہیت مشار الیہ مین روح کا آنا چندان مستبعد اور بعید اور عجیب و غریب نہین
جتنا سوکھے ستون مین جو بالیقین بالفعل منجملہ جمادات تھا روح و حیات کا آجانا محل
استعجاب ہی علاوہ برین عصای موسوی سے وہی کام ظہور مین آیا جو اور سانپون اور اژدہاؤن
سے ظہور مین آتا ہی کوئی ایسا کام ظہور مین نہین آیا جو ذوی العقول اور بنی آدم سے
ظہور مین آتے ہین چنانچہ ظاہر ہی اور ستون خشک کا درد فراق محمد صلعم یا
موقوفی خطبہ سے جو اُسکے قریب پڑھا جایا کرتا تھا رونا اور چلانا وہ بات ہی جو سوای ذوی العقول
بلکہ اُنمین سے بھی بجز افراد کاملہ اور کسی سے ظہور مین نہین آسکتے شرح اس معما کی یہ ہی کہ جیسے
محبت جمالی کے لیے اول آنکھ کی ضرورت ہی اور پھر قابلیت طبیعت کی حاجت جس کے
سبب میلان خاطر اور توجہ دلی متصور ہو ایسے ہی محبت کمالی کے لیے اول عقل و فہم
کی ضرورت ہی اور پھر قابلیت مذکورہ کی حاجت اور ظاہر ہی کہ یہ دونون باتین تنہا تنہا
بھی اور بحیثیت مجموعی بھی بجز بنی آدم اور اُنمین سے بھی بجز کاملین عقل و طبیعت متصور
نہین پھر اسپر طرہ یہ ہی کہ کاملان مذکور سے بھی جبھی متصور ہی کہ کمالات محبوب کے علم
کی نوبت علم الیقین اور عین الیقین سے گزر جائے اور مرتبہ حق الیقین حاصل ہو جائے
کیونکہ قبل مرتبہ مذکورہ محبت کا حاصل ہونا ایسا ہی دشوار بلکہ غیر ممکن ہی جیسے قبل ذائقہ
شیرینی وغیرہ نعماء لذیذہ شیرینی کی رغبت غیر ممکن ہی یہ کبھی نہ سُنا ہوگا کہ چکھنے سے
پہلے فقط دیکھنے ہی کے سبب کسی غذاء نفیس و لطیف کی طرف رغبت حاصل ہو جائے۔
خواہ اُسوقت چکھنے کا اتفاق ہو جس وقت وہ غذا سامنے آئے یا اُس سے پیشتر اتفاق
ہو چکا ہو خواہ بدلالت شکل و صورت یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس غذاء مین وہ مزا ہی
جو پیشتر نصیب ہو چکا ہی یا کسیکے بتلانے سے یہ معلوم ہو جائے کہ اس غذا مین وہ مزا ہے
جو پہلے اُٹھا چکے ہین بہر حال قبل ذائقہ چشی رغبت و محبت اغذیہ تصور بیجا ہے اور
کیون نہو وجہ محبت کوئی خوبی اور صفت ہی ہوتی ہی یہی وجہ ہی کہ نکمی چیزین کسیکو

مرغوب نہین ہوتین اور اگر کسیکو یہ خیال ہو کہ جمالی محبت مین فقط مرتبہ عین الیقین کافی ہے
دیدار خوبرویان جو مرتبہ عین الیقین ہی محبت کیلئے کافی ہی کسی اور مرتبہ کی ضرورت نہین چنانچہ ظاہر ہے
تو اسکا جواب یہ ہی کہ کبھی حصول حق الیقین کیلئے اس حاسہ کے سوا جو سامان عین الیقین ہوتا ہی کسی
اور حاسہ کی ضرورت ہوتی ہی جیسے غذاؤن مین ہوتا ہی کہ عین الیقین تو بذریعہ چشم میسر آتا ہی
اور حق الیقین بوسیلہ زبان حاصل ہوتا ہی اور کبھی حصول حق الیقین کے لیے حواس ظاہرہ
مین سے سوائے اُس حاسہ کے جو آلۂ عین الیقین ہوتا ہی اور کسی حاسہ کی ضرورت نہین ہوتی
بلکہ دونون مرتبے اُسی ایک حاسہ سے متعلق ہوتے ہین یا کوئی حاسہ باطنی آلۂ حق الیقین
ہو جاتا ہے سو محبت جمالی مین یہی قصہ ہی کہ جو آلہ عین الیقین ہی وہی آلہ حق الیقین ہی تفصیل
اس اجمال کی یہ ہی کہ غذاؤن کی محبت بوجہ صورت نہین ہوتی بوجہ ذائقہ ہوتی ہے اور
جمال کی محبت بوجہ صورت ہی ہوتی ہی کسی اور وجہ سے نہین ہوتی اسیلئے جمال مین
عین الیقین اور حق الیقین ایک ہی حاسہ سے متعلق ہوتی ہین اور غذاؤن وغیرہ
مین مرتبہ عین الیقین آنکھون سے متعلق ہے تو مرتبۂ حق الیقین زبان سے متعلق ہے
کیونکہ عین الیقین اُسکو کہتے ہین کہ خبر نہ رہے مشاہدہ ہو جاے اگر نوبت مشاہدہ
نہین آئے بلکہ ہنوز خبر ہی خبر ہی تو بشرط الیقین وہ علم خبری علم الیقین سمجھا جائیگا اور
اگر مشاہدے سے بڑھکر یہ نوبت بھی آجائے کہ اُس شے کو استعمال مین لائے اور
اُسکے منافع سے منتفع ہو پھر یہ علم مرتبہ حق الیقین کو پہونچ جائیگا * الحاصل مرتبۂ
حق الیقین کا مرتبہ عین الیقین کے ساتھ ساتھ ہونا بعض بعض مواقع مین موجب
اشتباہ ہو جاتا ہی اور یہ گمان ہوتا ہی کہ مرتبۂ عین الیقین ہی مین محبت اور رغبت پیدا
ہو جاتی ہی جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو اب سنئے کہ جب پیدائش محبت مرتبۂ
حق الیقین سے متعلق ہوئی تو بالضرور اس بات کا اقرار لازم ہوا کہ ستون مذکور کو
رسول اللہ صلعم کے کمالات کا علم درجہ حق الیقین کو پہونچ گیا تھا اور ظاہر ہے کہ

جیسے یقین مین اس مرتبہ سے بڑھکر اور کوئی مرتبہ نہین ایسے ہی کمالات روحانی کی
نسبت اس مرتبہ کا حاصل ہونا ہر کسیکو میسر نہین آتا کیونکہ روح اور کمالات روحانی ایسے
مخفی ہین کہ بجز ارباب بصیرت و مکاشفہ اور کسیکو انکا حصول متصور نہین مگر ظاہر ہے کہ
ارباب بصیرت و اصحاب مکاشفہ ہونا ایسا کمال ہی جسکے کمال ہونے مین بجز احمق اور
کسیکو شک نہین ہو سکتا ✽ الغرض عصاے موسوی اگر اژدہا بن گیا اور اژدہا بنکر
چلا دوڑا تو یہ وہ کام ہے کہ جتنے سانپ ہین سبھی یہ کام کرتے ہین کچھ سانپونکے مرتبے
سے بڑھکر کوئی کام نہین اور ستون محمدی اگر فراق محمدی مین رویا تو اس کا رونا
محبت کمالات محمدی پر دلالت کرتا ہی جو بجز مرتبۂ حق الیقین متصور نہین جو بہ نسبت
کمالات روحانی بجز ارباب کمال یعنی اصحاب بصیرت و مکاشفہ اور کسیکو میسر نہین
آسکتا اور ظاہر ہی کہ اس صورت مین معجزہ موسوی کو معجزۂ احمدی کے سامنے کچھ نسبت
باقی نہین رہتی اور سنیئے اگر حضرت موسے علیہ السلام کے ہان پتھر سے پانی نکلتا تھا تو
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوئے
تھے اور ظاہر ہی کہ زمین پر رکھے ہوئے پتھر سے پانی کے چشمے کا بہنا اتنا عجیب نہین جتنا گوشت
و پوست سے پانی کا نکلنا عجیب ہی کون نہین جانتا کہ جتنی ندیان اور نالے ہین سب
پہاڑون اور پتھرون اور زمین ہی سے نکلتے ہین پر کسی کے گوشت و پوست سے
کسی نے ایک قطرہ بھی نکلتا نہین دیکھا علاوہ برین ایک پیالی پانی پر دست مبارک کے
رکھدینے سے انگشتان مبارک سے پانی کا نکلنا صاف اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ دست
مبارک منبع البرکات ہے اور یہ سب جسم مبارک کی کرامات ہی اور سنگ موسوی سے
زمین پر رکھدینے کے بعد پانی کا نکلنا اگر دلالت کرتا ہی تو اتنی ہی بات پر دلالت کرتا ہی
کہ خداوند عالم بڑا قادر ہی۔ اور سنیئے اگر باعجاز حضرت یوشع علیہ السلام آفتاب دیر تک
ایک جا ٹھیرا رہا یا کسی اور نبی کے لئے بعد غروب آفتاب لوٹ آیا تو اسکا ما حصل بجز

اسکے اور کیا ہوا کہ بجاے حرکت سکون عارض ہوگیا یا بجاے حرکت روزمرہ حرکت معکوس
وقوع مین آئی اور ظاہر ہی کہ یہ بات اتنی دشوار نہین جتنی یہ بات دشوار ہے کہ چاند کے
دو ٹکڑے ہوگئے کیونکہ پھٹ جانا تو ہر جسم کے حق مین خلاف طبیعت ہی اور سکون کسی جسم
کے حق مین بحیثیت جسمی خلاف طبیعت نہین بلکہ حرکت ہی خلاف طبیعت ہے یہی وجہ ہی
کہ جیسے اجسام کے پھٹ جانے کے لیے اور اسباب کی حاجت ہوتی ہی ایسے ہی حرکت کے لئے
بھی اور اسباب کی ضرورت پڑتی ہی اور سکون کے لئے کسی اور سبب کی ضرورت نہین ہوتی
ان تمام وقائع اور مضامین کے استماع کے بعد شاید کسیکو یہ شبہ ہو کہ معجزات مرقومہ بالا کا جو منجملہ
معجزات محمدی صلعم مذکور ہوئے کیا ثبوت ہی اور ہمکو کاہے سے معلوم ہو کہ یہ معجزات ظہور مین
آئے ہین تو اسکا جواب یہ ہی کہ ہم کو کاہے سے معلوم ہو کہ اور انبیا اور اوتارون سے وہ معجزات
اور کرشمے ظہور مین آئے ہین جو اُنکے معتقد بیان کرتے ہین اگر توریت وانجیل کے بھروسے
ان معجزات اور کرشمون پر ایمان ہی تو قرآن واحادیث محمدی صلعم کے اعتماد پر معجزات محمدی پر ایمان لانا
واجب ہی کیونکہ توریت وانجیل کی کیسکے پاس آج کوئی سند موجود نہین یہ بھی معلوم نہین کہ کس زمانے
مین یہ کتابین لکھی گئین اور کون کون اور کسقدر ان کتابونکے راوی ہین اور قرآن وحدیث کی سند اور
اسناد کا یہ حال کہ یہان سے لیکر رسول اللہ صلعم تک راویونکی تعداد معلوم نسب اور سکونت معلوم
نام اور احوال معلوم۔ پھر تماشا ہی کہ توریت وانجیل تو معتبر ہوجائین اور قرآن وحدیث
کا اعتبار نہو اس سے بڑھکر اور کیا ستم اور کون سنی ناانصافی ہوگی اگر توریت وانجیل
وغیرہ کتب مذاہب دیگر لایق اعتبار ہین تو قرآن وحدیث کا اعتبار سب سے پہلے لازم ہی
اب یہ گزارش ہی کہ ہمارا یہ دعوی نہین کہ اور مذاہب اور دین بالکل ساختہ اور پرداختہ
بنی آدم ہین بطور جعلسازی ایک دین بناکر خدا کے نام لگادیا۔ نہین دو مذہبون کو
تو ہم یقیناً دین آسمانی سمجھتے ہین۔ ایک دین یہود اور دوسرا دین نصاری ہان
اتنی بات ہی کہ بوجہ تحریف بنی آدم کے رای کی آمیزش بھی ان دونو دینون مین ہوگئی ہی۔ باقی رہا

دین ہنود اُسکی نسبت اگرچہ ہم یقیناً نہین کہہ سکتے کہ اصل سے یہ دین بھی آسمانی ہے مگر یقیناً یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ یہہ دین اصل سے جعلی ہی خدا کی طرف سے نہین آیا کیونکہ اول تو قرآن شریف مین یہ ارشاد ہی وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ جسکے یہ معنی ہین کہ کوئی امت یعنی گروہ عظیم ایسی نہین جسمین کوئی ڈرانیوالا نہ گزرا ہو پھر کیونکر کہدین کہ اس ولایت ہندوستان مین جو ایک عریض و طویل ولایت ہی کوئی ہادی نہ پہنچا ہو کیا عجب ہی کہ جسکو ہندو صاحب اوتار کہتے ہین اپنے زمانے کے نبی یا ولی یعنی نائب نبی ہون۔ دوسرے قرآن شریف مین یہ بھی ارشاد ہی۔ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک۔ جسکا حاصل یہ ہی کہ بعض انبیاء کا قصہ تو ہم نے تجھسے بیان کر دیا ہے اور بعضون کا قصہ بیان نہین کیا سو کیا عجب ہی کہ انبیاء ہندوستان بھی اُنہین نبیون مین سے ہون جنکا تذکرہ آپ سے نہین کیا گیا رہی یہ بات کہ اگر ہندؤن کے اوتار انبیا یا اولیا ہوتے تو دعوی خدائی نکرتے اودھر افعال ناشائستہ مثل زنا چوری وغیرہ ان سے سرزد نہوتے حالانکہ اوتارون کے معتقد یعنی ہندو ان دونون باتونکے معتقد ہین جس سے یہ ثابت ہوتی ہی کہ یہ دونون باتین بیشک اُن سے سرزد ہوئی ہین سو اس شبہ کا جواب یہ ہو سکتا ہی کہ جیسے حضرت عیسے علیہ السلام کی طرف دعوی خدائی نصاریٰ نے منسوب کر دیا ہی اور دلائل عقلی و نقلی اُسکے مخالف ہین ایسے ہی کیا عجب ہی کہ سری کرشن اور سری رامچندر کی طرف بھی یہ دعوے بدروغ منسوب کر دیا ہو جیسے حضرت عیسے علیہ السلام بدلالت آیات قرآنی اور نیز بدلالت آیات انجیل اپنے بندہ ہونے کے مقر اور معترف تھے اور پھر وہی کام مدت العمر مین کیا کیے جو بندگی کو سزاوار ہین دعوی خدائی پر نہین پھبتے یعنی نماز روزہ ادا کیا کیے زبان سے عجز و نیاز کرتے رہے جب کہا اپنے آپکو ابن آدم کہا اور بندہ قرار دیا پھر اُسپر اُنکے ذمے تہمت دعوی خدائی لگا دی گئی ایسے ہی کیا عجب ہی کہ سری کرشن اور سری رامچندر کی نسبت تہمت خدائی لگا دی ہو علے ہذا القیاس جیسے حضرت لوط اور

حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت باوجود اعتقاد نبوت یہود و نصاریٰ تہمت شراب خواری اور زناکاری لگاتے ہین اور ہم انکو ان عیوب سے بری سمجھتے ہین ایسے ہی کیا عجب ہی کہ سری کرشن اور سری رام چندر بھی عیوب مذکورہ سے مبرا ہون اور ون نے انکے ذمے یہ تہمت زنا و سرقہ لگادی ہو۔ الحاصل ہمارا یہ دعوی نہین کہ اور ادیان اور اور مذاہب اصل سے غلط ہین دین آسمانی نہین بلکہ ہمارا یہ دعوی ہی کہ اس زمانے مین سوائے اتباع دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور کسیطرح نجات متصور نہین اس زمانے مین یہ دین سبکے حق مین واجب الاتباع ہی باقی رہا یہ شبہ کہ اس صورت مین اور دین منسوخ ٹھیرینگے اور یہ وہم پیدا ہوگا کہ پہلے احکام مین خدا تعالی سے کچھ غلطی ہوئی ہوگی جسکے تدارک اور اصلاح کے لیئے یہ حکم بدلا گیا اسکا جواب یہ ہی کہ نسخ ایک لفظ عربی ہی اس لفظ کے معنی ہم سے پوچھنے چاہئین۔ نسخ فقط تبدیل احکام کو عربی زبان مین کہتے ہین مگر حکام دنیا چونکہ اپنے احکام جبھی بدلتے ہین جبکہ پہلے حکم مین کچھ نقصان معلوم ہوتا ہی اسلیئے نسخ کے لفظ کو سنکر یہ شبہ پیدا ہوتا ہی ورنہ نسخ محض تبدیل احکام کو کہتے ہین اور صورت تبدیل احکام خداوندی یہ ہوتی ہی کہ جیسے منضج و مسہل اپنے اپنے وقت مین مناسب ہوتے ہین اور اسلیئے بعد اختتام میعاد منضج بجائے نسخہ منضج نسخہ مسہل بدلا جاتا ہی اور اس تبدیلی کو بوجہ غلطی نسخہ منضج کوئی نہین سمجھتا ایسے ہی دین موسوی اور دین عیسوی اپنے اپنے زمانہ مین مناسب تھے اور اس زمانہ مین یہی مناسب ہی کہ اتباع دین محمدی کیا جائے کیونکہ اور دینونکی میعادین ختم ہوگئین اب اسی دین محمدی کا وقت ہی عذاب آخرت اور غضب خداوندی سے نجات اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اتباع مین منحصر ہی جیسے اس زمانہ مین گورنر زمانہ سابق لارڈ نارتھ برک کے احکام کی تعمیل کافی نہین بلکہ گورنر زمانہ حال لارڈ لٹن کے احکام کی تعمیل کی ضرورت ہے ایسے ہی اس زمانہ مین اتباع ادیانِ سابقہ کافی نہین۔ بلکہ دین محمدی کا اتباع ضروری ہی سزاے سرکاری سی نجات اور رستگاری جبھی متصور ہی جبکہ زمانہ حال کے

گورنر کا اتباع کیا جاے اگر کوئی نادان یون کہے کہ گورنر سابق بھی تو ملکہ ہی کا نائب تھا
تو اس عذر کو کوئی نہین سنتا ایسے ہی یہ عذر کہ حضرت عیسے علیہ السلام اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام بھی تو رسول خدا تھے اس وقت قابل استماع نہین بلکہ جیسے اسوقت
اگر گورنر سابق بھی موجود ہو تو لارڈ لٹن ہی کا اتباع کرے جو گورنر زمانہ حال ہین ایسے ہی
اس زمانہ مین اگر حضرت موسے علیہ السلام اور حضرت عیسے علیہ السلام بھی موجود ہوتے
تو انکو چارنا چار رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا اتباع کرنا پڑتا اور اگر کوئی شخص
اپنے خیال کے موافق بوجہ غلطی کوئی عیب ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
ذمہ لگاے بھی تو ہم ہزار عیب اُنکے بزرگون مین نکال سکتے ہین یہی تقریر ہو رہی تھی
جو پادری صاحب نے فرمایا کہ گھنٹہ پورا ہو گیا۔ خیر مولوی صاحب تو بیٹھے اور عیسائیون
کی طرف سے پادری محی الدین پشاوری اُٹھے اور مولویصاحب کی تقریر پر چار اعتراض
کیئے جنکے دیکھنے کے بعد اہل فہم کو یقین ہو جاتا ہے کہ جیسے ہنود کیطرف سے مولویصاحب
کی تقریر کے رد مین آخر جلسہ تک کوئی صدا نہ اُٹھی پادری صاحبون نے بھی گویا مطالب
ضروری کو اس تقریر کے تسلیم ہی کر لیا کیونکہ مطالب اصلی اور ضروری تو اس تقریر مین
کل آٹھ باتین ہیں۔ خداتعالی کا ثبوت ۔ اُسکی وحدانیت ۔ اُسکا واجب الاطاعت ہونا
نبوت کی ضرورت ۔ نبوت کی علامات اور صفات ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
آنکی خاتمیت ۔ آنکے ظہور کے بعد انہین کے اتباع مین نجات کا منحصر ہو جانا ۔ ان
آٹھون باتون مین سے تو ایک بات پر بھی پادریون نے کوئی اعتراض نہین کیا ۔ ہان
پادری محی الدین مذکور نے مضامین ملحقہ اور زائدہ پر البتہ اعتراض کر کے انجام کار
خود نادم ہوئے اور پادری صاحبون کو نادم کرایا وہ چار اعتراض یہ ہین ۔ ایک تو انبیا
کی معصومیت پر یہ اعتراض کہ حضرت آدم علیہ السلام باوجود ممانعت خداوندی
گیہون کھالیا اور مخالفت خداوندی کی ۔ اور ظاہر ہے کہ اس مخالفت ہی کو گناہ کہتے

ہین علی ہذا القیاس حضرت داوٗد کی نسبت زنِ اوریا کے ساتھ نعوذ باللہ زنا کا الزام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسبت بت پرستی کی تہمت لگا کر یہ کہا کہ زنا اور بت پرستی دونون گناہ ہین اِدھر یہ دونون نبی ہین سو باوجود ایسے بڑے بڑے گناہ اُن کے صدور کے اُنکو معصوم کہنا سراسر غلط ہی اور پھر اُسپر یہ کہا کہ یہ قصے کلام اللہ مین مذکور ہین یہہ اعتراض تو وہ ہی جسکی مدافعت خود اثناء تقریر مین مولوی صاحب کر چکے تھے مگر باانیہمہ عوام کے دکھلانیکو پادری صاحب اپنا کام کر گزرے۔ دوسرے مضمون آیت وان من امۃ الاخلا فیہا نذیر۔ پر جسکا ترجمہ یہ ہی کوئی امت یعنی گروہ اعظم ایسی نہین جسمین کوئی ڈرانے والا خدا کیطرف سے نہ گزرا ہو یہ اعتراض کیا کہ تم نے یہ دعوی کیا ہی کہ ہر گروہ مین نبی کے آنے کی ضرورت ہی رسول اللہ صلعم سے پیشتر ملک عرب مین کونسا پیغمبر تھا اور اُس کے ساتھ پادری صاحب کو یہ اشارہ کرنا بھی منظور تھا کہ جب قبل بعثت محمدی کوئی پیغمبر ملک عرب مین نہ نکلا تو پھر چالیس برس کی عمر تک جو رسول اللہ صلعم کی نبوت کا آغاز اور اول زمانہ تھا رسول اللہ صلعم کا اپنے افعال مین مخالف دین خداوندی ہونا لازم آئے گا جس سے معصومیت انبیاء مین صاف رخنہ پڑ جائیگا۔ تیسرا یہ اعتراض کہ معجزات محمدی کا

١٥ قرین قیاس وعقل اتنی ہی بات ہی کہ خداوند عالم اپنی بندونکو اپنی مرضی غیر مرضی سے کسی اپنے مقرب خاص کی معرفت اطلاع کرادے اور بعد اطلاع اُسکی یادگاری اور حفاظت بندونکے ذمہ ہی ہان بعد ضائع ہو جانے اور گم ہو جانے اُن حکم نامون کے جو خدا کیطرف سے اُسکے مقربان خاص کی معرفت یعنی انبیاء یا اُنکے نائبونکے ذریعہ سے پہنچی تھی جو لوگ پیدا ہونگے نہ وہ اس جرم مین ماخوذ ہونگے کہ وہ حکم نامے کیون کھو دیے گئے اور نہ اس جرم مین ماخوذ ہونگے کہ اُنکے موافق عمل کیون نکیا بلکہ اُس زمانہ مین مثل زمانہ اول خدا کی طرف سے پھر اس لطف کی امید ہوگی کہ وہ پھر کسی خاص بندہ کو اپنے احکام دیکر بھیجے چنانچہ یہی وجہ ہوئی کہ رسول اللہ صلعم مبعوث ہوئے اسلیے کہ وہ زمانہ بھی ایسا ہی تھا چنانچہ واقفان اہل انصاف کو خوب معلوم ہی کہ جس زمانہ مین رسول اللہ صلعم مبعوث ہوئے اُس زمانہ مین کوئی دین آسمانی بجنسہٖ محفوظ نہ تھا نہ دین ابراہیمی نہ دین موسوی نہ دین عیسوی اصول سب کے خراب ہو گئے تھے بلکہ بعض ورنہ مومنین تو جیسے دین ابراہیمی سوے ایک دو ایسے حکمونکے جنکو قطع نظر ارشاد انبیاء بھی اہل عقل بلکہ تمام عالم تسلیم ہی کرتا ہی جیسے ظلم کی بُرائی احسان کی بھلائی مثلاً اور کوئی حکم بجنسہٖ محفوظ و معلوم نتھا پھر اُسکے ساتھ اصول دین مین یہ جھول بھول گیا تھا کہ بجائے توحید شرک تھا نہ اکی طرح اور و نکو عالم الغیب جانتے تھے اپنا نفع نقصان اُنہی سے

ثبوت آپ کو قرآن سے دینا تھا قرآن سے آپ نے ثبوت نہین دیا۔ چوتھا اعتراض رسول اللہ صلعم کی افضلیت پر یہ تھا کہ مسلمانون کے ہان درود اس طرح پر ہے۔ اللھم صل علے سیدنا محمد وعلے آل سیدنا محمد کما صلیت علے سیدنا ابراہیم وعلے آل سیدنا ابراہیم انک حمید مجید۔ اس درود مین لفظ کما صلیت جو تشبیہ پر دلالت کرتا ہے خود اس جانب مشیر ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہون کیونکہ

م اسی قسم کے خیالات بیجا کے رفع کرنیکو حضرت عیسے کو بھیجا گیا تھا انکو نبی چھوڑ یہ بھی نہ سمجھا کہ کوئی نیک ہی آدمی ہین چنانچہ اسیوجہ سے انسے وہ سلوک کیا کہ سبھی جانتے ہین الغرض کوئی دین قبل بعثت محمدی ایسا نہ بچا تھا جسمین ایجاد بندہ نہو گیا ہو اسلیے وہ زمانہ ایسا ہو گیا تھا جیسا وہ زمانہ تھا جسمین سب سے پہلے پیغمبر تشریف لائے ہونگے یعنی حق و باطل و موافق و مخالف رضی خداوندی کی چھانٹ تمیز باقی نرہی تھی اور ظاہر ہی کہ ایسے وقت مین کوئی شخص بوجہ احکام لایق عذاب نہین ہو سکتا کیونکہ عذاب اسوقت مناسب ہے کہ کوئی شخص باوجود علم و امکان اطلاع خدا کے احکام کی تعمیل نکرے یہان علم احکام و امکان اطلاع احکام کی کونسی صورت تھی اسلیئے ایسے وقت مین اتنی بات کافی ہی کہ اپنی طرف سی ہردم بصدق دل اسپر آمادہ رہی کہ اگر کسیطرح کوئی حکم معلوم ہو جاے تو اسکی تعمیل کرون اور پھر حسب ہدایت عقل جسقدر معلوم ہوا اسکا کاربند رہون سو یہ بات بحمد اللہ تعالی رسول صلعم کو قبل بعثت حاصل تھی۔ شرک۔ زنا۔ چوری۔ قتل۔ شراب خواری۔ جھوٹ وغیرہ امور معلومہ منہیہ سے احتراز تھا اور غار حرا مین تنہا بیٹھکر اپنے خدا سے راز و نیاز تھا اور ظاہر ہی کہ اسکو اطاعت اور فرمانبرداری کہتے ہین بلکہ اصل اطاعت یہی ہی اطلاع احکام سے غرض اصلی اسی آمادگی کا امتحان ہوتا ہی القصہ اس صورت مین نہ یہ اعتراض ہو سکتا ہی کہ جب ملک عرب مین آپ سے پہلے ایک عرصہ کوئی نبی ہی نہ تھا اور احکام خداوندی کی تعمیل کی کوئی صورت ہی نتھی تو پھر بوجہ عدم تعمیل آپ معصوم نرہی نعوذ باللہ منہا گنہگار نکلے۔ اور نہ یہ اعتراض ہو سکتا ہی کہ آپ سے پہلے حضرت عیسے نبی تھے آپنے انکا اتباع نکیا اسلئے نعوذ باللہ خدا کے نافرمان ٹھہرے کیونکہ عدم تعمیل اسوقت مضر ہی جبکہ علم و اطلاع بھی ہو اور کسی نبی کا اتباع اسوقت ضروری ہی جبکہ اسکی ہدایات محفوظ و معلوم بھی ہون اور اگر بہدایت عقل سلیم یہ معلوم ہو جاے کہ اب اس دین کے اصول غلط ہوگئے جیسے تثلیث کے استماع سے ظاہر ہی تو پھر کیونکر کہدیجے کہ دین بجنسہ محفوظ ہی اصول ہی غلط ہون تو پھر فروع کا کیا اعتبار علاوہ برین جیسے حاکم ضلع کی اطاعت اس ضلع والونکے ذمے ہوتی ہی اور افسر اعلی گورنر وغیرہ کے ذمہ اسکی

[illegible]

تشبیہ مین مشبہ بہ مشبہ سے افضل ہوا کرتا ہے یہ چار اعتراض کرکے اوہنون نے اور پادری
نولس صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اعتراض تو اور بھی تھے مگر بوجہ طول تقریر یاد نہین رہے مگر ان
چار اعتراضون کے معائنہ سے ناظرین کو یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ اگر بالفرض والتقدیر
پادری صاحب اپنے بیان مین سچے ہی ہون یعنے اونکے خیال مین اثنار تقریر مین کچھ اور
بھی اعتراض آئے ہی ہون مگر بوجہ طول تقریر یاد نرہے ہون تو بھی یہ چار اعتراض تو اون
سب مین گل سر سبد اور اُن سبکا انتخاب ہی ہونگے جو یاد رہے پھر جب اُنکا یہ حال ہی کہ
پادری صاحب بیان ہی نکرتے تو اچھا تھا نہ بیان کرتے نہ نادم ہونا پڑتا تو اور اعتراض
تو کس شمار مین ہین الغرض پادری صاحب تو بیٹھے اور مولوی صاحب کھڑے ہوئے
اول تو یہ فرمایا کہ آپ ابتک گناہ کے معنے ہی نہ سمجھے گناہ فقط مخالفت امر وارشاد و
نہی و منع ہی کو نہین کہتے بلکہ یہ بھی ضرور ہے کہ وہ مخالفت عمداً ہو بوجہ نسیان و غلطی نہو
یہی وجہ ہی کہ موقع عذر مین یون کہا کرتے ہین کہ مین بھول گیا تھا یا مین سمجھا نتھا اگر باوجود
نسیان و غلط فہمی بھی مخالفت کو گناہ کہیئے تو پھر موقع عذر مین یہ کہنا کہ مین بھول گیا
تھا سراسر لغو ہوا کرے بہر حال گناہ یعنی سرکشی کے لیئے یہ بھی ضرور ہے کہ مخالفت مذکورہ
بوجہ نسیان و غلطی نہو عمداً ہو اور عمداً بھی ہو تو اُس شخص کی محبت اور عظمت جس کی
مخالفت کرتا ہی باعث مخالفت نہوئی ہو چنانچہ اثناء تقریر مین ہمنے خود اس مضمون کی
طرف اشارہ کرکے یہ کہدیا تھا کہ کبھی بھولے چوکے یا بتقاضاء محبت بھی انبیاء سے مخالفت
ہوجاتی ہی البتہ عمداً نہین ہوتی الحاصل گناہ وہ مخالفت ہی جو عمداً ہو اور باعث مخالفت
اُسکی محبت و عظمت نہوئی ہو جسکی مخالفت کرتا ہے اگر بوجہ نسیان یا بتقاضاء محبت و
عظمت[۱] مخالفت سرزد ہوجائے تو پھر اُسکو گناہ نہین کہتے بلکہ زلت کہتے ہین

[۱] یہی وجہ ہی کہ اگر کوئی مخدوم مکرم اپنے چھوٹون کو سرہانے بیٹھنے کو کہے اور وہ اُسکے کہنے کو نہ مانے تو اُس
نہ ماننے کو کوئی شخص سرکشی نہین کہتا اور منجملہ جرم شمار نہین کرتا بلکہ عین دلیل اطاعت شمار کرتا ہی ۱۲ منہ

جسکا ترجمہ لغزش ہی مگر اس صورت مین حضرت آدم علیہ السلام کے گیہون کھا لینے کو
موافق اصول اہل اسلام گناہ اور جرم قرار دینا غلط ہی کیونکہ اول تو حضرت آدم علیہ السلام
نے یہ حرکت مخالف امر خداوندی بھولکر کی تھی چنانچہ قرآن شریف مین حضرت آدم علیہ السلام
کی شان مین یہ وارد ہی فنسی ولم نجد لہ عزما جسکا حاصل یہ ہے کہ آدم علیہ السلام بھول گئے
اور ہمنے انمین پختگی نپائی اور اگر حضرت آدم علیہ السلام سے عمداً یہ مخالفت ظہور مین آئی

اور ظاہر ہے کہ لغزش اسی حرکت کو کہتے ہین جو بے اختیارانہ صادر ہو کسی اور کے دھکے اور صدمہ سے
وقوع مین آئے مگر ایسی حرکت کو کوئی عاقل جرم اور بغاوت اور سرکشی کے اقسام مین شمار نہین کرتا ۔

اگر کسی صاحب کو یہ شبہ دامنگیر ہو کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے تھے تو یہ آیت جسمین یہ ہی ما نہاکما ربکما عن ہذہ
الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین غلط ہوگی کیونکہ اس آیت مین صاف اس بات کی طرف اشارہ ہی
کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ممانعت خداوندی یاد تھی اور اگر عمداً یہ حرکت اُن سے وقوع مین آئی تو پھر آیت
فنسی ولم نجد لہ عزما غلط ہوگی تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ دونون آیتین اسی قصہ کے متعلق ہین تو پھر آیت
فنسی ولم نجد لہ عزما کا یہ مطلب ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام ایک تو یہ بات بھول گئے کہ وجہ ممانعت وہ نہین جو
شیطان بیان کرتا ہی بلکہ وجہ ممانعت پاس عزت وراحت حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام تھا چنانچہ خود قرآن شریف مین
فرماتے ہین ۔ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین جسکا حاصل یہ ہی کہ ای آدم و حوا تم دونون اس درخت کے پاس بھی
مت پھٹکنا یعنی اسکا پھل مت کھانا ورنہ ظالم ہو جاؤگے ۔ غرض اس فعل کا نتیجہ حسب ارشاد خداوندی ملکیت و خلود
نہ تھا بلکہ ظلم تھا جسکا انجام سب جانتے ہین کہ بد ہوتا ہے سو حضرت آدم علیہ السلام ایک تو نتیجہ مخالفت کو جو وجہ
ممانعت تھی بھول گئے ۔ دوسرے یہ بات بھی بھول گئے کہ خداوند کریم نے بہ نسبت شیطان فرما دیا تھا کہ انہ عدو لکما
فلا یخرجنکما من الجنۃ فتشقی جسکا حاصل یہ ہی کہ شیطان تم دونونکا دشمن ہی ایسا نہو تم دونون کو جنت سے نکالدے
اور تو بدبخت ہو جائے یعنے ایسا نہو کہ وہ تم کو فریب دے دلاکر ہماری مخالفت کراوے اور اس سبب سے تم جنت سے
نکالے جاؤ غرض ارشاد خداوندی بہ نسبت شیطان اور نیز بہ نسبت وجہ ممانعت دونون بھول گئے فقط ممانعت
یاد رکھی اور اس بھول کے باعث نوبت یہانتک آئی اور اگر آیت فنسی ولم نجد لہ عزما کسی اور قصہ کے متعلق ہی

یعنی گیہون کھانے کے بعد [illegible] آدم علیہ السلام نے خدا سے [illegible] کہا حضرت داود علیہ السلام [illegible] اور [illegible] فرمایا [illegible] دی عمر بہنین [illegible] نسبت اپنی [illegible] بھول جانا [illegible] مخالفت بھی [illegible] جو نسبت استغفار [illegible] مین جواب [illegible] کلام [illegible] ہوگا ۔ معترض

تو اُسکا باعث کوئی ہواۓ نفسانی نہین ہوئی بلکہ بتقاضاۓ محبت خداوندی اُن سے یہ حرکت
سرزد ہوئی تفصیل اسکی یہ ہی کہ قرآن شریف مین اس قصہ کو اسطرح فرمایا ہے ما نہٰکما
ربکما عن ہٰذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین
فدلٰہما بغرور ـ جس کا حاصل اوپر کی عبارت کے ملانے سے یہ نکلتا ہی کہ شیطان نے حضرت
آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سے یہ کہا کہ اس پھل کے کھانے سے تمکو خدا نے فقط اسلیئے
منع کیا ہی کہ اسے کھاکر کہین فرشتے نہ بنجاؤ کہین ہمیشہ رہنے والو نمین سے تم بھی نہو جاؤ
پھر بعد اسکے شیطان نے قسم کھاکر کہا کہ مین تمہارے خیرخواہون مین سے ہون سو
اسطور پر فریب دیکر انکو نکال باہر کیا اور اُس بلندی سے نیچے گرادیا یہان تک حاصل
مطلب قرآنی تھا اب ہماری سنیئے کہ جب وجہ مخالفت فرشتے ہوجانے اور خلود یعنے ہمیشگی
کا شوق ہی چنانچہ سیاق آیت سے ظاہر ہی تو پھر حضرت آدم علیہ السلام کیطرف موافق اہل اسلام
گناہ الزام عائد نہین ہوسکتا کیونکہ فرشتے مقربان بارگاہ الٰہی ہوتے ہین اور آرزوۓ
تقرب خداوندی اُسی شخص کو ہوسکتی ہے جو خدا کو عظیم الشان سمجھتا ہو اور خدا سے
محبت رکھتا ہو سو اس مخالفت کو گناہ کہنا جو بالیقین بتقاضاۓ محبت خداوندی
اور بلحاظ عظمت خداوندی ظہور مین آئے سراسر ناانصافی ہے الحاصل حضرت آدم
علیہ السلام کا گیہون کھالینا منجملہ گناہ نہین بلکہ از قسم زلت ولغزش ہی اسکے بعد
یہ فرمایا کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی نسبت آپکا یہ فرمانا کہ حضرت
داؤد علیہ السلام نے نعوذ باللہ زنا کیا یا حضرت سلیمان علیہ السلام نے نعوذ باللہ بت پرستی
کی اور یہ باتین قرآن مین موجود ہین بالکل غلط ہین قرآن شریف مین کہین ان باتون کا

۵ل جو چیز عزیز ہوتی ہے تا مقدور اُس چیز کو حفاظت سے رکھتے ہین ـ اور خراب نہین ہونے
دیتے ـ سو حضرت آدم علیہ السلام کو خلود کی آرزو وہ بھی نازو نعمت مین اسی غرض سے تھی
کہ خدا کے نزدیک عزیز ہوجاؤن ۱۲

پتا نہین اگر تمکو قرآن یاد ہوتا تو تم کرستان نہوتے پھر اسکے بعد یہ فرمایا کہ آپ جو یہہ
ارشاد کرتے ہین کہ رسول اللہ صلعم سے پہلے کون نبی تھا سو اسکا جواب یہ ہی کہ مین نے
یہ کب کہا تھا کہ ہر قرن اور ہر زمانہ مین نبی کا ہونا ضرور ہے اگر مین یہ کہتا تو البتہ تمہارا یہ
اعتراض بجا تھا مین نے فقط اتنا کہا تھا کہ ہر گروہ مین کوئی ڈرانیوالا خدا کی طرف سے
چاہئیے اور ظاہر ہے کہ اس مضمون پر آپ کا اعتراض وارد نہین ہوسکتا اسکے بعد
اعتراض ثالث کے جواب مین یہ ارشاد فرمایا کہ اول تو قرآن شریف مین مذکور ہونا کوئی
شرط ثبوت نہین روایت صحیح چاہئیے سو بحمد اللہ روایات احادیث اہل اسلام جنمین اکثر معجزات
محمدی منقول ہین ایسے صحیح ہین کہ توریت و انجیل کی روایات[۱] اُسکے ہم پلہ نہین ہوسکتی-
علاوہ برین معجزہ انشقاق قمر اور پیشین گوئی خلافت وغیرہ قرآن مین نہین اور کہا ہے
مین ہین - اتنے مین پادری نولس صاحب نے فرمایا کہ دس منٹ ہوچکے اسلیے مولوی صاحب
بمجبوری بیٹھ گئے پر غالباً یہ ارشاد فرمایا کہ تنگئی وقت سے مجبور ہون ورنہ جواب اعتراض
رابع موجود ہی اسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ ایک ایک اعتراض کرتے جائیے اور جواب لیتے
جائیے - بہت سے اعتراض اکٹھے ہوجاتے ہین تو بوجہ تنگئی وقت جواب مین وقت پڑتی ہے-

[۱] نصاریٰ کے اعتقاد کے موافق الفاظ تورات و انجیل خدا کی طرف سے نہین آئے اُدہر سے فقط الہام معانی ہوا ہی
انبیا یا حواریون نے اپنے الفاظ مین اُن مضامین کو ادا کردیا چنانچہ ترجمونکو تورات و انجیل کہنا بھی اسپر دلالت کرتا ہی
سو اس بات مین احادیث نبوی صلعم حسب اعتقاد اہل اسلام تورات و انجیل کی برابر ہوئین کیونکہ احادیث کی نسبت بھی
اعتقاد اہل اسلام بعینہ یہی ہی پھر اسپر یہ بات علاوہ رہی کہ اہل اسلام مین تو یہانتک لیکر اوپر تک راویونکی تعداد
نام و نشان مراتب علم و دین سب معلوم اور تورات و انجیل کے راویونکی نسبت ان باتونمین سے ایک بھی معلوم نہین
اور یہان بوجہ احتیاط ترجمونکو حدیث نہین کہتے کیونکہ پیغمبرونکی طرف تو بوجہ قرب و کمال عقل یہ احتمال نہین کہ
خدا کا مطلب نسمجھے ہون ورنہ منصب پیغمبری قابل اطمینان نرہی اور مترجمونکی طرف بوجہ کم فہمی دالف (یعنی ذہن نشینی
و خوکردگی) و عداوت اور نیز بدنیتی وغیرہ سو طرح کے احتمال ہین یہی بلا اہل کتاب کے حق مین سرمایہ ضلالت ہوگئی ۱۲ منہ

کیونکہ اعتراض مین تو کچھہ دیر نہین لگتی البتہ جواب کے لیئے زمانہ واسع چاہیئے پادری محی الدین
نے کہا کہ اب سے ایساہی ہوگا خیر سننے والونکے دلمین ارمان رہگیا مگر سر رشتہ اختیار
اپنے ہاتھہ سے بجز خاموشی کچھہ بن نہ پڑا کیونکہ پادری صاحبون نے اعتراض وجواب کے لیئے
دس دس منٹ مقرر کر دیئے تھے اور ہنود بھی انہین کے ہمصفیر ہوگئے تھے اسلیئے مسلمانون
کی خواہش دربارہ عدم تعین وقت کچھہ کارگر نہوئی حاصل کلام یہ ہے کہ مولوی صاحب
تو بیٹھے اور پادری محی الدین پھر کھڑے ہوئے اور یہ فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام
اور سلیمان علیہ السلام کے زنا اور بت پرستی کا بیان گو قرآن مین نہین پر بیبل یعنی
توراۃ وانجیل وزبور مین یہ افسانے موجود ہین اور قرآن شریف مین بیبل کی تصدیق
موجود ہے یہ کہکر وہ تو بیٹھے اور مولویصاحب کھڑے ہوئے اور یہ فرمایا کہ قرآن شریف
مین بیشک توراۃ وانجیل کی تصدیق ہے مگر اُس توراۃ وانجیل کی تصدیق ہے
جو حضرت موسے اور حضرت عیسے علیہما السلام پر نازل ہوئی تھی اس توراۃ وانجیل
کا مذکور نہین جو آپ صاحبون کے ہاتھہ مین ہے اسکا اعتبار نہین کیونکہ اس مین تحریف
یعنے تغیر وتبدل واقع ہو چکی ہے اسپر پادری محی الدین صاحب بہت جھلا کر اُٹھے
اور فرمایا کہ اگر آپ تحریف ثابت کردین تو ابھی فیصلہ ہے مولوی صاحب نے فرمایا ابھی
سہی۔ اور یہ کہکر جناب امام فن مناظرہ اہل کتاب یعنی مولوی ابو المنصور صاحب کیطرف
مخاطب ہوکر یہ فرمایا کہ ہان مولوی صاحب انجیل کے اُس ورس کی نسبت جو آج صبح آپنے
ہم کو مع اُسکے حاشیہ کے دکھلایا تھا علماے نصارٰی کی راے سے پادری صاحب
کو مطلع فرماویجے۔ امام صاحب نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ تحریفات تو بہت مگر مشتے نمونہ
از خروارے ورس، باب پانچوان یوحنا کا نامہ دیکھئے اُس مین یہ مضمون ہے کہ تین ہین
جو آسمان پر گواہی دیتے ہین باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینون ایک ہین اور
پھر فرمایا جب یہ کتاب مرزاپور مین باہتمام اکابر پادریان بہت اہتمام سے سوسائٹی کی

طرف سے عبرانی اور یونانی زبان سے اردو مین ترجمہ ہوکر ۱۸۶۵ء مین چھپی تو درس
مذکور کی نسبت حاشیہ پر اُن پادریون نے جو اُسکے طبع کے مہتمم تھے یہ عبارت چھاپ
دیجے کہ (یہ الفاظ کسی قدیم نسخہ مین نہین پائے جاتے) اسپر پادریون نے انکار کیا اور یہ
کہا کہ ایسا نہین ہو سکتا اسلئے مولوی محمد قاسم صاحب نے امام فن مناظرہ اہل کتاب جناب
مولوی ابو المنصور صاحب سے یہ عرض کیا کہ آپ وہ کتاب ہی منگا لیجیے اسلئے حسب اشارہ
امام صاحب اُن کا ایک خادم دوڑا اور خیمہ مین سے وہ کتاب اُٹھا لایا امام صاحب نے وہ
مقام کھولکر دکھلا دیا دیکھتے ہی پادریونکے تو ہوش اُڑ گئے - اور اہل جلسہ پر یہ بات آشکارا
ہوگئی کہ مسلمان بازی جیتے مگر اسپر بھی پادری محی الدین صاحب نے حیا کو کام فرمایا
اور شرم اُتارنے کو یہ فرمایا کہ یہ تحریف نہین کمی و بیشی ہے ہر چند جواب تو اسکا یہی تھا کہ
کمی بیشی خود اقسام تحریف مین سے ہے اسلئے کہ حاصل تحریف فقط تغیر و تصرف ہے
کسیطرح ہو - مگر حسب بیان مولوی صاحب موصوف مولوی صاحب کو پادری صاحب
کی انصاف پرستی سے یہ کھٹکا ہوا کہ پادری صاحب اس باب مین لا و نعم کرتے کرتے وقت کو
خراب کر دینگے - اسلیے یہ فرمایا کہ اگر یہ تحریف نہین کمی و بیشی ہی تب بھی ہمارا مطلب ہاتھ
سے نہین جاتا اثبات تحریف سے اہل اسلام کو اس سے زیادہ اور کیا مقصود ہے
کہ توراۃ و انجیل قابل اعتبار نہین سو در صورت تسلیم کمی و بیشی یہ بات بدرجہ اولے
ثابت ہو جائیگی اس اثناء مین پادری جان ٹامس صاحب کرسٹان اُٹھے اور در بارہ
نسخ کچھ فرمانا چاہا مگر کھڑے ہوکر ایک دو ہی لفظ کہنے پائے تھے کہ چور ہگئے اور لاچار
ہوکر اُنکو یہ کہنا پڑا کہ ہان مولوی صاحب آپ کیا فرماتے تھے مولوی محمد قاسم صاحب
نے فرمایا معقول آپ کو اصل بات تو معلوم ہی نہین اعتراض کرنے کس بھروسے پر
آپ کھڑے ہوئے تھے اسپر اکثر اہل جلسہ یہان تک پادری لوگ بھی ہنس پڑے مگر
جون تون سنبھل سنبھلا کر پادری صاحب نے یہ فرمایا کہ اہل اسلام کے نزدیک اخبار مین

نسخ نہین ہوتا احکام مین ہوتا ہے اور آیات قرآنی بعضے تو منسوخ التلاوت بھی ہین اور منسوخ الحکم بھی ہین اور بعضے منسوخ الحکم ہین اور بعضے فقط منسوخ التلاوت ہین اس قسم کی بات بیان کر کے حسب عادت لبس کر کے بیٹھ گئے مگر کسیکو یہ معلوم نہوا کہ پادری صاحب نے کس بات پر اعتراض کیا موافق مثل مشہور المعنی فی بطن الشاعر پادری صاحب نے سوا اور کسیکو اُنکا مطلب نہ کھلا اور مین جانتا ہون کہ شاید وہ بھی اتنا ہی سمجھے ہون کہ کوئی مطلب کی بات مین نے نہین کہی مگر بہت کھینچ تان کیجئے تو تقریر سابق سے پادری صاحب کے کلام کو اس سے زیادہ مناسبت نہین نکل سکتی کہ آیات منسوخ التلاوت کا قرآن سے نکالدینا قرآن کی نسبت بھی کمی کے اقرار کا باعث ہی شاید اسلیے اسکے جواب مین غالباً مولوی محمد قاسم صاحب نے یہ فرمایا کہ جب ہمکو بالیقین یہ معلوم ہے کہ پہلے اتنا تھا اور اب اتنا ہی پہلے یہ حکم تھا اب یہ حکم ہے اور پھر جو کچھ ہوا خدا کے حکم سے ہوا ہمارا تصرف نہین تو پھر قرآن کو تورات و انجیل[ف] پر قیاس کرنا سخت نا انصافی ہے اسکے بعد پادری نولس صاحب بولے کہ[ع] بیشک یہ فقرہ زائد ہی اور جو کچھ پادریان مرزاپور نے حاشیہ پر لکھا صحیح و درست ہی مگر یہ چھاپ دینا اور اُسکے الحاق کا اقرار کر لینا

ف یعنی تورات و انجیل مین کمی و بیشی تغیر و تبدیل جو کچھ ہوا بندون کے تصرف سے ہوا خدا کے حکم سے نہین ہوا بہم یہ معلوم نہین کہ اصل کیا تھی لفظ کیا تھے اُسکے معنے کیا تھے غرض نسخ تلاوت آیات قرآنی اصل مطلب کے خلط ملط ہو جانے کا باعث نہین ہوا بخلاف انجیل کے کہ ایک ای فقرے کے بڑھا دینے سے کسقدر خرابی واقع ہوئی کہ توحید کو چھوڑ کر تمام نصاری تثلیث کے معتقد ہو گئے حالانکہ اس فقرے کی نسبت حسب تحریر سابق یہ بھی اعتقاد ہے کہ یہ فقرہ الحاقی ہے ✣ ع جا ہی غور ہے اہل اسلام سے تو معجزات کا ثبوت قرآن سے مانگا جائے حالانکہ معجزات پر بناء نبوت نہین بلکہ معجزات ہی خود نبوت پر مبنی ہین اور بناء نبوت فقط کمال عقل و فہم و اخلاق پر ہے جسکا ثبوت رسول اللہ صلعم کی نسبت آفتاب سے زیادہ روشن ہی۔ چنانچہ پہلے واضح ہو چکا اور اپنا یہ حال ہو کہ اصل عقیدہ یہی جسپر بناء کار نصرانیت ہی انجیل مین نہو ۱۲ منہ

اُلٹا ہماری دیانت کی دلیل اور ہماری راستبازی کی علامت ہی کہ جو بات غلط تھی اُسکو غلط کہتے ہین صحیح نہین کہتے اس پر جناب مولوی منصور علیصاحب نے یہ فرمایا کہ ہم کب کہتے ہین کہ آپ جھوٹے ہین آپ سچے سہی ہمارا مطلب یہ ہی کہ آپکا دین جھوٹا ہی سو اُسکا جھوٹا ہونا آپکے اقرار سے ثابت ہوگیا ادھر اول تو مولوی محمد قاسم صاحب نے یہ فرمایا کہ اگر یہ فقرہ الحاقی ہے تو اسکو انجیل سے نکالڈالیئے اور عقیدہ تثلیث سے توبہ کیجیئے مگر اسپر پادری جان ٹامس صاحب نے یہ کہا کہ ہمکو اس مضمون کی تعلیم اور طریقے سے ہوئی ہی اور پھر پادری نولس صاحب کیطرف مخاطب ہوکر یہ فرمایا کہ پادری صاحب اگر ایک پیالے پانی مین ایک قطرہ پیشاب کا گر جاے تو وہ قطرہ سارے پانی کو ناپاک بنادیتا ہے وہ پانی باوجودیکہ قطرہ سے اضعاف مضاعف اور کہین زیادہ ہے اُس قطرہ کو پاک نہین بنادیتا اسپر پادری صاحب کو شور کرنے کے لیے ایک بہانہ ہاتھ آگیا کھڑے ہوکر بہت تیزی سے یہ فرمایا کہ انجیل خدا کی کلام ہے اس قابل نہین کہ اسمین ناپاکی ملائی جائے آپ ایسی بری تشبیہ نہ دیجیئے ہرچند پادری صاحب کا یہ شور بیجا تھا کیونکہ مولوی صاحب نے انجیل کو تو پاک ہی پانی سے تشبیہ دی تھی ناپاک سے نہ دی تھی قطرۂ ناپاک قطرہ پیشاب سے اگر تشبیہ دی تھی تو الحاقیات کو دی تھی اور ظاہر ہے کہ اسمین کوئی بے ادبی نہین بلکہ الحاق کونے ادبی کہیئے تو سراسر بجا ہے مگر حسب بیان مولویصاحب اُسوقت مولوی صاحب نے تطبیق مثال مین گفتگو کرنی فضول سمجھی اور اس اندیشہ سے کہ مبادا اسمین وقت ختم ہوجائے یہ کہا کہ پادری صاحب آپ کہان تک ایسی باتین کرینگے آپ ایک مثال مین گفتگو کرینگے مین اور دس مثالین بیان کردونگا یہ تو آپ اُس سے کہیئے جسکو اور مثال نہ آتی ہو آپ یہ مثال نہ سنئے دوسری مثال سنیئے اگر کوئی شخص حسن مین لاثانی ہو جمال مین یوسف ثانی ہو مگر اُسکی ایک آنکھ کانی ہو تو اُسکا یہہ عیب ساری خوبیون کو خراب کردیگا باقی اعضا کا حسن اور اُنکی خوبی اس آنکھ کے

عیب کو خوبی نہ بنادیگا ایسے ہی اگر کسی دستاویز کسی وثیقہ مین ایک جگہ مخدوش ہو تو باقی دستاویز اور وثیقہ کی درستی اس ایک مقام مخدوش کو درست اور صحیح نہ بنادیگی اُس ایک جگہ کا مخدوش ہونا تمام دستاویز اور تمام وثیقہ کو مخدوش بنادیگا پھر تماشا ہی کہ مقدمات دُنیوی مین تو ایسی دستاویزین قابل اعتبار نہین حالانکہ اہل عقل کے نزدیک متاع دنیا چندان قابل اہتمام نہین اور مقدمہ دینی مین ایسی دستاویز مخدوش لایق اعتبار ہو جائے اور اتفاق سے حالت وعظ مین منصف شہر یعنے شاہجہاپنور بھی آگئے تھے اور مولوی صاحب کے سامنے ہی بیٹھے ہوئے تھے مولوی صاحب نے یہ کہکر منصف صاحب کی طرف اشارہ کرکے پادری نولس صاحب سے فرمایا کہ اس مقدمہ مین ہمارے آپکے حکم منصف صاحب ہی رہے اوروں کے مقدمات اور جھگڑے بھی یہی فیصل کرتے ہین ہماری ڈگری بھی یہی کرینگے اور پھر منصف صاحب کیطرف مخاطب ہوکر یہ فرمایا کیون منصف صاحب آپ ہی فرمائین اگر کوئی دستاویز جعلی آپ کے ہان آئے اور اُسکا جعل کھلجائے خود مدعی اقرار جعل کرے یا اور کسی طریقہ سے اُسکا جعلی ہونا ثابت ہوجائے تو قانون سرکاری اُسکی نسبت کیا ہے اور آپ اس مقدمہ مین کیا فیصلہ فرمائین گے مگر منصف صاحب نے بطور اعلان کچھ نہ فرمایا تبسم کرتے رہے ہان بعض صاحبون سے سُنا کہ منصف صاحب نے یہ فرمایا کہ دعوے ڈسمس دستاویز مسترد مدعی اور گواہون کو چودہ چودہ برس کی قید۔ شاید یہ بات منصف صاحب نے اپنے پاس کے صاحبون سے فرمائی ہو اور اُسوقت اوروں نے سنی ہو اور بعض کا یہ مقولہ ہے کہ یہ بات موتی میان صاحب یا مولوی عبدالحی صاحب نے فرمائی مگر راقم حروف نے دونون صاحبون سے نہین سُنی پر جس کسی نے کہی انصاف کی بات کہی ہان ایک اور بات اپنی سنی ہوئی ہی وہ یہ ہی کہ جس شب کو چاندا پور سے شاہجہانپور آئے اُسکی صبح کو راقم حروف مولوی محمد علیصاحب کی خدمت مین حاضر تھا اور واقعہ

چاندا پور کے متعلق ہی باتین ہو رہی تھین جو ایک صاحب قوم کے مسلمان مولوی صاحب
کی خدمت مین حاضر ہوئے انداز ملاقات سے یہ معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے آشناؤن
مین سے ہین اُس ذکر مین ذکر اُنہون نے یہ بھی کیا کہ منصف صاحب یہ فرماتے تھے کہ
مولوی محمد قاسم صاحب نبوت کے متعلق تقریر بیان کر رہے تھے جو مین بھی اُنکے وعظ مین
پہنچ گیا مجکو وہ تقریر نہایت پسند آئی اسکے بعد اُنہون نے پادری کو تو ایسا ذلیل کیا کہ غیرت
ہو تو مُنہ نہ دکھائے اور مین اُنکو نہین جانتا تھا اور وہ مجکو نہین جانتے تھے خدا جانے
اُنہون نے مجکو کاہے سے پہچان لیا جو بار بار میری طرف مخاطب ہو کر یہ کہتے تھے منصف صاحب
آپ ہمارے حکم رہے آپ اَورون کے مقدمے فیصل کرتے ہین ہمارا مقدمہ بھی آپ ہی فیصل
کر دیجئے القصہ پادری صاحبون کو مولوی منصور علی صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب
کی باتون کا جواب نہ آیا ادھر وقت مغرب بھی آ گیا تھا اسلئے جلسہ برخاست ہوا مگر
اُن دو بار کے بعد جبتک مذکور ہو چکا پادری محی الدین پھر نہ اُٹھے ایک بار کسیقدر آمادہ بھی
ہوئے مگر اَور پادری اُنکی طرف گھورنے لگے اور اُنکا گھورنا بجا تھا اُنہین کی بدولت
پادریونکو یہ ندامت اُٹھانی پڑی اسلئے بطور ظرافت مولوی منصور علی صاحب نے اُسوقت پادریونسے
یہ کہا دیکھنا پھر اُنکو مت کھڑا کرنا نہین تو پھر اسیطرح فضیحت کرائینگے لیے ہنود اُنمین سی کوئی صاحب
اس جلسہ مین اول سے آخر تک بولا بھی نہین خیر وقت غروب آفتاب جلسہ برخاست ہوا
اہل اسلام شادان و فرحان اپنی فرودگاہ پر آئے بعد مغرب مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی
منصور علی صاحب وغیرہ خیمہ مین بیٹھے ہوئے تھے کسینے مولوی محمد قاسم صاحب سے یہ کہا کہ بوجہ تنگی وقت اُس
اعتراض کا جواب رہ گیا جو پادری محی الدین نے بدستاویز درود شریف رسول اللہ صلعم کی فضیلت پر کیا تھا اگر
آپ اسکا جواب بیان کرتے تو کیا بیان کرتے مولوی صاحب نے کہا پادری محی الدین کا یہ اعتراض رسول اللہ صلعم
کی افضلیت پر بوجہ تشبیہ حضرت ابراہیم جو درود شریف مین واقع ہی وارد نہین ہو سکتا کیونکہ مشبہ بہ
کا افضل ہونا تشبیہات مجازی مین ضروری ہی تشبیہات حقیقی مین ضرور نہین بلکہ تشبیہات

حقیقی مین یہ ضروری ہی کہ مشبہ بہ اور مشبہ وجہ شبہ مین دونون برابر ہون کوئی کسی سے کم وزیادہ نہو ورنہ تشبیہ سراسر غلط ہونگی اور ظاہر ہے کہ درود شریف مین تشبیہ حقیقی ہی تشبیہ مجازی نہین ہان اسوقت یہ شبہ پیدا ہوتا ہی کہ رسول اللہ صلعم کی افضلیت پھر بھی ثابت نہین ہوسکتی کیونکہ اگر مشبہ بہ مشبہ سے تشبیہ حقیقی مین افضل نہین ہوتا تو موافق بیان ہذا دونون کا مساوی ہونا لازم آئیگا حضرت رسول اللہ صلعم اور حضرت ابراہیم دونون ہم پلہ ہوجائینگے ایک دوسرے سے افضل نہ رہیگا اس شبہ کا اول جواب تو یہ ہی کہ تشبیہ فی النسبت مین نسبت کا مساوی ہونا ضروری ہی منسوب الیہ اور منسوب کا برابر ہونا ضرور نہین مثلاً یون کہہ سکتے ہین کہ ایک کو دو کے ساتھ وہی نسبت ہی جو ایک کروڑ کو دو کروڑ کے ساتھ نسبت ہی تو اس صورت مین نسبت فیما بین تو بحکم تشبیہ مساوی ہی پر اس نسبت کا منسوب الیہ اُس نسبت کے منسوب الیہ کے ساتھ اور اس نسبت کا منسوب اُس نسبت کے منسوب کے ساتھ کوئی نسبت نہین رکھتا یعنے ایک کو ایک کروڑ کے ساتھ اور دو کو دو کروڑ کے ساتھ کچھ نسبت نہین علے ہذا القیاس یون کہہ سکتے ہین جیسے روح ویسے فرشتے یعنی اگر اچھی روح ہے تو وقت موت اُسکے لینے کے لیئے رحمت کے فرشتے آتے ہین اور اگر بُری روح ہے تو اوسکے لینے کے لیئے عذاب کے فرشتے آتے ہین ایسے ہی یون بھی کہہ سکتے ہین جیسی روح ویسا بدن یعنی اگر روح انسانی ہے تو بدن انسانی ہوتا ہی اور شکل انسانی ہوتی ہی اور اگر روح خنزیری ہوتی ہی تو جسم و شکل بھی خنزیری ہی ہوتی ہی مگر سب جانتے ہین کجا ارواح بنی آدم کجا فرشتے کجا ارواح کجا اجسام یہ نہین کہ ارواح بنی آدم اور فرشتے برابر ہوجائین اور ارواح بنی آدم وغیرہ اور اجسام بنی آدم وغیرہ برابر ہوجائین باوجود صحت تشبیہ ان مواقع مین ان اشیاء کا برابر نہونا اسی بات پر مبنی ہے کہ تشبیہ فے النسبت ہی نسبت کا برابر ہونا چاہیئے اطراف کا مساوی ہونا

ف تشبیہ فی النسبت درود شریف مین یون بھی متصور ہی کہ بوجہ کمال عبودیت و اخلاق بمقتضای کرم خداوندی رسول اللہ صلعم مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام مستحق عنایت اور حق دار کرم ہون اور تشبیہ کما صلیت سے یہ غرض ہو کہ خداوند عالم جیسا تونے بمقتضای کرم حقوق بندگی ابراہیم کو ادا کر دیا ایسا ہی بمقتضای کرم حقوق بندگی محمدی بھی ادا کر غرض تشبیہ فی النسبت وجوب الادا مقصود ہو تشبیہ فی مقدار الحقوق مراد نہو۔ جو تساوی مراتب ابراہیمی و مراتب محمدی لازم آئے اور افضلیت محمدی ہاتھ سے

جب یہ کہہ یون کہہ سکتے ہین کہ جیسا کہ یکا ایک میسا وجب الادا بہت ایسے ہی اسکا سوا دیکھ بھی واجب الادا ہین اور ظاہر ہے کہ اس کے مساوات وجوب الادا بھی مساوات حقوق لازم نہین بلکہ برابری ... ثابت ہوتا ہے حقوق مین نہین احسان کا فرق ہو ۱۲ منہ

ضرور نہین علے ہذا القیاس یون کہہ سکتے ہین جیسا آفتاب ویسی دہوپ جیسا چاند ویسی
چاندنی جیسا تخم ویسی ہی شاخ و برگ جیسا درخت ویسا ہی پہل ہو اسیطرح درود شریف مین بھی
خیال فرمالیجے تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جیسے درویشی اور طریقت کے سلسلے متعدد ہین ایسے ہی
نبوت کے بھی سلسلے متعدد ہین حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ اور حضرت رسول اللہ صلعم تو ایک سلسلہ
مین ہین یہ سلسلہ حضرت ابراہیمؑ سے چلا اور حضرت رسول اللہ صلعم پر ختم ہو گیا اور حضرت یعقوب
اور اُنکی اولاد حضرت موسےؑ ایک سلسلے مین ہین یہ سلسلہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے
چلا اور دور تک چلا گیا مگر سلسلہ اول مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بمنزلہ تخم سمجھیے اور
حضرت رسول اللہ صلعم کو بمنزلہ درخت کامل سمجھیے جسمین شاخ و برگ پہول پہل سب موجود
ہون علی ہذا القیاس سلسلہ ثانی مین حضرت یعقوب علیہ السلام کو بمنزلہ تخم اور حضرت
موسے علیہ السلام کو بمنزلہ درخت کامل خیال فرمائیے اور پہر غور فرمائیے کہ باوجود امکان
صحت تشبیہ تساوی کیونکر لازم آتی ہے اور حضرت رسول اللہ صلعم کی افضلیت کس طرح
ہاتھ سے جاتی ہی۔ اور دوسرا جواب یہ ہی کہ اگر فرض کیجے کوئی شخص ایک ماشہ کندن
سونا لیکر ہزار من سونا خرید نا چاہے اور ماشہ بھر کندن سونے کو دکھلائے اور یہ کہے
ایسا خرید نا منظور ہی تو یہ تشبیہ تو صحیح ہوتی ہی مگر اسکے یہ معنی نہین ہوتے کہ ماشہ بھر اور
ہزار من برابر ہو گئے جتنی ہزار من والے کو عزت اور ثروت حاصل ہی اُتنی ہی ماشہ بھر
والے کو بھی ثروت اور عزت حاصل ہی بلکہ یہ مطلب ہوتا ہی کہ اِس قسم کا ہو اس نوع
کا ہو غرض تشبیہ فی النوع مراد ہوتی ہی اور اس وجہ سے تساوی نوعی ضرور ہی مگر
تساوی نوعی کو یہ لازم نہین کہ مراتب شخصی بھی برابر ہو جائین جو ہزار من والے کا افضل
ہونا اور ماشہ بھر والے کا کمتر ہونا لازم نہ آئے ایسے ہی درود شریف مین صلوات
ابراہیمی کو نمونہ سمجھیے اور تشبیہ فی النوع مراد لیجیے اور جیسے ہزار من والا ماشہ بھر
والے سے افضل ہوتا ہی ایسے ہی رسول اللہ صلعم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل

سمجھئے اسی اثنار مین منشی پیارےلال صاحب تشریف لے آئے اور مولوی محمد قاسم صاحب سے یہ فرمانے لگے کہ بعد مغرب پادری اسکاٹ صاحب وغیرہم بھی آپہنچے اور گفتگو ے متعلق شرائط سُنکر یہ فرمانے لگے کہ درس کے لیے ایک گھنٹہ سے کم نہونا چاہیئے اس باب مین مسلمانونکی رامی ٹھیک ہے کیونکہ ایک گھنٹہ سے کم مین کوئی کیا بیان کریگا اسلیے پادری نولس صاحب وغیرہ نے مجکو بھیجا ہی کہ آپ جو درس کے لیے ایک گھنٹہ تجویز کرتے تھے اب ہم بھی وہی تجویز کرتے ہین اس پر مولوی صاحب نے فرمایا اب ہمکو منظور نہین ہمنے تین گھنٹہ تک مغززنی کی اور بہزار منت پادری صاحب سے عرض کیا کہ کم سے کم ایک گھنٹہ درس کے لئے رکھئے مگر پادری صاحب نے ایک نہ سنی اب پادری اسکاٹ صاحب نے کہا تو ہم سے کہتے ہین کہ اچھا ایک ہی گھنٹہ سہی ہم پادری صاحب کے محکوم نہین پادری صاحب اس میلے کے حاکم نہین کہ جو وہ چاہین سو ہو اسکے بعد منشی صاحب سے مولوی صاحب نے یہ کہا کہ ہم کو ایک گھنٹہ سے انکار نہین پر پادری صاحب کو ذرا شرمانا بھی چاہیئے مجکو اُنکا شرمانا منظور ہی اوّل اونکو شرماکر پھر اجازت دیجائیگی پھر مولوی صاحب نے منشی صاحب سے کہا کہ اب شاید پادری صاحب یہ بھی درخواست کرین کہ پادری اسکاٹ صاحب بھی مناظرہ کرنیوالونمین داخل کئے جائین اور وہ جو آج پانچ پانچ آدمی گفتگو کے لیے مقرر ہوئے تھے اور اُنکے نام معین ہو گئے تھے وہ شرط بھی ترمیم کی جائے منشی صاحب نے کہا کہ ہان وہ اس بات کے بھی خواستگار ہین اور اسکے ساتھ یہ بھی کہتے ہین کہ اگر اہل اسلام چاہین تو وہ بھی کسی اور کو شامل کرلین ہرچند یہ بات عین مطابق راے مولوی صاحب کے تھی کیونکہ مولوی محمد علی صاحب بھی بعد مغرب ہی تشریف لائے تھے۔ اور بوجہ کمال علمی مولوی صاحب موصوف مولوی محمد قاسم صاحب اور تمام مناظرین اہل اسلام کو یہ آرزو تھی کہ اُنکا نام بھی مناظرین مین داخل کیا جاے بلکہ بلحاظ تشریف آوری منشی اندرمن اُنکا مناظرین مین داخل ہونا ضرور تھا بلکہ خاص اسلیئے اُنکو تکلیف دی گئی تھی مگر تاہم بغرض

مکافات درشتی پادری صاحب و الزام حجت اُسوقت بظاہر مولوی صاحب نے یہی فرمایا کہ بعد تقرر شرائط
تغیر و تبدیل ممکن نہین جو ہو چکا سو ہو چکا اور پھر یہ فرمایا کہ منشیصاحب مجکو کسی بات پر خواہ
مخواہ اڑ نہین مگر ہان پادری صاحب کی اس کج رائی پر کہ ہم منتین کرین اور وہ تسلیم نکرین بالفعل
ہماری طرف سے یہی جواب ہی کہ اب کچھ نہین ہو سکتا آپ اُنکو سنا دین باقی جو کچھ ہوگا وقت پر
دیکھا جائیگا پھر منشیصاحب کیطرف مخاطب ہو کر کہا منشیصاحب آپنے دیکھا پادریصاحب نے کیسے
کیسے حیلے بہانے کیے اور کس کس طرح اہل اسلام کو اظہار مطالب اور اثبات مدعا سے مجبور
کرتے ہین کہین کہتے ہین دو روز سے زیادہ مباحثہ نہو کبھی فرماتے ہین چار منٹ حد نہایت بیس منٹ سے
زیادہ درس کے لئے وقت نہ دیا جاے کوئی پادری صاحب سے پوچھے کہ پہلے سے کون اپنے
مطالب کو ناپ تول کر لاتا ہے جو وقت قلیل محدود الطرفین مین بیان کرے اور مذہبی مباحث
چار پانچ منٹ یا دس بیس منٹ مین کوئی کیونکر پورا کر سکتا ہی بلکہ مولویصاحب نے بعض
مواقع مین یہ بھی فرمایا تھا کہ جسکے مذہب مین ایک دو فضیلت ہو وہ دو چار منٹ مین بیان
کر سکتا ہی پر جسکے مذہب مین ہزارون فضائل ہون وہ اتنے تھوڑے عرصہ مین کسطرح بیان
کر سکتا ہی منشی صاحب نے مولوی صاحب کے اس فرمانے پر فرمایا واقعی اتنا ہمکو بھی معلوم
ہوتا ہی کہ پادری صاحب آپ سے گھبراتے ہین اور اُن مین آپکے مقابلہ کی طاقت معلوم نہین
ہوتی پھر مولوی صاحب نے فرمایا منشی صاحب ہمکو آپ سے یہ بڑی شکایت ہے کہ ہم اور پادری
صاحب دونون آپکے بلائے ہوئے دونون آپکے مہمان ہین آپکو لازم تھا دونون کو
برابر سمجھتے مگر جب آپ ڈھلتے ہین اُنہین کیطرف ڈھلتے ہین جب تائید کرتے ہین اُنہین
کی کرتے ہین اُنہین کی ہان مین ہان ملاتے ہین منشیصاحب نے فرمایا ہم تو سبھی کے خادم ہین
پر اتنا فرق ہی کہ پادری صاحبون سے ناخوشی کا اندیشہ ہی ڈرتا ہون کہین ناخوش ہوکر

---

۱ مطلب یہ تھا کہ دربارہ شرائط مناظرہ آپنے اُنہین کی سی کہی حالانکہ بذریعہ تحریر بواسطہ موتی میان صاحب
مولوی صاحب کی درخواستین دربارہ شرائط منشی صاحب نے بیشتر منظور کر لین تھین ۱۲ منہ

چلے نہ جائین اور آپکے اخلاق سے اس بات کا اندیشہ نہین علاوہ برین آپ تو سب کی مان لیتے ہین اور پادری صاحب کسی کی نہین مانتے خیر منشی صاحب تو چلے گئے اور مولوی محمد قاسم صاحب اسی پس و پیش مین مولوی محمد علی صاحب کی خدمت مین موتی میان صاحب کے خیمہ مین تشریف لیگئے باتون باتون مین موتی میان صاحب مولوی محمد قاسم صاحب سے فرمانے لگے پنڈت دیانند سرستی اور منشی اندرمن آپ کی اور مولوی منصور علی صاحب کی بہت تعریف کرتے تھے اور آپ دونون صاحبونکی تقریر اور علم کے بہت مداح تھے۔ بعد اُسکے موتی میان صاحب نے مہمان نوازی کا کام فرمایا خاطر و تواضع سے سبکو مکلف کھانا کھلایا نماز عشا سے فارغ ہوکر ہر ایک کو سونے کی سوجھی مگر علاوہ ساکنان شاہجہانپور و نواح شاہجہانپور۔ دیوبند۔ میرٹھ۔ دلی۔ خورجہ۔ سنبھل۔ مرادآباد۔ رامپور۔ بریلی تلہر تک سے بعض بعض شائق تشریف لائے تھے اور سب ملکر ایک مجمع کثیر ہوگیا تھا اسلیئے وہ خیمہ جو موتی میان صاحب نے خاص باہر کے مہمانونکے لیئے حسب استدعاء مولوی محمد قاسم صاحب کے نصب کرا دیا تھا کافی نظر نہ آیا اور ادھر موسم کی یہ کیفیت کہ شب کو کسی دن کم کسی دن زیادہ سردی ہوا کرتی تھی۔ اُس روز اتفاق سے زیادہ سردی تھی پھر اُس پر جنگل کی ہوا دریا کا کنارہ شب کا وقت اور درختونکی آڑ اور خیمہ کے سایہ کے سوا اور کوئی بچاؤ نہ تھا سردی کو گیا سمجھ کر سامان سرمائی اکثر صاحب ساتھ نہ لائے تھے مولوی محمد قاسم صاحب کو اور ون کا فکر ہوا موتی میان صاحب کی خدمت مین جا کر یہ سب ماجرا بیان کیا اور یہ کہا کہ آپ کے مہمان بکثرت ہین وہ خیمہ جو آپنے مہمانون کے لیے کھڑا کرایا تھا کافی نہوا اب بجز اسکے چارہ نہین کہ آپ اجازت دین جن صاحبونکو جا نملے وہ آپ کے خیمہ مین آرام کرین مگر موتی میان صاحب کے اخلاق کریمانہ اور مہمان نوازی کی کیا تعریف کیجئے سنتے ہی بکمال اخلاق یہ فرمایا مولوی صاحب یہ بات آج آپکے پوچھنے کی نہین آج تو مین آپ سے پوچھون تو بجا ہو کہ مین کہان سوؤن ؟

مگر اتنی مہلت دیجے کہ جو صاحب باقی ہین وہ کھانا کھالین - القصہ کچھہ یہان کچھہ وہان جہان کسیکو جگہہ ملی سر رکھکر پڑگیا صبح ہوتے ہی پھر وہی ذکر و فکر تھا جو اتنے مین ساڑھے سات بجگئے ❊

کیفیت جلسۂ روز دوم

ساڑھے سات بجتے ہی گفتگو کرنے والے اور سننے والے سب میدان مناظرہ مین اکھٹے ہوئے اہل اسلام بھی بسم اللہ کرکے پہنچے جب سب اپنے اپنے ٹھکانے پر بیٹھ گئے تو اُسوقت پادری نولس صاحب وغیرہ نے مولوی محمد قاسم صاحب سے اس بات کی درخواست کی کہ وقت وعظ بڑھا دیا جاوے اور آج ہماری طرف سے پادری اسکاٹ صاحب درس دینگے مولوی صاحب نے فرمایا کل ہم بہزار منت آپ سے اس بات کے خواستگار رہے کہ کم سے کم درس کے لیے ایک گھنٹہ عنایت کیجے ہماری التماس اور عجز و نیاز پر تو آپنے نظر نہ فرمائی آج اگر کسی کے کہنے سننے سے اپنا نفع نظر آیا تو آپ ہم سے اُسی بات کے خواستگار ہوتے ہین جسکا ہم سے انکار کر چکے ہین جو ہو چکا سو ہو چکا اب کیا ہوتا ہی نہ وقت مقررہ مین تبدیل ہوسکتی ہی نہ پادری اسکاٹ صاحب کو درس کی اجازت ہوسکتی ہی یہ بات وقت تجویز شرائط کے ساتھ گئی اب کچھ نہین ہوسکتا ورنہ اسکے یہ معنی ہوئے کہ ہم باوجودیکہ رکن مباحثہ ہین مباحثہ کے حساب سے کالعدم ہین جو کچھ ہوے آپ ہی ہوئے اسپر پادری نولس صاحب نے فرمایا آپ پادری اسکاٹ صاحب سے ڈرتے ہین - مولوی صاحب نے فرمایا مین تو خدا کی عنایت سے پادری اسکاٹ صاحب کے اُستاد ہون تو اُنسے بھی نہ ڈرون بلکہ انشاء اللہ تعالی تمام پادری بھی اکٹھے ہو جائین تو نہین ڈرتا مجھ کو فقط یہ جتلانا تھا کہ بات کو مقرر کرکر کون قائم رہتا ہی اور کون پھر جاتا ہی ہمارا تو یہ قول ہی کہ گھنٹہ ڈیڑہ گھنٹہ دو گھنٹہ جسقدر چاہین آپ درس کے لئے مقرر کرین جس کو چاہین درس کے لئے تجویز کرین ہم ہر طرح سے موجود ہین پر آپکی طرف سے پادری اسکاٹ صاحب داخل مناظرہ کیے جاتے ہین تو ہم جناب مولوی محمد علی صاحب کو شامل کرین گے مگر ایسا

یا و پڑتا ہی کہ گفتگو ہو ہوا آخر تینون فریق کی رضا سے یہ بات مقرر ہوئی کہ آدھا گھنٹہ درس
کے لئے رہے اور دس دس منٹ اعتراض وجواب کے لیے دیے جائین اسی اثنا مین یہ
جھگڑا بھی ہوتا رہا کہ اوّل کون کھڑا ہو مولوی محمد قاسم صاحب نے چند بار فرمایا کہ اگر اور صاحب
اول کھڑے ہونیسے گھبراتے ہین تو مجکو اجازت ہو مین سب مین اول کھڑا ہوتا ہون جب یہ مرحلہ طے
ہو چکا تو پادری صاحبون نے اور پلٹی کھائی کیا فرماتے ہین اُن سوالات مین سے جو منشی پیارے لال
کی طرف سے پیش ہوئے اول سوال چہارم مین گفتگو ہونی چاہیے مولوی محمد قاسم صاحب نے
فرمایا اگر لحاظ اثبات وتحقیق مذہب ہی تو جیسا ہم کل عرض کرتے تھے اول ذات باری مین گفتگو ہو
کہ ہی یا نہین اور ہی تو ایک ہے یا متعدد پھر صفات باری مین گفتگو ہو کہ صفات مخصوصہ ذات
خالق کیا کیا ہین اور کون کون سے صفات اُسمین پائے جاتے ہین کونسے نہین پائے جاتے
پھر تجلیات جناب باری مین گفتگو ہو یعنی جیسے آئینہ وغیرہ مین آفتاب وغیرہ کی جلوہ افروزی
ہوتی ہی خدا کی جلوہ افروزی کس کس چیز مین اور کہان کہان ممکن ہی اُسکے بعد نبوت
مین گفتگو ہو کہ انبیاء علیہم السّلام کی ضرورت ہی کہ نہین اور کون ہی کون نہین اُسکے بعد
احکام مین مباحثہ ہو کہ کونسا حکم اصول مذکورہ پر منطبق ہو سکتا ہی اور کونسا حکم منطبق
نہین ہو سکتا اور کون حکم قابل تسلیم ہے کونسا نہین اگرچہ بروے انصاف بعد ثبوت
نبوت شخص معین بہ صحت روایت عقل نارسا سے احکام کی بھلائی برائی کی تفتیش امر لاطائل بلکہ
نازیبا ہی کیونکہ عقل سے یہ کام ہو سکتا تو انبیاء علیہم السلام کی ضرورت ہی کیا تھی اور
نبی کا کہنا واجب التسلیم ہوگا تو پھر خود کچھ وہ فرمائین بسر وچشم بہر حال اگر اثبات وتحقیق
مذہب پر نظر ہی تو ترتیب عقلی یہ ہی جو ہمنے کل عرض کی اور اگر اثبات مذہب سے کچھ بحث
نہین منشی پیارے لال صاحب ہی کے فرمانیکا اتباع ہی تو جو ترتیب اُنکی تجویز کی ہوئی ہی
اُسکے موافق کام کیا جائے با اینہمہ ہم اسپر بھی راضی ہین اگر پنڈت صاحب وغیرہ
مناظران ہنود راضی ہو جائین غرض اہل اسلام کیطرف سے کسی امر مین یہ اصرار نہین

ہوا کہ یون ہو یون نہو مگر ہندؤن اور عیسائیون کی طرف سے دربارہ سوالات اور تعیین اوقات البتہ اصرار رہا ہندؤن نے جو سوالات مذکورہ کی نسبت اصرار کیا اور درس کے وقت بڑہانے پر راضی نہوئے تو اُسکی وجہ یہ تھی کہ حسب بیان بعض معتبرین سوالاتِ مذکورہ پنڈت دیانند کے تجویز کیے ہوئے تھے گو بظاہر سائل منشی پیاریلال تھے چنانچہ سوالات خود کہے دیتے ہین کہ کس نے تجویز کیئے اور ظاہر ہے کہ جو شخص خود سوالات تجویز کریگا اور وہ بھی اس طور پر کہ ایک ہفتہ پہلے سے اسی کام کے لئے آیا ہوا ہو ہمکو اُن سوالات کے جوابات مین کچھ دقت نہین ہوتی ہان جو شخص پہلے سے بے خبر ہو اس قسم کا سامان کتب اُسکے ساتھ نہو اُسکی دشواری دیکھنی چاہیئے اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہی کہ اونکو افزایش وقت سی اول اول انکار رہا یہ سمجہا ہوگا ہم تو سمجھے سمجہائے ہوئے ہین جو کچھہ ہوگا جھٹ پٹ بیان کردینگے پر جو شخص پہلے سے بیخبر ہو وہ اگر کچھہ بیان بھی کرتا ہی تو بدقت اور بدیر بیان کرتا ہی بااینہمہ عجب نہین پنڈت صاحب کو یہ بھی خیال ہو کہ پادری لوگ تو فلسفہ اور الٰہیات سے بے خبر ہی ہوتے ہین رہے اہل اسلام اُنمین اگرچہ ان علوم کو ایسا جانتے ہین کہ عالم مین اب اور کوئی نہین جانتا مگر جو صاحب پادریون کے مباحثہ کا شغل رکہتے ہین وہ صاحب اکثر ان علوم سی بے بہرہ ہوتے ہین وہی صاحب تشریف لائے ہونگے ان سوالات کے جوابون مین خواہ مخواہ رہجائینگے ہان اور قسم کے سوالات پیش کیے گئے تو پھر اہل اسلام سے بازی جیتنی البتہ امر محال ہی علاوہ برین جلسہ سال گزشتہ مین اہل اسلام کی تڑاق پڑاق کی گفتگو کے افسانے سُنے ہوئے تھے اسلئے یہ چال چلنی مناسب سمجھے اور پادری نولس صاحب وغیرہ جو اُن سوالون پر اڑنے ہوئے تھے تو اوسکی دو وجہ معلوم ہوتی ہین ایک تو یہ کہ مولوی محمد قاسم صاحب نے جو روز اول دربارۂ تغیر سوالات بطور مشار الیہ بہت کچھ کہا سُنا تو وہ بھی مثل پنڈت صاحب شاید یہ سمجھے کہ ان سوالونکے جواب مین یہ لوگ عاری ہین انہین سوالات مین گفتگو ہو تو بہتر ہے ہمکو جواب آئے کہ نہ آئے پر کسیطرح سینہ سے

سال گزشتہ کا داغ جاے پارسال کا اہل اسلام کا غلبہ کسیطرح خاک مین ملجائے گو ہم
بھی لاجواب رہین مگر اس مجمع مین ہمکو کوئی کہیگا تو بعد نہی مین کہیگا اول بدنام ہونگے تو
اہل اسلام ہی ہونگے ؎ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتے ؛ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد ؛
یہ نہ سمجھے کہ مولوی محمد قاسم صاحب کا التماس خدا جانے کس غرض سے ہی دوسرے اسوقت تک
اُنکو یہ بھی بھروسہ تھا کہ پادری اسکاٹ صاحب علم معقول مین یکتا ہین رسالہ منطق کی
تصنیف پر سرکار سے پانسو روپیہ انعام پا چکے ہین شام تک وہ آجائینگے آج جون تون
دن کو ٹلاؤ چنانچہ یہی ہوا کہ روز اول اصرار اور انکار ہی مین وقت جلسہ گذر گیا اور گفتگو نہ
ہونے پائی مگر شام کو پادری اسکاٹ صاحب تشریف لائے تو سوالات کو سنکر گھبرائے اسلیئے
اس بات کے مستدعی ہوئے کہ سوال چہارم مین اول گفتگو ہو اور دربارہ وقت درس اگرچہ
پادری نولس صاحب نے غالباً بلحاظ وسعت تقریر مناظران اہل اسلام جو سال گزشتہ مین دیکھ چکے
تھے بہت کچھ تنگی کرنی چاہی چار منٹ سے بدشواری بیس منٹ پر آئے اور باوجودیکہ اُنکو یہ
یاد دلایا گیا کہ سال گزشتہ مین آپ باوجود اصرار اہل اسلام پندرہ منٹ سے زیادہ نہ بڑھے
اور پھر خود اپنے درس کے وقت آپکو مولوی محمد قاسم صاحب سے پندرہ منٹ کے بعد اور
پندرہ منٹ کی اجازت لینی پڑی اس تجربہ کے بعد بھی آپ وہی کہے جاتے ہین اُنہون نے
ایک نہ مانی لیکن پادری اسکاٹ صاحب کو اپنے دن بھی نظر آئے اسلیئے باوجود تقرر شرائط
شرط وقت مین ترمیم کی تدبیر کے درپے ہوئے کمی سے زیادتی کی طرف آئے مگر اہل اسلام
کی طرف سے روز اول تو دربارہ شرائط کچھ تکرار رہا اور سوالات مین اسلیئے کہ مطلب اصلی
یعنی تحقیق مذہب ہاتھ آئے حاضران جلسہ جو اکثر اسی امید مین آئے ہین محروم نہ جائین علاوہ برین
اس قسم کی باتین چونکہ اکثر کانون مین پڑتی رہتی ہین ہر کوئی سمجھ سکتا ہی جو باتین کبھی سُنی
بھی نہین اُنکو کون سمجھے گا اور یہ بھی احتمال ہی کہ اسطور سے دوسرون کی نسبت اپنی
درماندگی اور عجز کا ایہام منظور ہوتا کہ اس بناء پر حریف تو مغرور ہو جائے اور حاضران جلسہ گو

اُن سے کچھ امید نہے پھر اسکے بعد حریف کو پچھاڑا تو زیادہ لطف ہوگا اور سبکو یاد رہیگا
مگر آخرکار باین خیال کہ مبادا حاضران جلسہ کو گریز کا وہم ہو اور پادری لوگ اور پنڈت
لوگ یہ کہتے پھرین کہ اہل اسلام گریز کر گئے مولوی محمد قاسم صاحب نے یہ فرمایا کہ ہم ہر طرح سے
آمادہ ہین پنڈت صاحب کو راضی کر لیجے مگر پنڈت صاحب راضی نہوئے آخرکار منشی
پیارے لال کی راے پر منحصر رکھا گیا مگر اُنہون نے بھی اسوقت پنڈت جی کی سی ہی کہی
یہ کہا کہ میری راے مین بھی یہی ہے کہ گفتگو ہو تو حسب ترتیب سوالات ہو اسلیئے پادری صاحب کو
مجبور ہونا پڑا اور یہ کہا کہ مین کل بعد شام آیا تھا عیسائی بھائیون نے مجھ سے یہ کہا کہ کل تمکو سوال
چہارم کا درس دینا پڑیگا مینے اُسی سوال کو دیکھ بھال سوچ سمجھ رکھا تھا مگر جب آپ صاحب نہین مانتے
تو مجبوری مین اُسی سوال کا درس دیتا ہون جو اُن سوالات مین اول ہے وہ سوال یہ تھا۔ خدا نے
دنیا کو کب پیدا کیا اور کاہے سے پیدا کیا اور کیون پیدا کیا غرض اس سوال کے جواب دینے کے لیئے
پادری اسکاٹ صاحب اُس چوکی پر تشریف لائے جو گفتگو کرنیوالون کے لیئے بیچ مین بچھائی گئی تھی اور یہ فرمایا
سائل جو یہ پوچھتا ہے کہ خدا نے دنیا کو کاہے سے پیدا کیا اسکا جواب تو یہ ہے کہ نیستی سے پیدا کیا اپنی
قدرت سے پیدا کیا اپنے ارادے سے پیدا کیا۔ اور یہ جو وہ پوچھتا ہے کہ کب پیدا کیا یہ بات قابل سوال نہین
اس سے بندہ کو کیا مطلب ہے کہ کب پیدا کیا جو اُسکی تحقیق کیجے غرض مباحثۂ مذہبی سے اسکو کچھ
تعلق نہین اور نہ کتب مذہب کی رو سے اسکا ثبوت ہو سکتا ہے البتہ مورخین اسمین کچھ لکھتے ہین
سو اُنکے اقوال خود مختلف ہین مگر اتنی بات یقینی ہے کہ عالم کے وجود کیلیئے ایک ابتدا ہے رہی یہ
بات کہ کیون پیدا کیا اسکا جواب یہ ہے کہ اُسکا خوشی جو اُسکے جی مین آیا اُسنے کیا عالم کے بنانے مین اُسکا کچھ
نفع نہین اگر ہوگا تو کسی آدمی کا نفع ہوگا خلاصۂ جواب پادری صاحب تو اتنا ہی ہے اگرچہ الفاظ
اتنے کچھ تھے کہ ایک وقت وسیع پادری صاحب نے اُنکے بیان مین صرف کیا خیر پادری صاحب تو فارغ ہو کر
کرسی پر بیٹھے اور مولوی محمد قاسم صاحب کھڑے ہوئے اور یہ فرمایا کہ پادری صاحب مطلب سوال ہی
نہین سمجھے سائل کا یہ مطلب نہین کہ موجود ہونے سے پہلے معدوم تھا یا نہ تھا یا خدا نے

جو عالم کو پیدا کیا تو اوسکے بنانے مین قدرت سے یا کسی اور آلہ سے کام لیا اگر یہ مطلب ہوتا
تو البتہ پادری صاحب کا یہ جواب مطابق سوال ہوتا سائل کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے
کہ مادۂ عالم[۵۱] کیا ہی خداوند عالم نے عالم کو کس مادہ اور کس اصل سے بنایا یہ کہکر
منشی پیارے لال اور لالہ مکتا پرشاد وغیرہم کی طرف متوجہ ہو کر استفسار مطلب سوال
کا ارادہ کیا ہی تھا جو لالہ مکتا[۵۲] پرشاد نے کہا کہ ہان مولویصاحب یہی مطلب ہے جو آپنے بیان
کیا اسکے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ جب پادری صاحب مطلب سائل ہی نہین
سمجھے تو اونکا جواب سراسر لغو ہوگیا سوال از آسمان جواب از ریسمان اسی کو کہتے ہین -
ہان جواب سوال ہم بیان کرتے ہین حاضران جلسہ متوجہ ہو کر سنین عالم کو خداوند عالم سی
ایسی نسبت سمجھیے جیسے دہوپ کو آفتاب سے نظر آتی ہی جیسے آفتاب طلوع ہوتا ہی تو
اسکے نور سے عالم منور ہوجاتا ہی اور غروب ہوتا ہی تو اسکا نور اُسکے ساتھ چلا جاتا ہی اور
روے زمین و آسمان تیرہ و تاریک رہ جاتے ہین ایسے ہی ارادہ ایجاد خداوندی سی مخلوقات
موجود ہوجاتے ہین۔ اُس کے ارادۂ فنا سے مخلوقات فنا اور معدوم ہوجاتے ہین
جیسے دہوپونکا مادہ وہ نور آفتاب ہے جو اُس سے لیکر دور دور تک پھیلا ہوا ہے
اور تمام زمین و آسمان کو اپنے آغوش مین لیے ہوئے ہی ایسے ہی تمام مخلوقات کی
ہستی کا مادہ خدا کا وہ وجود ہے جو تمام کائنات کو محیط ہے اور سبکو اپنے اندر لیے
ہوئے ہے جیسے دہوپون کی روشنی کی اصل آفتاب کا نور مذکور ہی اور دہوپون کے
اشکال مختلفہ مربع مثلث منحرف دائرہ وغیرہ موافق تقطیعات صحن و روشندان وغیرہ

[۵۱] مخلوقات کا قبل پیدائش معدوم ہونا ایسا نہین جکوئی نہ جانتا ہو جو نوبت سوال آئی علی ہذا القیاس خالق کا صاحب اختیار اور صاحب
قدرت ہونا بھی بدیہی ہی یہ بھی لائق استفسار نہین البتہ مادہ عالم ایسی چیز ہی کہ اسکی حقیقت ہر کسیکو معلوم نہین اسلیئے مولویصاحب نے یہ فرمایا تھا
کہ مطلب سائل وہ نہین جو پادری صاحب سمجھے تھی بلکہ مطلب سائل اور ہی کچھ ہی ۱۲ منہ [۵۲] کہنے کو تو منشی پیارے لال میلے کے
باب مین زیادہ مشہور تھے مگر دیکھنے بھالنے سے یون معلوم ہوتا تھا کہ لالہ مکتا پرشاد بھی شریک و مہتم ہین ۱۲ منہ

اُسپر عارض ہوجاتے ہین ایسے ہی مخلوقات کی ہستی اور وجود کی اصل تو خدا کا وجود مذکور ہی پر اشکال مختلفہ مخلوقات جنکے وسیلہ سے ایک کو دوسرے سے تمیز کرسکتے ہین موافق علم خداوندی اُسپر عارض ہوجاتی ہین غرض جیسے کشتی اور کشتی مین بیٹھنے والون کی حرکت تو ایک ہوتی ہے پر کشتی اور کشتی مین بیٹھنے والے باہم مغائر ہوتے ہین کشتی اور ہے اور کشتی نشین اور پھر مین اور ہون اور تم اور ایسے ہی خداوند عالم اور عالم کا وجود تو واحد ہے پر خدا اور ہے اور عالم اور ہے مین اور ہون اور تم اور ہو غرض جیسے نور مذکور اور حرکت مذکور دونون طرف منسوب ہی آفتاب اور کشتی کی طرف انتساب صدور اور انتساب اولی اور ذاتی اور حقیقی ہے اور زمین اور کشتی نشین کیطرف انتساب وقوع اور انتساب ثانوی اور عرضی اور مجازی ہی ایسے ہی وجود واحد دونون طرف منسوب ہی خدا کی طرف تو نسبت صدور اور ذاتیت اور حقیقیت اور اولیت ہی اور عالم کی طرف نسبت وقوع اور عرضیت اور مجازیت اور ثانویت ہی جیسے دھوپون کی شکلین مربع ہون یا مدور مثل نور آفتاب کی طرف سے صادر ہوکر اور اُسمین سے نکلکر نہین آتین اور اسلئے مثل نور اُسکی عطا اور اُسکا فیض اور اُسکی صفت نہین بلکہ یون کہتے ہین کہ آفتاب کے سبب پیدا ہوگئی ہین آفتاب طلوع نہوتا تو یہ شکلین پیدا نہوتین ایسے ہی حقائق مخلوقات یعنی اُنکی اشکال ممیزہ خواہ ظاہرہ ہون جیسے حقائق اجسام یا باطنہ جیسے حقائق ارواح مثل وجود خدا کی ذات سے صادر ہوکر اور اُس سے نکلکر نہین آئین جو اونکو فیض خداوند عالم اور عطاء خداوند عالم اور صفت خداوند عالم کہئے بلکہ خداوند عالم کی ذات کے بدولت یہ تمام حقائق پیدا ہوگئے ہین اگر وہ ارادۂ ایجاد نکرتا تو یہ کارخانہ پردۂ عدم سے جلوہ گاہ وجود مین نہ آتا اس صورت مین حقائق کی بھلائی برائی خالق کی بھلائی برائی کا باعث نہوگی وہ اشکال ہی بھلی بری کہلائین گی اسکی ایسی مثال ہی جیسے صفحۂ کاغذ و دفتر مین پر کوئی خوشنویس بھلے اور برے حرف لکھدے ظاہر ہی کہ وہ حرف ہی بھلے یا برے

معلوم ہونگے کاتب اور خوشنویس اُنکے سبب بھلا یا بُرا معلوم نہوگا ایسے ہی حقایق ممکنہ کے بھلائی یا بُرائی خدا کی بھلائی یا بُرائی کا باعث نہوگی وہ بھلائی اور بُرائی اُن حقائق تک ہی رہیگی بالجملہ حقائق ممکنہ خدا سے بھی مغائر اور باہم بھی مغائر البتہ مادہ حقائق مذکورہ وہ وجود مشترک ہے جسکو خدا کی ذات سے وہ نسبت ہے جو آفتاب کی شعاعونکو اُسکی ذات سے نسبت ہوتی ہی مخلوقات اپنے وجود مین اُسکی ایسی ہی محتاج ہین جیسی دہوپ ہین اپنے وجود مین شعاعونکی محتاج ہین یا حرارت آب گرم اپنے وجود مین حرارتِ آتش کی محتاج ہی چنانچہ مخلوقات کے وجود کی ناپائداری اور آمد و شد ہی اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ اُنکا وجود خانہ زاد نہین مستعار ہی کسی ایسے کا فیض ہی جسکا وجود اُسکا خانہ زاد اور اُسکی ذات کے ساتھ مثل حرارت آتش و نور آفتاب لازم و ملازم رہتا ہی رہی یہ بات کہ خدا نے دنیا کو کب پیدا کیا اسکے جواب مین ہم پادری صاحب ہی کے ہمصفیر ہین واقعی یہ بات از روے مذہب قابل استفسار نہین اگر قابل استفسار ہے تو یہ بات ہے کہ کیون بنایا۔ روٹی کی نسبت یہ بات پوچھنا کہ کب پکی اور کب پکائی ایک امر لغو ہی قابل استفسار ہی تو یہ بات ہی کہ روٹی کاہے کے لیے پکائی جاتی ہی سو غرضِ پیدایش عالم جو سوال اوّل کی تیسری شق ہی البتہ قابل استفسار اور لایق جواب ہی اسلیئے ہم بھی عرض کرتے ہین مگر اول یہ عرض کرتے ہین کہ پادری صاحب کا بہ نسبت غرض پیدایش یہ کہنا کہ اُسکا خوشی یعنی خدا کی خوشی مین آیا عالم کو بنادیا ایسی بات ہے کہ جسکو بعد تنقیح مطلب پادری صاحب کوئی عاقل تسلیم نہین کرسکتا اسکا حاصل تو یہ ہوا کہ عالم کی پیدائش مین کوئی غرض اور حکمت نہین یون ہی جو خوشی مین آیا کرلیا اگر یہ ہے تو یون کہو پادری صاحب نے خدا کے افعال کو بچون کے افعال کے برابر کردیا یہ شان بچون کی ہوتی ہی کہ جو جی مین آیا کرلیا جی چاہا بیٹھ گئے جی چاہا کھڑے ہوگئے جی چاہا کودنے لگے جی چاہا تھم گئے کھانے کو جی چاہا کھالیا سونے کو جی چاہا سورہے خدا کجا

اور یہ بات کہ اُسکے افعال مین بھی حکمت نہو تو اور کسکے افعال مین حکمت اور مصلحت
ہوگی اُسکے بندون مین تو یہ صفت ہو کہ جو کرین اُسکے لئے کوئی نتیجہ سوچ لین کوئی
حکمت اور مصلحت خیال مین بٹھالین خداوند عالم مین یہ عمدہ بات کیونکر نہوگی مگر ہان یہ مسلم کہ
مطالب مقصودہ دو طرح کے ہوتے ہین کبھی تو یون ہوتا ہی کہ کرنے والا نتیجہ افعال اور
مقاصد اعمال کا محتاج ہو جیسے بیمار طبیب سے نسخہ لکھوانے جاتا ہی تو اوسکو اُسکی حاجت ہوتی ہی
اور کبھی یون ہوتا ہے کہ افعال کا کرنے والا اُنکے نتیجہ کا محتاج نہو بلکہ کوئی دوسرا محتاج
ہو اور اُسکی کارروائی مقصود ہو مثلاً اگر طبیب نسخہ لکھتا ہے تو بحیثیت طب طبیب کو
اُسکی حاجت نہین ہوتی بلکہ دوسرون کی حاجت روائی مقصود ہوتی ہے ایسے ہی
خداوند عالم کو عالم کی پیدایش سے اُس قسم کا مطلب تو ہرگز ہرگز منظور نہین جس کی
نسبت اُسکا محتاج ہونا لازم آئے کیونکہ محتاج ہوگا تو خدا ہی کیا ہوگا بلکہ خدائی کو
یہ لازم ہی کہ تمام موجودات اپنے وجود مین اُسکے محتاج ہون چنانچہ ہم کل ثابت کر چکے
ہین کہ اُسکے افعال مین حکمت ہوگی تو دوسری ہی قسم کی ہوگی چنانچہ عالم کے پیدا کرنیکی
معنے بھی یہی ہین کہ وجود اور لوازم وجود سے اُسکو سرفراز فرمایا ہان البتہ اُن افعال
مین جنمین دوسری قسم کی حکمت ہو خاص اپنی ذات کے لیے بجز اعزاز و تعظیم اور کچھ مقصود
نہین ہوتا ہوتا ہی تو یہی ہوتا ہی بلکہ ضرور ہوتا ہی اسلیئے یہ داد و دہش وجود و صفات
وجود بھی جو خلاصئہ ایجاد ہے کسی نہ کسی غرض کے لیے ہوگی وہ غرض کیا ہے عبادت
و بندگی اور عجز و نیاز ہے جو اصل مطلوب خدا ہونا چاہیئے یعنی اور جس صفت کو دیکھیئے خدا
کی درگاہ مین اول موجود ہے اور کوئی عالم ہے تو وہ علیم ہی اور کوئی قادر ہی تو وہ
قدیر ہی اُسی کے علم و قدرت کا پرتوہ ہی جو مخلوقات مین علم و قدرت نمایان ہین یعنی
جیسے آئینہ مین عکس آفتاب اور پرتوہ آفتاب نظر آتا ہی درحقیقت آئینہ مین کوئی
نور نہین ہوتا ایسے ہی مخلوقات مین بھی عکس و پرتوہ خداوندی ہی درحقیقت ممکنات

مین نہ علم ہے نہ قدرت اسلیئے اس قسم کی صفات تو مطلوب نہین ہوسکتی کیونکہ یہ صفات
تو خود اُسی کے دیے ہوئے ہین مطلوب وہ چیز ہوگی جو اُسکے پاس نہوگی ایسی چیز بجز عبادت
وعجز ونیاز اور کیا ہوسکتی ہی یہی ایک ایسی چیز ہے جو خدا کے پاس نہین خدا کی درگاہ
مین اُسکا پتہ نہین مگر سارے عالم کا اس غرض سے مخلوق ہونا اسطرح پر ہے کہ سارا
عالم انسان کے لیئے ہے اور انسان اس کام کے لئے ہے اسوقت باقی عالم اور انسان
کی ایسی مثال ہوگی جیسے کہا کرتے ہین گھاس دانہ گھوڑے کے لیئے اور گھوڑا سواری
کے لیئے مگر ظاہر ہے کہ اسوقت مین گھاس دانہ سے مطلب بھی وہی سواری ہوگی -
علے ہذا القیاس روٹی کھانے لئے ہوتی ہی اور لکڑی اُپلے روٹی کے لیئے ہوتے ہین
مگر سب جانتے ہین کہ اُسوقت لکڑیان اور اُپلے بھی کھانیکے لیے مطلوب ہونگے اسلیئے
لکڑی اُپلے وغیرہ سب کے دام لگا کر کہا کرتے ہین کہ کھانے مین اتنا صرف ہوا الغرض جو
چیز کسی چیز کا سامان ہو وہ چیز اُسی حساب مین اور اُسی مد مین لکھی جاتی ہے اور اُسی
ذیل مین شمار کیجاتی ہے مگر زمین سے آسمان تک جس چیز پر نظر پڑتی ہے انسان کے
کار آمد نظر آتی ہے پر انسان ان چیزون مین سے کسی کے کام کا نہین اعتبار نہ ہو تو دیکھ لیجے
زمین اگر نہوتی تو کاہے پر تھمتی اور کاہے پر بیٹھتے کاہے پر سوتے کاہے پر چلتے پھرتے
کاہے پر کھیتی کرتے کاہے پر مکان بناتے کاہے پر باغ لگاتے غرض زمین نہوتی تو انسان
کو جینا محال تھا اور انسان نہوتا تو زمین کا کچھ نقصان نتھا علے ہذا القیاس پانی نہوتا
تو کیا پیتے اور نہ پیتے تو کیونکر جیتے کاہے سے آٹا گوندھتے اور کاہے سے سالن وغیرہ پکاتے
کاہے سے کپڑے وغیرہ دھوتے کاہے سے نہاتے غرض پانی نہوتا تو انسان کی زندگی دشوار
تھی اور انسان نہوتا تو پانی کا کیا نقصان تھا ہوا نہوتی تو سانس کیونکر چلتا کھیتی وغیرہ
کا کام کیونکر نکلتا یہ ٹھنڈی ہوائین روح افزا کہان سے آتین غرض ہوا نہوتی تو جان ہوا
ہو جاتی ہم نہوتے تو ہوا کو کیا دقت پیش آتی اسی طرح اوپر تک چلے چلو سورج چاند ستارے

اگر نہوتے تو دیکھنا بھالنا چلنا پھرنا ایک امر محال تھا انسان نہوتا تو نہ سورج کا نقصان تھا نہ چاند و سورج کو کوئی دشواری تھی آسمان اور اُسکی گردشین نہوتین تو یہ سایبانی کون کرتا اور یہ گرمی جاڑے کے موسم کیونکر آتے اور انسان نہوتا تو نہ آسمان کا نقصان تھا نہ گردشون مین کوئی وقت تھی الغرض انسان کو دیکھئے تو زمین آسمان مین سے کسیکے کام کا نہین پر سوا اسکے جو چیز ہے سب انسان کے کام کی ہی اس صورت مین اگر انسان خدا کے کام کا بھی نہو تو یون کہو انسان سے زیادہ کوئی نکمّا ہی نہین مگر تمہین فرماؤ کہ اس و انش و کمال اور اس حسن و جمال پر انسان کو کون نکما کہدیگا اگر انسان اس افضلیت مسلمہ اور مشہورہ پر بھی نکمّا ہی تو یون کہو اُس سے زیادہ تبراہی کوئی نہین اسلیے چار و ناچار یہی کہنا پڑیگا کہ انسان خالق جہان کے کام کا ہے ایسی خوبی اور اس اسلوبی پر ایسے ہی بڑے کام کے لئے ہوگا مگر ظاہر ہے کہ خداوند عالم کسی بات مین کسیکا محتاج نہین پھر انسان سے محتاج کا تو کیا محتاج ہوگا جسکی سب سے زیادہ محتاجگی اسی سے ظاہر ہی کہ زمین سے لیکر آسمان تک تمام عالم کی اُسکو ضرورت ہی اسلئے یہی کہنا پڑیگا کہ اُسکو بندگی اور عجز و نیاز کیلئے بنایا ہی کیونکہ یہی ایک ایسی چیز ہے جو خدا کے خزانہ مین نہین مگر چونکہ یہ عجز و نیاز خدا کے مقابلہ مین ہو افق تقریر بالا ایسا ہوگا جیسا طبیب کے سامنے بیمار کی منت و سماجت تو جیسے بیمار کی منت و سماجت کا یہ ثمرہ ہوتا ہی کہ طبیب اُسکے حال زار پر مہربان ہو کر چارہ گری کرتا ہی ایسے ہی انسان کی بندگی یعنے عجز و نیاز کی بدولت خداوند عالم اُسپر مہربان ہو کر اُسکی چارہ گری کیونکر نہ کریگا بہر حال تمام عالم انسان کے لئے ہی اور انسان عبادت کے لئے ہی اسلئے جیسے باین وجہ کہ گھوڑا سواری کے لئے اور گھاس و دانہ گھوڑے کے لئے ہی تو گھاس دانے کو بھی سواری ہی کے لئے سمجھتے ہین ایسے ہی باینوجہ کہ انسان عبادت کے لئے ہے اور تمام دنیا انسان کے لئے ہی تمام عالم کو بھی عبادت ہی کے لئے سمجھئے غرض مقصود اصلی پیدائش عالم سے عبادت ہی جو سامان حاجت روائی بنی آدم ہے اپنی

حاجت روائی مقصود نہین - اس قسم کے مضامین مولوی صاحب بیان کر رہے تھے جو میعاد معینہ ختم ہوگئی اسلیے مولوی صاحب تو بیٹھے اور پنڈت صاحب کھڑے ہوئے مگر ہم نے سنا ہے کہ منشی پیارے لال یا منشی مکتا پرشاد نے مولوی صاحب کے اس جواب کو سنکر یہ کہا جواب اسکو کہتے ہین یا یہ کہا جواب تو یہ ہوا مگر جو کچھ کہا بجا کہا خیر مولوی صاحب تو بیٹھے اور پنڈت دیانند صاحب موقع گفتگو پر تشریف لائے اور اپنے محاورات مین کچھ فرمانا شروع کیا مگر چونکہ انکی زبان مین الفاظ سنسکرت بہت ملے ہوئے تھے بلکہ اکثر جملے کے جملے سوا کے کے کا وغیرہ حروف ربط کے سنسکرت مین ہوتے تھے تو سوای دو چار آدمیون کے حاضران جلسہ مین سے انکے مطلب کو کوئی نہ سمجھا ہوگا ہان ایک دو بات اس قسم کی سمجھ مین آئین کہ جیسے کمہار گھڑا وغیرہ برتن بناتا ہے تو اول گارا ہونا ضرور ہے گارا نہو تو پھر برتن نہین بن سکتا ایسے ہی خدا نے جو اس عالم کو بنایا تو اسکا مادہ پہلے سے ہونا چاہیئے وہ بھی مخلوق ہو تو پھر عالم کا بنانا ایسا ہوگا جیسا بے گارے برتن بنائے غرض مادہ عالم قدیم ہے اور پھر قدیم سے عالم کا وجود ہے اور ہمیشہ ایسا ہی چلا جائیگا اور جیسا کہ پادری صاحب کہتے ہین کہ قدرت الٰہی سے نیست سے ہست ہوا یہ بات معقول نہین کیونکہ نیست کوئی چیز نہین اس سے کوئی چیز پیدا نہین ہوسکتی مگران دو ایک بات کے سوا اور کچھ کسی کی سمجھ مین نہ آیا یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ غرض پیدایش عالم انہون نے کچھ بیان کی یا نہ کی اور بیان کی تو کیا بیان کی ہان اور ون کے بیان سے اتنا معلوم ہوا کہ پنڈت صاحب اسوقت تناسخ یعنے آواگون کے بھی مدعی ہوئے خدا جانے اس دعوی کے لئے دلیل کیا پیش کی ہوگی الغرض اصل مطلب تو بوجہ دقت زبان معلوم نہ ہوتا تھا اسلئے مولوی محمد قاسم صاحب نے عین اسوقت جسوقت پنڈت صاحب تقریر کر رہے تھے اپنی کرسی سے اٹھکر آہستہ سے منشی اندر من صاحب سے یہ کہا کہ آپ اگر خود کچھ بیان نہین فرماتے تو یون ہی کیجئے کہ آدھے وقت مین تو پنڈت صاحب جو کچھ انکو بیان کرنا ہو

کر لیا کرین اور آدھے وقت مین آپ اُسکا ترجمہ کر دیا کرین جو ہم بھی کچھ سمجھین ورنہ پھر
نہ تسلیم کی کوئی صورت ہی نہ اعتراض کی کوئی جگہ مگر منشی صاحب نے اُسکے جواب مین یہ کہا
سچ تو یہ ہے کہ مجھکو کبھی لکچر دینے کا اتفاق نہین ہوا جو لوگ یہ کام کرتے رہتے ہین
اُنہین سے ہو سکتا ہے اس لیے مین معذور ہون خیر چار ناچار پنڈت صاحب نے
جو کچھ سُنایا سننا پڑا جب وہ فارغ ہوئے تو حسب ترتیب اول پادری اسکاٹ صاحب
پھر کھڑے ہوئے مگر باوجودیکہ وقتِ اعتراض تھا اپنی تقریر اول پیش کی جب پادری
صاحب اپنا کام کر چکے اور اہل اسلام کی نوبت آئی تو مولوی محمد قاسم صاحب نے
جناب مولوی محمد علی صاحب کی خدمت مین یہ عرض کیا کہ یہ نیاز مند تو پنڈت صاحب کی تقریر
کچھ سمجھا نہین اسلیے اب آپ ہی کو تکلیف کرنی پڑیگی اگر مین کچھ سمجھتا ہوتا تو انشاء اللہ تا مقدور
آپکو تکلیف نکرنے دیتا مگر مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا مین بھی پورا پورا نہین سمجھا مگر مولوی
محمد قاسم صاحب نے عرض کیا کہ مین کچھ بھی نہین سمجھا اسلئے مولانا محمد علی صاحب اُٹھے اور
یہ فرمایا کہ پنڈت صاحب کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ عالم ازلی ہی اور مادہ بھی قدیم ہے
اور پیدا کیا ہوا کسیکا نہین لازم آیا کہ مادہ واجب الوجود ہے پس دو واجب الوجود موجود
ہوئے اور توحید جاتی رہی علاوہ برین ضرورت تسلیم باری تعالےٰ کی کیا رہی سوا اسکے
یہ بات ظاہر ہے کہ عالم مرکب ہی اور ترکیب کے واسطے حدوث لازم ہی اس صورت مین قدم
عالم بالبداہتہ باطل ہی پھر پنڈت صاحب کھڑے ہوئے اور حسب بیان اہل فہم اول تو
اُنہون نے پادری صاحب پر بھی اعتراض سابق کیا بعد ازان اپنے اوپر کے اعتراض کا
جواب اس طور پر دیا کہ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے بیان کو ہمارے مقابل فریقون نے
اچھی طرح نہین سمجھا ہم صرف مادہ عالم کو قدیم کہتے ہین عالم کو قدیم نہین کہتے عالم کو اُس مادہ
سے خدا تعالےٰ نے ایجاد کیا ہی اور چونکہ ایجاد کرنیوالا عالم کا خدا تعالیٰ ہی اسلئے خدا تعالیٰ کے
ماننے کی ضرورت ہوئی کیونکہ مادہ سے خود بخود عالم پیدا نہین ہو گیا بلکہ پیدا کرنیوالا عالم کا

خدا تعالی ہی غرض خلاصہ بیان پنڈت صاحب یہ تھا اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ دس منٹ پورے
ہوگئے اسلئے پنڈت صاحب توچوکی سے اُترے اور یہ یاد نہین رہا کہ پھر کون کھڑا ہوا اثر تیب
مشار الیہ تو یون کہتی ہے کہ پادری صاحبون مین سے کوئی کھڑا ہوا ہو چنانچہ اتنا یاد ہے
کہ سوائے پادری اسکاٹ صاحب دیسی پادریون مین سی بھی بعض صاحب اُٹھے تھے مگر چونکہ
اُنکی تقریر قابل التفات نہ تھی تو کچھ یاد نہین رہا کہ اُنہون نے کیا بیان کیا اور کیا نکیا البتہ
اتنا یاد ہے کہ اسی اثناء مین ایکبار مولوی محمد قاسم صاحب پھر کھڑے ہوئے اور یہ فرمایا
کہ پنڈت صاحب جسکو مادۂ قدیم کہتے ہین اگر وہی وجود مذکور ہی جسکو ہمنے مادہ عالم قرار دیا
ہی تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ پنڈت صاحب بھی ہمارے ہی ہمصفیر ہوگئے اور اگر کچھ اور چیز ہی
یعنے خدا کی صفت اور اُسکی تجلی نہین بلکہ ایک امر مستقل اور خدا کی ذات سے منفصل ہی تو
وہ اگر مخلوق ہی نہین بلکہ اپنے آپ ہی موجود ہی تو وہ خود خدا ہوگا خدا اُسیکو کہتے ہین کہ خود بخود
موجود ہوا اپنے موجود ہونے مین اُسکو خالق کی ضرورت نہ ہو اور اگر مادہ مذکور مخلوق ہی تو پھر
اُسکے قدیم ہونے کی کوئی صورت نہین کیونکہ جو چیز اپنے آپ موجود نہین کسی دوسرے کے
موجود کرنیسے موجود ہی تو اُسکا وجود اُسکا خانہ زاد نہوگا اُسیکی عطا ہوگا جس نے اوسکو موجود کیا
اور اُسوقت اُسکی ایسی مثال ہوگی جیسے زمین اپنے آپ منور نہین آفتاب کے منور کرنے
سے منور ہوتی ہی تو اُسکا نور بھی عطاء آفتاب ہی ہوتا ہی مثل نور آفتاب خانہ زاد نہین ہوتا
الغرض اگر مادۂ مذکور مخلوق ہوگا تو یہ معنی ہونگے کہ خالق کے موجود کرنیسے موجود ہوا جسکا حاصل
یہ ہوگا کہ اُسکا وجود اُسکا خانہ زاد نہین بلکہ عطاء خالق ہی مگر چونکہ عطاء وجود مثل عطاء
نور مذکور بے اسکے متصور نہین کہ اُدھر سے وجود آئے اور جیسے آفتاب سے نور آکر زمین پر واقع
ہوتا ہے اُسپر وجود مشار الیہ آکر واقع ہو تو خواہ مخواہ ایک حرکت کا اُدھر سے اِدھر کو تسلیم کرنا
پڑیگا جسکا مبدأ اُدھر ہوگا اور منتہا اِدھر اور ظاہر ہے کہ حرکت کی وجہ سے جو چیز حاصل ہوتی
ہی اُسمین عدم اول ہوتا ہی اور وجود دوم یعنی حرکات مکانی اگر مثلاً ہوتی ہی تو کسی مکان تک

پہنچنے سے پہلے یہ شخص اُس مکان مین نہ تھا بعد حرکت وہ مکان اُس شخص کو میسّر آیا
اور یہ شخص اُس مکان مین آسمایا اسلیئے یہ کہنا پڑیگا اول وہ مادّہ موجود نہ تھا پھر
بوجہ عطاء مذکور موجود ہوگیا اور ظاہر ہے کہ یہ بات قدم کے مخالف ہی بلکہ اسیکو حدوث کہتے
ہین علاوہ برین ہر انقلاب کو حرکت لازم ہی یہی وجہ ہی انقلاب طلوع و غروب کو دیکھکر یہ
یقین ہوجاتا ہی کہ آفتاب متحرک ہے یا زمین متحرک ہے ورنہ خود آفتاب اور زمین کی حرکت قطع

(۱) مادّہ مذکور جسکو حکماء ہیولی کہتے ہین اگر مخلوق خداوندی ہی تو موافق قاعدہ مقررہ پنڈت صاحب کو ہر مخلوق کے لیئے مادّہ اور
ہیولی کی ضرورت ہی خود اُس مادہ اور ہیولی کے لئے بھی مادہ اور ہیولی ہوگا اور پھر اُس مادہ اور ہیولی کی نسبت بھی یہی کہا جائیگا
کہ اگر مخلوق ہی تو اُسکے لئے بھی موافق قاعدہ مشار الیہ مادہ اور ہیولی کی ضرورت ہی علے ہذا القیاس آگے تک چلے چلو
اگر اسیطرح یہ سلسلہ الی غیر النہایہ چلا گیا تب تو تسلسل محال لازم آیگا اور کہین ختم ہوگیا تو پنڈت جی کا یہ قاعدہ
غلط ہوجائیگا کہ مخلوقات کے لیے مادہ کی ضرورت ہی اور اگر مادہ مذکور مخلوق نہین تو خود خدا اور واجب الوجود ہوگا
کیونکہ جو چیز خود موجود ہو کسیکی مخلوق نہو تو اُسکا خدا ہونا اور واجب الوجود ہونا دونون ضروری ہین اور کیون نہو جو خود موجود ہو
وہ بھی خدا نہو تو اور کون ہوگا اور جسکا ہونا کسیکے ہونے پر موقوف نہو بلکہ اَور ونکا ہونا اُسپر موقوف ہو تو اُسکا ہونا بھی واجب
نہو گا اور کسکا ہونا واجب ہوگا ورنہ خدا کا ثبوت بھی پھر دشوار ہی خدا کی خدائی اِنہی سے معلوم ہوئی کہ اور ونکا وجود
مستقل نظر نہ آیا بلکہ اُنکا وجود کسی اور پر موقوف پایا اُس موقوف علیہ کو خدا اور واجب الوجود کہتے ہین خدا اسلیئے کہ وہ
خود موجود ہی اور واجب الوجود اسلیئے کہ موافق محاورہ عوام تو بوجہ توقف مذکور اُسکا ہونا واجب ہی اور موافق محاورۂ علماء
بوجہ لزوم ذاتی وجود جو فیما بین وجود خدا سے واجب الوجود ضرورت نسبت کو مقتضی ہی اُسکے وجود کا ضروری ہونا
حسب اصطلاح منطق لازم ہی کیونکہ جب باوجود تحقق اُسکا وجود عطاء غیر نہین یعنی مخلوق نہین تو پھر اُسکا وجود اُسیکا خانہ زاد
ہوگا اور وصف خانہ زاد کو یہ لازم ہی کہ موصوف کے حق مین اُسیطرح لازم ذات ہو جیسے زوجیت اربع کو لازم ہی اور ظاہر ہی کہ
لوازم ذات موصوف کے حق مین ضروری الثبوت ہوتے ہین اُنکا زوال اور انفصال ممکن نہین ہوتا مگر یہ ہی تو پھر وجود بھی ضروری
لیکن مادہ بھی واجب الوجود اور خدا ہوگا تو پھر توحید خداوندی جو بدلائل قاطعہ خطوط سابق مین ثابت ہوچکی ہی اور نیز سب کے مسلم
ہی یکلخت دبط ہوجائیگی اسلیئے یہ کہنا لازم ہی کہ مادہ عالم کوئی صفت خداوندی ہو تاکہ یہ قاعدہ بھی صحیح رہے کہ جیسے برتنو نکے لیے

نظر انقلاب مذکور سے آنکھونسے یا اور کسی طریقہ سے محسوس نہین ہوتی اور یہی وجہ ہی کہ علماء علم ہیئت مین
اس باب مین اختلاف ہی کہ آفتاب متحرک ہے یا زمین متحرک ہے اگر حرکت خود محسوس ہوتی تو یہ اختلاف کیون
ہوتا سبکے سب ایک ہی چیز کو متحرک کہتے الحاصل انقلاب حرکت پر موقوف ہی بے حرکت انقلاب متصور نہین
ورنہ انقلاب کو دیکھکر حرکت کا یقین نہوا کرتا مگر جس قسم کا انقلاب ہوتا ہی اُسی قسم کی حرکت ہوتی ہی اور
اُسی قسم کی حرکت سمجھ مین آتی ہی انقلابات طلوع و غروب وغیرہ چونکہ از قسم انقلاب مکانی ہین
تو حرکت مکانی کیطرف ذہن دوڑتا ہی یعنی مثلاً جب یون کہتے ہین کہ بعد صبح آفتاب طلوع ہوا تو
اُسکے یہی معنی ہوتے ہین کہ آفتاب مثلاً پہلے اور مکان مین تھا اب اُفق پر آگیا علے ہذا القیاس جب اُفق سے
گذر کر سر پر آفتاب آتا ہی تو اُسکے یہ معنی ہوتے ہین کہ آفتاب مکان اول سے جسکو اُفق کہتے ہین اس مکان مین
آگیا جسکو نصف النہار کہتے ہین مگر چونکہ یہ انقلاب مکانی ہی تو حرکت مکانی ہی ذہن مین آتی ہی حرکت کیفی
یا حرکت کمی یا حرکت وضعی سمجھ مین نہین آتی اسلئے انقلاب وجود و عدم کو حرکت وجودی اور حرکت عدمی لازم ہوگی
مگر مخلوق ہونا ایک انقلاب وجودی و عدمی ہی کیونکہ مخلوق اُسی کو کہتے ہین کہ پہلے نہ ہو اور پھر موجود ہو جائے اور ظاہر
ہے کہ یہ انقلاب وجودی و عدمی ہی جب اور انقلاب حرکت ہم جنس پر دلالت کرتی ہین تو یہ انقلاب کیونکر حرکت
ہمجنس پر دلالت نکریگا جسقدر اور انقلاب ہین وہ اسی انقلاب کے متضمن ہونیکے باعث انقلاب
کہلاتے ہین اگر یہ عام اور یہ مطلق اور انقلابات خاصہ اور مقیدہ مین ملحوظ اور ماخوذ نہو تو پھر اُن
انقلابونکا انقلاب ہونا بھی غلط ہی انقلاب مکانی کے یہی معنی ہین کہ پہلے ایک چیز اس مکان مین نتھی
اب اس مکان مین موجود ہوگئی غرض وہی ہونا نہونا جسکا حاصل وہی وجود و عدم ہی انقلاب مکانی
مین ملحوظ و ماخوذ ہوتا ہی اور اس سبب سے وہ انقلاب مذکور انقلاب کہلاتا ہی اسلئے یہ ضرور ہی کہ اس انقلاب
اعظم مین وہ بات بدرجہ اولی ہو جو اُن انقلابون مین بوجہ انقلاب ہوتی ہی مگر وہ کیا چیز ہے یہی حرکت ہی جسکا
ہمجنس انقلاب ہونا تقریر بالا سے روشن ہوچکا ہی لیکن حرکت مجانس انقلاب وجود و عدم وہ حرکت وجودی
و عدمی ہے اسلئے حرکت وجودی کا مخلوقات مین ماننا ہر عاقل کے ذمہ ضرور ہی اور اسوجہ سے اسکا تسلیم کرنا
لازم آتا ہی کہ جیسے حرکت مکانی مین ہر دم نیا مکان آتا ہی اور اُسکے سبب سے مکان اول جاتا ہی ایسے ہی

حرکت وجودی مین ہردم ایک نیا وجود آئیگا اور وجود سابق زائل ہوجائیگا جس سے ہردم ایک نئے عدم کا
آنا لازم آئیگا اس امتداد حرکت وجودی ہی کو زمانہ کہتے ہیں کیونکہ زمانہ سے اوپر امتداد کوئی ایسی چیز نہین جسمین مثل
حرکات و زمانہ ایک نئی بات ہو اسلئے یہ یقین کامل ہوتا ہی کہ زمانہ یہی حرکت وجودی ہی جو سب حرکات مین
اول اور سب سے اوپر ہی اور کیون نہو وجود سے اوپر کوئی اور چیز ہو تو البتہ حرکت وجودی سے اوپر بھی کوئی حرکت
ہو مگر ہر چہ باداباد جب حرکت وجودی واجب التسلیم ہوئی تو بانیوجہ کہ حرکت مین اول عدم اور پھر وجود آتا
ہے چنانچہ اوپر عرض کرچکا ہون اور نیز ظاہر ہے کہ زمانہ اور عالم کے لئے ابتدا کا ہونا تو ضروری ہی اور انتہا
کا ہونا ضروری نہین کیونکہ عدم سابق خود حد اول ہوجائیگا جسکا حاصل وہی ابتدا وجود ہی جو قدم
عالم کے بالکل مخالف ہی اور انتہا کی جانب مین چونکہ وجود ہی عدم نہین تو انتہا کا ہونا ضروری نہوا
ہان یہ بھی ضروری نہین کہ برابر وجود ہی چلا جائے اسلیے ابدیت یعنی مستقبل کی جانب ہمیشگی اور
انتہا دونون برابر ہوگئے اور عقل کی رو سے کوئی بات معین نہوئی فقط مدار کار مشاہدہ پر رہا یا اس بات
پر کہ ارادہ خالق و بانی عالم کا کیا ہی کیونکہ جیسے اُس مکان کا حال جو نیا بنایا جاتا ہی عقل سے معلوم نہین
ہوسکتا معلوم ہوتا ہی تو یا تو مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہی جو بالیقین بعد وجود میسر آتا ہی قبل وجود مکان
مشاہدہ نہین یا بنانے والے سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا بنائیگا اور یہ بات قبل وجود بھی ممکن ہی ایسے
ہی عالم کی یہ کیفیت کہ کہان تک بنتا جائیگا یا تو مشاہدہ سے معلوم ہوگی جو بالیقین آئندہ کی بات ہے
یا خدا کے بتلانے سے معلوم ہوگی مگر حسب تقریر وعظ شعار الیہ خدا تعالی بجز انبیاء علیہ السلام اور
کسیکو راز کی باتونکی اطلاع نہین کرتا اسلئے دربارۂ ابدیت و انتہاء عالم انبیاء کے بیان کی پابندی
ضرور ہی اُنہون نے بحوالہ خداوندی اطلاع کردی کہ ایک دن نہ ایک روز یہ عالم نیست و نابود ہوکر
پردہ عدم مین مستور ہوجائیگا اور پھر سبکو بعد مدت نئے سر سے پیدا کرکے اپنے اپنے کردار کو پہونچائین گے
اسی قسم کے مضامین مولوی صاحب بیان کر رہے تھے جو مدت معینہ بیان پوری ہوگئی اسلئے وہ تو بیٹھے
اور گمان غالب یہی ہی کہ اُنکے بعد پھر پنڈت جی کھڑے ہوئے کیونکہ موافق ترتیب درس اول بعد اہل اسلام
ہنود ہی کا نمبر تھا اور ہنود مین سوائے پنڈت صاحب اور کوئی صاحب اول سے آخر تک کھڑے ہی نہین ہوئے

جو اور کسیکا احتمال ہوتا اسلئے یہی گمان ہوتا ہی کہ بعد مولوی صاحب متصل ہی پنڈت صاحب
کھڑے ہوئے اگرچہ یہ بھی احتمال ہوتا ہی کہ عیسائیونکی طرف سے بعض دیسی پادری جو اس جلسہ مین کھڑے
ہوئے تھے اور ایسی لاطائل تقریرین کی تھین کہ جنکے سننے کو بھی اہل جلسہ مین سے کسیکا جی نہین چاہتا
تھا چہ جائیکہ یاد رہتین وہ بعد مولوی صاحب کھڑے ہوئے ہون مگر اتنا یقیناً یاد ہی کہ سب پچھلی تقریر جو
اس جلسہ مین ہوئی وہ پنڈت صاحب کی تقریر تھی اور یہ بھی یاد ہی کہ پنڈت صاحب ایک دوبار وقت
اعتراض عیسائیون پر اعتراض کر کے جب تقریر ختم کرنیکو ہوئے تو یہ کہا کہ کیا کہئے وقت ہو چکا ورنہ
مولوی صاحب کی بات کا بھی کچھ جواب دیا جاتا خدا جانے یہ اُنکا ارشاد واقعی تھا یا جیسا بظاہر معلوم
ہوتا تھا مولوی صاحب کی تقریر پر لاجواب ہوکر یہ چالی چلتے تھے مگر ہان اخیر تقریر مین جسکے بعد جلسہ
ہی برخاست ہو گیا مولوی صاحب کی تقریر پر یہ اعتراض کیا کہ اگر مادۂ عالم حسب تقریر مولوی صاحب
صفت وجود خداوندی ہو تو خدا کا برائی کے ساتھ موصوف ہونا لازم آئیگا کیونکہ مخلوقات مین بھلے برے
سب ہین اگر بھلونکا وہ مادہ ہی تو برونکا بھی وہی مادہ ہوگا اور اسلئے اُسکا برا ہونا لازم آئے گا
پنڈت جی تو یہ فرماکر فارغ ہوئے اور مولوی صاحب اُس چوکی پر پہنچے مگر چونکہ گیارہ بجگئے تھے یا بجنے
کو تھے تو پادریون نے فرمایا کہ بس جلسہ کا وقت ہو چکا مولوی صاحب نے فرمایا دو چار منٹ ہماری
خاطر سے اور ٹھیریئے بندۂ درگاہ جھٹ پٹ پنڈت جی کے اعتراض کا جواب عرض کئے دیتا ہی مگر
پادریون نے نہ مانا اسپر مولوی صاحب نے پنڈت صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ پنڈت صاحب فقط
آپ ہی بیٹھ جائین وقت جلسہ ہو چکا ہی تو کیا ہوا دو چار منٹ خارج از جلسہ ہی سہی مگر پنڈت جی
نے بھی نہ مانا اور یہ فرمایا کہ اب بھوجن کا وقت آگیا ہی اب ہم سے کچھ نہین ہو سکتا مولوی صاحب
نے دیکھا کہ پنڈت جی بھی نہین مانتے اور کیونکر مانتے انجام کار آغاز سے نظر آتا تھا تو بناچاری
مولوی صاحب نے منشی اندرمن صاحب کا ہاتھ پکڑکر یہ فرمایا کہ منشی صاحب پنڈت صاحب تو نہین سنتے
آپ ہی سنتے جائین اور یہ کہکر فرمایا مین اس اعتراض کا جواب ضمن[۱] مثال مین وقت بیان

---

[۱] بلکہ بصراحت یہ بات مدلل مرقوم ہو چکی تھی کہ بھلائی برائی مخلوقات کی خالق کیطرف عائد نہین ہوتی یعنے مخلوقات کی بھلائی برائی سے خالق کو بھلا برا نہین کہہ سکتے۔

اصل مطلب دے چکا ہون مگر پنڈت صاحب نے اسکا کچھ خیال نکیا اور جو اعتراض نکرنا تھا اُورون کے سُنانے کو کر گئے مین کہہ چکا ہون کہ مخلوقات کو خدا تعالیٰ اور اُسکے وجود کے ساتھ جو اُسکے حق مین بمنزلہ شعاعہاے آفتاب ہے ایسی نسبت ہے جیسے دہوپ کی تقطیعات مختلفہ کو جو روشندانون کے کینڈون اور صحن خانون کے پیمانون کے مطابق ہوا کرتے ہین آفتاب اور اُسکی شعاعون کے ساتھ ہوا کرتی ہے جس شخص نے اس مثال کو غور سے سُنا ہوگا کہ جیسے تقطیعات مذکورہ کی بھلائی بُرائی اور سوا اُنکے اور احکام مختلفہ اُنہین اشکال و تقطیعات تک رہتے ہین آفتاب اور نور آفتاب یعنی شعاع آفتاب تک نہین پہونچتی ایسے ہی مخلوقات کی بھلائی بُرائی خدا تعالےٰ اور اُسکے وجود تک نہین پہنچ سکتی اگر کوئی مثلث شکل کی دہوپ ہوگی تو بیشک اُسکے تینون زاویے ملکر دو قائمون کے برابر ہونگے اور اُسکے دو ضلع ملکر تیسرے خط سے بڑے ہونگے مگر ظاہر ہے ان باتون کو ذات آفتاب اور اُسکے اصل نور تک رسائی نہین آفتاب اور اُسکے نور مین نہ زاویہ نہ اضلاع جو یہ احکام اُسمین جاری ہون علےٰ ہذا القیاس مخلوقات کی تقطیعات[۱] کے احکام خدا تعالیٰ اور اُسکے وجود تک نہین پہونچ سکتے کیونکہ وہان نہ یہ تقطیعات نہ اُنکے لوازم جو بھلائی بُرائی کو جو اُسکے خواص مین سے ہین اُس تک رسائی ہو اور اس سبب سے اُسکا بُرا ہونا لازم آئے یہ کہکر فرمایا آپ پنڈت صاحب کو یہ جواب سُناوین منشی صاحب نے فرمایا شاید وہ اس مضمون پر اور کچھ اعتراض کرین مولوی صاحب نے فرمایا اس بات کا جواب پنڈت جی سے قیامت تک نہ آئیگا یہ کہکر مولوی صاحب تو مع رفقا اپنے ڈیرہ کی طرف چلدیئے اور منشی صاحب وغیرہ اپنی اپنی فرودگاہون کی طرف روانہ ہوئے مگر مولوی صاحب ابھی خیمہ تک نہ پہونچے تھے جو پادری نولس صاحب اور ایک اور ولایتی پادری جھپٹ کر آئے اور مولوی صاحب سے فرمانے لگے آج چار بجے کے بعد پادری اسکاٹ صاحب

---

[۱] مخلوقات کی بھلائی بُرائی جو خالق تک نہین پہونچتی اور دہوپ کی اشکال کے احکام جو آفتاب اور نور تک نہین پہنچتے تو اصل وجہ اسکی یہ ہے کہ فاعل اور فعل کے احکام تو مفعول تک جاتے ہین اور مفعول کے احکام فاعل کیطرف نہین آتے ورنہ فاعل مفعول اور مفعول فاعل ہوجاے اور سب کارخانہ اُلٹ جائے یہی وجہ ہے کہ نور آفتاب سے پاخانہ اور پیشاب رد فسن ہوجاتے ہین پر پاخانہ پیشاب سے نور آفتاب ناپاک نہین ہوتا ۱۲ منہ

درس دینگے آپ بھی اُس درس مین تشریف لائینگے مولوی صاحب نے فرمایا کل جو ہمنے آپ سے
ایک گھنٹہ کی اجازت لیکر ایک گھنٹہ تک اپنے مذہب کے فضائل اور اُسکی حقانیت خارج از جلسہ چار بجے کے
بعد بیان کیے تھے تو اسکی یہ وجہ ہوئی تھی کہ آپ جلسہ مین اتنا وقت نہ دیتے تھے کہ کوئی دل کھولکر
بیان فضائل کر سکے جب ہمنے آج آپکو وقت مین وسعت دیدی تو پھر خارج از جلسہ تکلیف کرنے سے
کیا فائدہ پادری صاحب نے فرمایا اب تو آپ مہربانی کر کے اس بات کو قبول ہی کرلین مولوی صاحب نے
فرمایا بہت بہتر اگر پادری صاحب درس دینگے تو ہم بھی انشاء اللہ سنین گے پادری صاحب نے پوچھا آپ
اعتراض کرینگے مولوی صاحب نے فرمایا اگر اعتراض کی اجازت ہوگی تو بیشک اعتراض کرینگے پادری صاحب
نے فرمایا اعتراض کے لئے آپکو کتنا وقت چاہیئے مولوی صاحب نے فرمایا وقت کی تحدید کے کیا معنی
پہلے سے کون شخص اپنے مطلب کو ناپ تول کر لاتا ہی جو اُسکے موافق وقت مقرر کیا جاے وقت اگر
مقرر کیا جاتا ہی تو اس اندیشہ سے کیا جاتا ہی کہ مبادا کوئی شخص مفت مغز زنی کرنے لگے اگر وقت
محدود نہ کیا جائیگا تو ایسا شخص بیوجہ مغز کھائیگا اور سوا اسکے کسیکو بولنے کی گنجایش نہ ملیگی مگر
آپ ہی انصاف سے فرمائین کہ مین کونسی بات لغو اور بیہودہ کہتا ہون جو آپ میرے لیئے وقت کو
محدود کرتے ہین پادری نولس صاحب نے فرمایا نہین آپ تو بیہودہ باتین نہین کرتے مولوی صاحب نے
فرمایا پھر کس لیئے آپ میرے واسطے وقت کو محدود کیے دیتے ہین پادری نولس صاحب نے فرمایا اچھا
آپکے لیئے وقت کی کچھ تحدید نہ ہی مگر دوسرے پادری صاحب نے کہا نہین وقت کو ضرور محدود کرنا
چاہیئے نہین تو ہر شخص یون جتنا چاہیگا بیان کیئے جائیگا پادری نولس صاحب نے مولوی صاحب
سے فرمایا اچھا آپکے لیئے بیس منٹ سہی اور اَور و نکے لیے دس منٹ اثناء راہ مین جب یہ فیصلہ ہو چکا
تو پھر سب صاحب اپنے اپنے ٹھکانے پر پہونچے اور قضاء حوائج اور ادا ء ضروریات مین مشغول ہوئے
کھانا کھا ہی رہے تھے جو موتی میان صاحب نے مولوی محمد قاسم صاحب سے فرمایا پادری اسکاٹ
صاحب آپکی تعریف کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اس شخص کی باتین بہت ٹھکانے
کی ہین یہ مولوی نہین یہ صوفی ہو لوی ہی مولوی سخاوت حسین صاحب سہسوانی وکیل عدالت دیوانی

بھی اُسوقت اتفاق سے آنکلے وہ بھی فرمانے لگے کہ پادری صاحب مولوی محمد قاسم صاحب کو
کہتے تھے کہ یہ شخص صوفی مولوی ہی ادھر اثناء جلسہ مین جب مولوی صاحب کھڑے ہوتے تھے تو تمام
جلسہ مین ایک سکتہ کا سا عالم ہو جاتا تھا اور جب مولوی صاحب کسی تقریر سے فارغ ہوتے تھے تو
اکثر صاحبون کی زبان سے صداے آفرین و تحسین سُنائی دیتی تھی غرض غلبہ جانب اسلام ایسا نمایان
تھا کہ بجز نا انصاف حاضران جلسہ مین سے کوئی شخص اُسکا انکار نہین کر سکتا شاید یہ ثمرہ اُنکسار
مولویصاحب اور دعاء اہل اسلام تھا مولوی صاحب نے جب سے شاہجہانپور کا ارادہ کیا تھا جس سے
ملتے تھے یا جسکو اہل دعا سمجھتے تھے استدعاء دعا کرتے تھے خود یہ کہتے تھے کہ ہر چند ہماری نیت اور
ہمارے اعمال اسی قابل ہین کہ ہم مجمع عام مین ذلیل و خوار ہون مگر ہماری ذلت و خواری مین
اس دین برحق کی ذلت اور اُس رسول پاک کی ذلت متصور ہی جو تمام عالم کا سردار اور تمام انبیاء
کا قافلہ سالار ہی اسلیئے خود بھی یہی دعا کرتے تھے اور اَور ونسے بھی دعا کراتے تھے کہ الٰہی ہماری
وجہ سے اپنے دین اور اپنے حبیب پاک شہ لولاک کو ذلیل و خوار مت کر اپنے دین اور اپنے حبیب
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت اور طفیل مین ہمکو عزت اور افتخار سے مشرف فرما۔ القصہ اہل
اسلام کو کھانے سے فارغ ہو کر نماز کا فکر ہوا بارہ بجتے ہی وضو کر کرا نماز کی ٹھیرائی نماز ظہر سے
فارغ ہی ہوئے تھے کہ جو ایک بج گیا اس لیئے دوسرے جلسے کے لیئے سب صاحب تیار ہوئے

کیفیت جلسۂ سوم بروز دوم

ایک بجتے ہی مناظر اور شائقان مناظرہ میدان مناظرہ کی طرف روانہ ہوئے اہل اسلام بھی اِدھر
سے بسم اللہ کر کے پہنچے گفتگو شروع ہونے سے پہلے منشی پیارے لال صاحب نے یہ کہا کہ مین چاہتا
ہون کہ صرف سوال اخیر پر مباحثہ ہووے اور باقی سوالات پر بحث ملتوی کیجائے وجہ اسکی
کچھ معلوم نہوئی مگر قرینہ اسبات کو مقتضی ہے کہ یہ بات فقط بنظر اتباع حضرات پادریان
نصاری تھی اُنہین کی طرف سے صبح کو یہ اصرار ہوا تھا کہ پہلے مسئلہ رابع مین گفتگو ہو جاے

سواسوقت مسئلہ رابع کے بدلے مسئلہ خامس کا لینا اس غرض سے ہوگا کہ بالکل راز نہ کھلجائے
غرض مسئلہ ثانی وثالث تو مسئلہ اول علوم حقائق وفلسفہ سے متعلق تھا پادریونکو بوجہ ناواقفیت
علوم مذکورہ انکی جواب ہی مشکل نظر آئی البتہ مسئلہ رابع وخامس فقط مذہب سے متعلق تھے اور انکے
بیان کا اکثر اتفاق رہتا ہی اسلیئے صبح کو تو اسپر اصرار رہا کہ مسئلہ رابع مین گفتگو ہو سوقت تو انکے پاس
نہ کوئی حجت اپنے اصرار کی نظر آئی اور نہ منشی پیارے لال سے ساز کی گنجایش ملی اس مہلت اور تنہائی
مین جو گیارہ بجے سے لیکر ایک بجے تک تھی کیا عجب ہے کہ منشی صاحب سے اس بات مین کہہ سن لیا ہو
ورنہ صبح تک تو منشی صاحب کا بھی یہی قول تھا کہ ترتیب وار سوالات معلومہ مین گفتگو ہو علاوہ برین
پہلے روز منشی صاحب کا بات بات مین پادریونکی تائید کرنا جسکی وجہ سے اہل اسلام خصوصاً مولوی محمد طاہر
صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب کو انکی شکایت کی نوبت آئی اور وہ ارتباط دلی جو منشی صاحب کو
پادریونکے ساتھ مشہور ہے اور مسائل مذکورہ کا حقائق وفلسفہ سے متعلق ہونا اور پادریونکا
ان علوم سے بے بہرہ ہونا زیادہ تر اس خیال کو مؤید ہے کہ ہونہو یہ پادری صاحبونکی ہی چالاکی
تھی باایں ہمہ پہلے روز پادری نولس صاحب کا بار بار یہ کہنا ہمکو زیادہ فرصت نہین آج
اور کل ہی ٹھیر سکتے ہین اور بھی اس خیال کے لیئے قرینہ صادقہ ہے اگرچہ اسوقت مولوی
صاحب نے کھلم کھلا یہ فرمایا کہ یہ بات ہمارے کہنے کی تھی باوجود افلاس وبے سروسامانی
قرض وام لیکر اپنی ضرورتون پر خاک ڈالکر ایک مسافت دور دراز قطع کر کے یہان تک پہنچے
پھر اس پر یہ قول ہے کہ جب تک حسب دلخواہ فیصلہ نہو جائیگا نہ جائینگے اور آپ صاحب تو
اسی کام کے نوکر آنے جانے مین کوئی دقت نہین اس کے کیا معنے کہ آپ کو فرصت نہین یہ
عذر کرتے تو ہم کرتے مگر اسپر بھی پادری صاحبونکو کچھ اثر نہوا اور کیون ہوتا قلت فرصت
کا بہانہ کر کے مباحثہ کو مختصر کر دینا اس سے آسان نظر آیا کہ اہل اسلام کے مقابلہ مین
مغلوب ہون اور کوئی عذر نہو آخر اہل اسلام کو کچھ پہلے دیکھے بھالے تھے اور کچھ
فی الحال دیکھا اور کیا عجب ہے پنڈت صاحب اور منشی اندرمن صاحب کی بھی یہی رائے ہو منشی:

اندرمن صاحب کا اول سے آخر تک نہ بولنا بلکہ باوجود اصرار مولوی محمد قاسم صاحب وضرورت بیان مطالب پنڈت صاحب انکا یہ کہدینا مجھکو کبھی لکچر دینے کا اتفاق نہین ہوا جو لوگ یہ کام کرتے رہتے ہین وُہین سے یہ کام ہوسکتا ہے بجز اس کے اور کس بات پر محمول ہوسکتا ہی کہ علاوہ شور غلبۂ اہل اسلام بہ نسبت سال گزشتہ اس سال مین پہلے روز اہل اسلام کی جودت طبعی اور خوش بیانی اور اُنکے مطالب کی خوبی اور تسلسل معانی آنکھون سے دیکھ چکے تھے اور پنڈت صاحب بھی اگرچہ مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی ابو المنصور صاحب کی حسن لیاقت کی داد دے چکے تھے مگر دنیا بامید قائم یون سمجھکر کہ شاید علوم حقائق اور علوم فلاسفہ کی طرف بوجہ فقدان اسباب توجہ علوم مذکورہ توجہ نہوا اور اس وجہ سے کیا عجب ہی کہ سوالات مذکورہ کے جواب مین رہجائین اور بہم باین وجہ کہ خود ہی ان سوالات کے مجوز ہین انکے جوابونکو مستحضر کر رکھا ہی میدان مناظرہ مین اہل اسلام سے گوے سبقت لیجائین اول سینہ سپر ہوگئے تھے مگر قدم عالم کے ابطال اور مادۂ عالم کے بیان کو اہل اسلام سے سنکر وہ بھی ٹھنڈے ہوگئے تھے غرض ان وجوہ سے عجب نہین کہ منشی اندرمن صاحب اور پنڈت دیانند صاحب بھی اسی طرف مشیر ہوئے ہون اور مشیر بھی نہوئے ہون تو مانع بھی نہوے ہون مگر ہرچہ بادا باد اُسوقت بمجبوری اہل اسلام کو یہی ماننا پڑا کہ اسوقت مسئلہ خامس ہی مین گفتگو ہوجائے لیکن اس ردّ و کد مین آدھا گھنٹہ گزر گیا اور چار بجنے مین فقط اڈھائی گھنٹے باقی رہ گئے اسلیئے یہ تجویز ٹھیری کہ یہ جلسہ ساڑھے چار بجے تک رہے اہل اسلام نے کہا خیر مضائقہ نہین ہم آج نماز عصر آدہ گھنٹہ بعد ہی پڑھ لینگے الغرض گفتگو شروع ہوئی اول پادری اسکاٹ صاحب کھڑے ہوئے اور سوال خامس یعنی اس سوال کے جواب مین کہ نجات کسے کہتے ہین اور نجات کا کیا طریقہ ہی ایک تقریر طویل بیان کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ نجات گناہون سے بچنے کو کہتے ہین مگر جب خدا تعالے نے یہ دیکھا کہ تمام عالم گناہون مین ڈوبا جاتا ہی تو خود مجسم ہوکر آیا اور عیسے مسیح کہلایا اور سب خلایق کا کفارہ ہونا یعنے بار گناہان بنی آدم اپنے سر پر رکھکر اُنکی

ف نجات کو سب جانتے ہین کہ مصائب سے بچ جانے کو کہتے ہین سو دیندار ونکو جس مصیبت پر نظر ہوتی ہی وہ عذاب آخرت ہی اسلیئے پادری صاحب کا یہ کہنا خالی غلطی سے نہین مگر ہان شاید مجازاً گناہون سے بچنے کو نجات اس لیئے کہدیا ہو کہ گناہون کے ذریعہ جس سے عذاب سے نجات متصور ہے یا پادری صاحب کی طلاقت لسانی ہو مگر ہرچہ بادا باد اپنی یاد کے موافق تو پادری صاحب نے یہی فرمایا جو درج اوراق کیا گیا ۱۲ منہ

سزا مین مصلوب ہوا اور پھر نعوذ باللہ ملعون ہو کر تین دن جہنم مین رہا اسلیئے سبکو لازم ہی کہ عیسے مسیح کی الوہیت پر ایمان لائین اور دین عیسائی اختیار کرین بدون اسکے نجات نہین اور گناہون سے بچاؤ نہین ہو سکتا ایک روز کا ذکر ہے کہ مین نے یہ دعا کی کہ اے عیسے مسیح میرے حال پر نظر عنایت فرما اسکے بعد میرے دل مین ایسا چین اور ٹھنڈک معلوم ہوئی کہ مین بیان نہین کر سکتا بالکل اور باتون سے دل پھر گیا ایسے ہی ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک شخص بڑا تندرست اور موٹا تھا جیسے[۵۱] ہمارے پنڈت جی اور وہ بڑا شریر تھا کبھی گرجا مین نہ جاتا تھا نہ انجیل سنتا تھا مین نے اُس سے کہا تو انجیل سنا کر اُسنے کہا مین کیون انجیل سنون اور کیون گرجا مین آؤن آخر کو مین نے اُسکو انجیل سنائی دو چار روز اُسکے دل پر ایسا اثر ہوا کہ خود بخود وہ میرے پاس آیا اور سب برائیان چھوڑ دین اور صدق دل سے نیک و صالح ہو گیا اور تمام لوگون مین یہ بات مشہور ہو گئی کہ فلان شریر آدمی نیک آدمی ہو گیا ادھر دیکھو جب تک عیسائیونکی عملداری ہندوستان مین نہین تھی ہندوستان مین کیسی کیسی غارتگری اور فتنہ و فساد اور رہزنی ہوا کرتی تھی جب سے عیسائیونکی عملداری ہوئی کسقدر امن و امان ہو گیا سونا اوچھالتے چلے جاؤ کوئی نہین پوچھتا دیکھو کتنی گناہون مین کمی آگئی یہ ایک بڑی دلیل ہی حقیت عیسائی مذہب کی۔ بعد اسکے پنڈت دیانند سرستی صاحب کھڑے ہوئے اور اُنہون نے بھی ایک تقریر طویل بیان فرمائی خلاصہ اُس تقریر کا بعض اُن صاحبونکے بیان کے موافق جو کسیقدر اُنکی زبان سمجھتے تھے یہ ہی کہ مکت یعنے نجات اسمین ہی کہ آدمی گناہون سے بچے اور نیک کام کرے اور پادری صاحب نے جو یہ بیان کیا کہ خدا تعالی مجسم ہو کر آیا خلائق کے گناہونکا کفارہ ہوا سراسر غلط ہی یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ وہ ذات پاک جسکی کوئی حد و نہایت نہین وہ ایک مٹھی مین آجاوے[۵۲] اور پادری صاحب جو اپنے مذہب کو گناہون سے نجات کا سبب سمجھتے ہین تو یہ صاف بے اصل بات ہی حضرت موسیٰ کو صاف حکم ہوا تھا کہ مکان مقدس مین جوتا اُتار کر آؤ ہمارے پادری صاحب بر عکس اُسکے جوتے کی جگہ ٹوپی اُتارتے ہین اور جوتا پہنے رہتے ہین اور بہت باتین برخلاف حکم خدا کے کرتے ہین اور اُنکو روا سمجھتے ہین بس ایسے مذہب مین نجات[۵۳] کسیطرح نہین ہو سکتی بعد اسکے مولوی محمد قاسم صاحب کھڑے ہوئے اور یہ فرمایا کہ نجات

[۵۱] یہ اشارہ پنڈت دیانند سرستی کی طرف تھا وہ بہت لمبے چوڑے موٹے تازے آدمی تھے ۱۲ [۵۲] مراد یہ تھی کہ مجسم وجود نہین ہو سکتا ۱۲ [۵۳] یعنی نجات بحوث عنہ یعنی جس نجات کا ذکر ہو رہا ہی ۱۲ منہ

قہر آلہی اور عذاب آلہی سے بچ جانے کو کہتے ہین مگر طریق حصول نجات بجز احتراز معصیت وگناہ اور کچھ نہین اسلیے یہ بات گناہ کے دریافت کرنے پر موقوف ہی پادری صاحب و پنڈت صاحب نے تو یہ فرمایا کہ نجات گناہون سے بچنے کو کہتے ہین یا نجات گناہون سے بچنے مین ہی مگر یہ نہ فرمایا کہ گناہ کسکو کہتے ہین گناہ کی دو چار مثالین اور دو چار قسمین تو مثل زنا و چوری وغیرہ بیان کین پر اُسکی تعریف کچھ بیان نہ فرمائی سو ہم اول تعریف گناہ بیان کرتے ہین سُنیے گناہ خلاف مرضی آلہی کو کہتے ہین اور طاعت موافق مرضی آلہی کا نام ہی مگر کل ہم عرض کر چکے ہین مرضی غیر مرضی تو ہماری بھی بے ہمارے بتلائے کسیکو معلوم نہین ہو سکتی اگر سینہ سے سینہ ملاوین بلکہ دل کو چیر کر دکھلاوین تب بھی دل کی بات نظر نہ آئے جب تک زبان نہ ہلائیے یا اشارہ سے اطلاع نہ فرمائیے تب تک مرضی غیر مرضی کی اطلاع دوسرونکو ممکن نہین باوجود کثافت اور اس ظہور کے کہ ہم جسمانی ہین یہ حال ہی تو خداوند عالم تو کمال ہی درجہ لطیف ہی اُسکے دل کی بات بے اُسکے بتلائے کسیکو کیونکر معلوم ہو سکتی ہی عقل نارسا کو اتنی رسائی کہان کہ اُسکے مافی الضمیر تک پہونچے عقل سے ہو سکتا ہی تو اتنا ہی ہو سکتا ہی کہ کسی بات کا حسن و قبح کسیقدر معلوم کرلے سو یہ بات بھی اول تو ہر بات مین متصور نہین جو عقل ہی کے بھروسے بیٹھ رہیئے دوسرے خداوند کریم گو علیم و حکیم ہی اور اسوجہ سے یہ اعتقاد ہی کہ نہ وہ اچھی بات سے منع فرمائے نہ بُری بات کا ارشاد فرمائے لیکن تاہم خدا ہی بندہ نہین حاکم ہے محکوم نہین عقل کا مطیع نہین عقل اُسکی مطیع ہی اس لیے اگر بالفرض وہ زنا کو حلال اور طاعت کو حرام کردے تو بیشک زنا طاعت اور طاعت گناہ ہو جاے بقول شخصے شعر گر طمع خواہد ز من سلطان دین ٭ خاک بر فرق قناعت بعد ازین ٭ اسلیئے بندہ کے ذمہ یہ ضرور ہی کہ مرضی غیر مرضی کے دریافت کرنے مین اُسی کی طرف نظر رہے اپنی عقل نارسا کو اس قصہ سے علیحدہ رکھے مگر ہم عرض کر چکے ہین کہ بادشاہان دنیا اس تھوڑی سی نخوت پر اپنا مافی الضمیر ہر کسی سے کہتے نہین پھرتے خداوند عالم اس تکبر اور بے نیازی پر جسپر اُسکی خدائی خود دلالت کرتی ہی کیونکر اپنے دل کی بات

یہی وجہ ہی کہ باوجود اس احاطہ کے کہ خداوند عالم تمام عالم کو محیط ہی آجتک کسینے اسکو نہ دیکھا حالانکہ احاطہ وجود سے جو اسیکا فیض ہی یہ بات عیان ہی کہ جیسے دھوپ اور آفتاب کے بیچ مین کوئی حجاب نہین ایسا ہی وجود عالم اور خداوند عالم کے بیچ مین

ہر کسی سے کہتا پھریگا یہان تو مخلوقیت سے لیکر انسانیت تک سب باتون مین اشتراک خدا اور مخلوقات مین تو کسی بات مین بھی اشتراک نہین اس لیے بادشاہان دنیا جیسے اپنے مافی الضمیر کی اطلاع اپنے مقربان خاص کے ذریعے سے کرا دیتے ہین ایسے ہی بلکہ بدرجہ اولےٰ خداوند عالم بھی اپنا مافی الضمیر بذریعہ مقربان خاص اورونکو سنا دیگا انہین مقربونکو ہم لوگ انبیا اور رسول کہتے ہین اس لیئے انبیاء علیہم السلام کے اتباع اور اقتدا ہی مین نجات منحصر ہوگی کیونکہ اس صورت مین اُنکی اطاعت خاص خدا کی اطاعت ہوگی اور اُنکی نافرمانی خاص خدا کی نافرمانی ہوگی مگر جیسے ہر زمانے مین ایک جدا حاکم ہوتا ہی پہلے زمانہ مین اگر لارڈ نارتھ بروک گورنر تھے تو آج لارڈ لٹن ہین پہلے اور کلکٹر تھا اب اور کلکٹر ہے ایسے ہی ہر زمانے مین مناسب وقت ایک جدا ہی نبی ہوگا جیسے آج کل لارڈ لٹن کے احکام کی تعمیل ضرور ہی لارڈ نارتھ بروک کے احکام کی تعمیل سے کام نہین چلتا ایسے ہی ہر زمانے مین اُس زمانہ کے نبی کے احکام کی تعمیل ضرور ہی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسے علیہما السلام کی بزرگی اور نبوت مسلم انکا منکر ہمارے نزدیک ایسا ہی کافر ہے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر ہمارے نزدیک کافر ہے علی ہذا القیاس سری رامچندر اور سری کرشن کو بھی ہم کچھ نہین کہہ سکتے پر آجکل نجات کا سامان بجز اتباع نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ نہین جیسے اس زمانے مین باوجود تقرر گورنر حال لارڈ لٹن گورنر سابق لارڈ نارتھ بروک کے احکام کی تعمیل پر اگر کوئی شخص اصرار کرے اور لارڈ لٹن کے احکام کی تعمیل سے انکار کرے تو باوجود اسکے کہ لارڈ نارتھ بروک بھی سرکار ہی کی طرف سے گورنر تھا اس وقت مین یہ اصرار بیشک منجملہ بغاوت اور مقابلہ سرکاری سمجھا جائیگا ایسے ہی اگر کوئی شخص اس زمانہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑکر اورون کا اتباع کرے تو بیشک اُسکا یہ اصرار اور یہ انکار از قسم بغاوت خداوندی ہوگا جسکا حاصل کفر والحاد ہی القصہ اسوقت اتباع حضرت عیسے وغیرہم ہرگز باعث نجات نہین ہو سکتا ہان حضرت عیسی وغیرہم اگر خاتم الانبیاء ہوتے تو پھر بیشک نجات اُنہین کے اتباع مین منحصر ہو جاتی لیکن ایسا ہوتا تو یالضرور حضرت عیسے سد باب ضلالت کیلئے دعوی خاتمیت کرتے تاکہ آئندہ

علاوہ بریں بوجود احکام حاکم بالادست حکام ماتحت کی احکام کی اطاعت اور احکام حاکم بالادست کی نافرمانی کی بیہودگی ہر عاقل پر روشن ہے فقط انصاف کی حاجت ہے منہ

کو لوگ اورون کے اتباع سے گمراہ نہو جاوین انبیاء کا یہ کام نہین کہ ایسے موقع مین چپکے بیٹھے رہین اور آدمیونکو گمراہ ہونے دین مگر سب جانتے ہین سواے حضرت رسول عربی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی نے دعوی خاتمیت نہین کیا اگر کرتے تو حضرت عیسے کرتے انہوں نے بجاے دعوی خاتمیت الٹا یہ فرمایا کہ میرے بعد جہان کا سردار آنیوالا ہی جس سے بروئے انصاف[۵۱] آشکارا ہی کہ وہ آنیوالا خاتم الانبیاء ہوگا کیونکہ تمام انبیاء اپنے اپنے رتبونکے موافق اُمتیون کے سردار اور اُنکے حاکم ہوتے ہین اور کیون نہون اُنکی اطاعت اُمتیون کے ذمے ضرور ہوتی ہے اس لیے جو سب کا سردار ہوگا وہ سب کا خاتم ہوگا کیونکہ وقت مرافعہ بادشاہ کا حکم سب مین آخر رہتا ہی یہ اُسکی خاتمیت حکومت خاص اسی وجہ سے ہے کہ وہ سب کا سردار ہوتا ہے الغرض اتباع محمدی اب تمام عالم کے ذمے لازم ہی انہون نے دعوے نبوت کے ساتھ دعوی خاتمیت بھی کیا اور وہ وہ معجزے دکھلائے کہ اورون کے معجزے اُنکے سامنے کچھ نسبت نہین رکھتے چنانچہ بطور مشتے نمونہ از خروارے کل بعض معجزات کی تفصیل اور انبیاء دیگر کے معجزات پر اُن کی فوقیت اور افضلیت ہم بیان بھی کر چکے ہین پھر اب اُنکے اتباع مین کیا تامل ہے خاصکر قرآن شریف[۵۲] ایک ایسا عمدہ معجزہ ہے کہ کوئی اُسکے برابر نہین ہو سکتا رہا ثبوت[۵۳] الوہیت یہ ایک ایسا عقیدہ مہمل ہے کہ کوئی عاقل تسلیم نہین کر سکتا ہمکو عقلاء[۵۴] فرنگ کی عقل پر بڑا افسوس آتا ہی

---

۵۱ انصاف کی قید اس غرض سے ہی کہ عیسائی بھی لاجواب ہو کر یہی فرمانے لگتے ہین کہ جہان کے سردار سے مراد شیطان ہو مگر اہل عقل و انصاف سمجھتے ہین کہ یہ کیسی ناانصافی ہے اگر یہی ہو تو ایسی ناانصافی اُن بشارتون مین بھی چل سکتی ہی جنکو بزعم خود نصاری حضرت عیسی کے حق مین سمجھے ہین ۱۲ منہ ۵۲ پہلے دن وعظ مین یہ بات ثابت ہو چکی ہی کہ جیسے علم عمل سے افضل ہو عمل اپنے ہونین علم کا تابع ہی ایسے ہی معجزات علمیہ معجزات عملیہ سے بڑھکر ہونگے اور چونکہ علم سے اوپر اور کوئی ایسی صفت نہین کہ جیسے علم ارادہ قدرت وغیرہ صفات پر حاکم ہی یعنے اُسکے کوئی صفت کسی کام کی نہین ایسے ہی علم پر وہ صفت حاکم ہو اسلیئے علم خاتم صفات حاکمہ ہوگا اور اسلیئے اس صفت کا اعجاز اُس شخص کو دیا جائیگا جو خاتم الانبیاء ہوگا یہی وجہ ہوئی کہ قرآن شریف سواے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور کسیکو نہین ملا ۱۲ منہ ۵۳ پھر اسپر یہ اور تماشہ ہی کہ یہ قیامت تک باقی رہنے والا ہی اور معجزون مین یہ بات کہان مخالفون کے اسکات کے لیے اس سے بڑھکر اور کون سی دلیل ہوگی اور ہر سند روایات اہل اسلام ایسی عمدہ کہ کسی مذہب و ملت مین یہ بات نہین بالجملہ جو وجہ ثبوت اور انبیاء کے اتباع اُنہی انبیاء کے نبوت کی نسبت ہو سکتے ہین اُس سے بہتر ہمسے لیتے جاوین دیتین روایتون سے عمدہ معجزات اور دلائل معجزات اور دلائل سے عمدہ ۱۲ منہ ۵۴ باوجود اس شہرت دانش کے ایسی غلطی کا باعث یہ ہی کہ ہمہ تن دنیا کی طرف مائل ہین سو جیسے آنکھ سے اُسی طرف دیکھ سکتے ہین جس طرف آنکھ ہو ایسے ہی عقل سے بھی اُسی چیز کو سمجھ سکتے ہین جس طرف عقل متوجہ ہو اور جب نصاری ہمہ تن دنیا کی طرف متوجہ ہوئے تو امور آخرت مین یون ہی ٹھوکرین کھائینگے کوئی تثلیث کا قائل ہی کوئی توحید و تثلیث دونونکا منکر ہے نرا ملحد ہے آجکل انگلستان مین خصوصاً اور تمام یورپ مین عموماً الحاد کا زور شور ہی لاکھون آدمی دہریہ ہین اور ہوتے جاتے ہین نہ خدا کو جانتے ہین نہ حضرت عیسے کو مانتے ہین فقط ہوا و ہوس کے پابند ہین نہ اُنکے نزدیک کوئی چیز حلال ہی نہ حرام نہ کوئی

کہ سب کے سب ایسی موٹی غلطی مین پڑے ہوئے ہین اور ون پر کیسے کیسے خفیف اعتراض کرتے ہین
جنکی جوابدہی کے لئے عقلاء کو تامل کی حاجت نہین اور اپنے آپ ایسے ایسے اعتراض سر پر لئے
بیٹھے ہین جنکا جواب قیامت تک نہین آسکتا افسوس ہزار افسوس وہ خداوند کریم جو ہر طرح سے
مقدس اور ہر وجہ سے بے نیاز اور تمام عیوب اور جملہ نقصانون سے پاک ہی اُسکو تو اس پیرایہ مین کہ
عیسے مسیح بنکر مجسم ہوا اور زمین پر آیا کھانے پینے بول و براز بھوک پیاس خوشی غم وغیرہ حوائج انسانی مین
مبتلا ہوا کہین سولی پر چڑہا کہین یہودیونکے ہاتھو نمین مقید ہو کر ایلی ایلی پکارا کہین معذب و ملعون ہو کر
اورونکے لئے کفارہ بنا کیا کیا کچھ برا بھلا کہہ لیتے ہین اگر کوئی شخص پادری صاحب کو چمار کہدے
تو ابھی مارنے مرنے کو تیار ہو جائین یہ کیسا ظلم صریح ہے کہ اپنے آپ کو ذرا بھی کوئی برا کہدے تو پھر
خیر نہین اور خداوند قدوس کو جو چاہین کہہ لین چمار اور پادری صاحب مین کیا فرق ہی وہ مخلوق اور خدا
کا محتاج تو پادری صاحب بھی مخلوق خدا اور خدا کے محتاج پادری صاحب انسان تو چمار بھی انسان
پادری صاحب کی دو آنکھین تو چمار کی بھی دو آنکھین پادری صاحب کی ایک ناک اور دو کان تو اُسکی
بھی ایک ناک اور دو کان انکے دو ہاتھ تو اُسکے بھی دو ہاتھ چمار کو بھوک پیاس لگتی ہی تو پادری
صاحب بھی اس بلا مین مبتلا ہین چمار کو بول و براز کی حاجت ہی تو پادری صاحب کو بھی یہ حاجت
ستاتی ہی غرض ذاتی باتون مین کچھ فرق نہین دونون یکسان ہین اگر فرق ہی تو دولت حشمت
وغیرہ خارجی باتون مین فرق ہے اس اتحاد پر تو پادری صاحب کو یہ نخوت ہی کہ چمار کہدیجے تو تھامے
نہ تھمین اور خدا تعالی کو بشر کے ساتھ کچھ اتحاد نہین بشر کو خدا کے ساتھ کچھ مناسبت نہین کچھ نسبت
نہین اُسکا وجود خانہ زاد بشر کا وجود اُسہی سے مستعار وہ خدا یہ بندہ اس پر خدا کو بشر کہے جائین
اور ہرگز نہ شرمائین افسوس کیسا ظلم صریح کرتے ہین اور ہرگز نہین ڈرتے عاقلان فرنگ کو کیا ہو گیا
اجتماع النقیضین اور اجتماع الضدین کا بطلان ایسا نہین جو کوئی نہ جانے پھر اسپر انسانیت اور الوہیت
کے اجتماع کی تسلیم مین کچھ تامل نہین یہ تو ایسا قصہ ہی جیسا یون کہیئے کہ ایک شے نور بھی ہی ظلمت بھی ہے
گرمی بھی ہی سردی بھی ہی موت بھی ہے حیات بھی ہے وجود بھی ہے عدم بھی ہی کیونکہ انسانیت

کو مخلوقیت اور احتیاج لازم اور الوہیت کو استغنا اور خالقیت ضرور ہی یہ دونون ضدین مجتمع ہوون تو کیونکر ہوون مگر اسپر بھی اپنی وہی مرغی کی ایک ٹانگ چلی جاتی ہے اگر انصاف سے دیکھئے تو شیطان فرعون و نمرود و شداد وغیرہ کی نسبت کسی بیوقوف کو گمان الوہیت ہو تو اتنا البعید از عقل نہین جتنا حضرت عیسے اور دیگر انبیاء کرام یا اولیاء عظام کی نسبت یہ خیال خام دور از عقل ہے کیونکہ حضرت عیسے وغیرہ انبیاء اولیاء تو برابر ساری عمر اپنی عبودیت اور عاجزی کا اقرار کرتے رہے اور سجدہ وغیرہ اعمال بندگی جنسے انکار الوہیت مثل آفتاب نمایان ہی بجالاتے رہے ہان شیطان فرعون نمرود وغیرہ البتہ مدعی الوہیت ہوئے اور کبھی وہ کام نہ کیا کہ جس سے بندگی کی بو بھی آئے اُن کو اگر کوئی نادان خدا سمجھے تو خیر سمجھے پر اُس شخص کو خدا سمجھنا جو خود مقر عبودیت ہو طرفہ ماجرا ہی حق یہ ہی کہ آج کل کے عیسائی حقیقت مین عیسائی نہین واقعی عیسائی اگر ہین تو محمدی ہین حضرت عیسیٰ کے جو عقیدے تھے وہ محمدیون کے عقیدے ہین وہ بھی خدا کو وحدہ لاشریک لہ کہتے رہے اور کبھی تثلیث کا دعویٰ نہ کیا محمدی بھی یہی کہتے ہین حضرت عیسے بھی اپنے آپ کو بندہ سمجھتے رہے چنانچہ انجیل موجود ہے محمدی بھی اُنکو بندہ ہی سمجھتے ہین علاوہ برین اُنکی شان مین ہرگز کسی قسم کی گستاخی نہین کرتے نہ اُنکی نسبت ملعون ہونے کے خیال کو دل مین جگہ دیتے ہین اور نہ احتمال عذاب کو اُنکی نسبت ممکن الوقوع سمجھتے ہین بلکہ جو شخص حضرت عیسے کی نسبت اس قسم کے عقیدے رکھے اُسکو دشمن دین و ایمان اور بے دین اور بے ایمان سمجھتے ہین اور حضرات نصرانیون کا یہ حال باوجود مخالفت اعتقاد یہ سب کچھ گستاخیان بھی کیے جاتے ہین اور پھر اپنے آپ کو عیسائی کہے جاتے ہین کبھی یہ ترقی کہ خدا بنا دیا کبھی یہ تنزل کہ عذاب مین پہنچا دیا آپ پادری صاحب انصاف فرمائین کہ حضرت عیسیٰ کا اتباع ہم کرتے ہین یا وہ کرتے ہین باقی رہا پادری صاحب کا یہ فرمانا کہ عیسائی عملداری سے پہلے ہندوستان مین یہ لوٹ مار تھی کہ چورون قزاقون سے بچنا ایک امر محال تھا اور جب سے عیسائی عملداری آئی جب سے یہ امن و امان ہی کہ سونا اُچھالتے چلے جاؤ کوئی شخص یہ نہین پوچھتا کہ تم کون ہو اس ارشاد سے مجکو کمال درجہ حیرت ہے اگر یہ بات اور کوئی صاحب فرماتے تو فرماتے پادری اسکاٹ صاحب کی معقول دانی پر یہ استدلال کمال

تعجب انگیز ہے مینے تو جب یہ سُنا تھا کہ پادری صاحب معقول مین ماہر ہین صلہ تصنیف مین
منطق مین سرکار سے پانسو روپیہ انعام پا چکے ہین یون منتظر تھا کہ دیکھیے کیا کچھ ہونگے مگر انہون نے
ایسی بات کہی کہ کوئی معقول دان ایسی بات نہ کہے کیا پادری صاحب نے کتب منطق مین یہ نہین دیکھا
استدلال انی ناتمام ہوتا ہی وضع تالی منتج وضع مقدم نہین ہوتی آثار سے موثر پر استدلال نہین ہو سکتا
پتھر کو گرم پائین تو یہ نہین کہہ سکتے کہ آگ ہی سے گرم ہوا ہی یہ بھی تو احتمال ہی کہ آفتاب سے گرم ہو گیا
ہو الغرض اثر کیجانب عموم کا احتمال ہوتا ہی اسلئے اُنکے وسیلہ سے کسی خاص موثر پر استدلال نہین ہو سکتا
پھر پادری صاحب نے یہ کیونکر کہدیا کہ یہ امن و امان عیسائی عملداری ہی کی برکت ہی نہین اس امن و
امان کی علت بجز پاس ملک آرزوے ترقی تجارت اور کچھ نہین مذہب سے اس بات کو کچھ علاقہ نہین ادھر ہم
دعوی کرتے ہین کہ ہمارے خلفاء کے زمانہ مین وہ امن و امان تھا کہ کبھی نہوا نہو اگر یہی بات دلیل حقانیت
مذہب ہی تو دین محمدی بدرجہ اولے حق ہوگا علاوہ برین کچھ گناہ اس چوری اور قزاقی ہی مین منحصر نہین
جو یہ خیال ہو کہ ببرکت دین عیسوی گناہون سے نجات میسر آگئی انجیل و توراة مین خنزیر کی حرمت
موجود ہی ہم دعوی کرتے ہین کہ اہل اسلام مین سے کوئی شخص سور کا گوشت نہین کھاتا جو اس جرم کا الزام
اُسکے سر آئے اور نصرانیون مین شاید ایسا کوئی ہو جو اس گناہ سے بچا ہوا ہو توراة انجیل مین شراب کی
ممانعت موجود ہی اور ہم دعوے کرتے ہین کہ اہل اسلام مین بہت کم اس بلا مین مبتلا ہونگے اور نصرانیون مین
بہت کم آدمی اس بلا سے بچے ہوئے ہون گے علی ہذا القیاس سرکار کی عملداری مین زنا کی جسقدر
کثرت ہوئی ہی اسقدر کبھی نہوئی ہوگی جسپر خاص لندن اور انگلستان کا حال تو پوچھئے ہی نہین
کیا پادری صاحب کو لندن کے اخبارون کی ابتک خبر نہین کہ وہ کیا لکھتے ہین ہر روز کئی سو بچے
ولد الزنا پیدا ہوتے ہین اور صبح کو راستون پر پڑے ہوئے ملتے ہین یہ باتین گناہ نہین تو اور کیا ہے
علی ہذا القیاس اور بہت سی ایسی باتین ہین جو از روئے توراة و انجیل ممنوع ہین اور نصرانیون مین
مروج ہین پھر کیونکر کہدیجے کہ ببرکت دین عیسوی ہندوستان سے چوری قزاقی اسلئے موقوف
ہو گئی کہ اس دین کا اثر یہی ہی کہ گناہون سے آدمی محترز ہو جائے اس تقریر مین وقت تقریر ختم ہو گیا

ف ۱ اور کیونکر نہو جہان عورتون کو طلاق دینی دشوار ہو کا پرواہ زنا پر کوئی سزا نہین اور جب عملداریون مین اس جرم کی کچھ سزا ہی نہ ہے ۱۲ منہ

کو مخلوق [illegible] مولوی صاحب تو بیٹھے اور پادری محی الدین پشاوری کھڑے ہوئے اول تو مولوی صاحب کیطرف تو کیونکہ [illegible] کر یہ فرمایا کہ آپنے کل بھی بعض کلمات سخت کہے تھے اور آج بھی آپنے بعض کلمات سخت بیان کیے فرعون [illegible] تھا کہ پہلے دن تو مولوی صاحب نے الحاقات انجیل کو وقت اثبات تحریف تول و براز سے تشبیہ دی اور اسوقت پادری صاحب کو چمار سے تشبیہ دی گئی اسپر غالباً مولوی صاحب نے اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے یہ فرمایا کہ یہ گستاخی نہین مثال فرضی مین گستاخی نہین ہوتی خیر یہ تو اوپر کی بات تھی پادری صاحب نے شکایت گستاخی کے بعد بلکہ اس گستاخی کی پاداش مین کسیقدر تیز و تند یعنی چین بجبین ہوکر اور یہ فرماکر کہ ہم تمہارے سن و سال کا لحاظ کرتے ہین یہ فرمایا کہ آپ جو حضرت عیسی کی اُلوہیت پر اعتراض کرتے ہین دیکھئے تمہاری ہی کتاب روضۃ الانبیاء مین جسکے مصنف کا نام ریاض الدین رومی ہے اور وہ کتاب اہل اسلام کے نزدیک معتبر ہے حضرت عیسیٰ کی اُلوہیت کو خوب ثابت کیا ہے اور یہ کہکر ایک عبارت عربی بیسر و پا نہ الفاظ صحیح نہ اعراب ٹھیک نہ کلمات مین ربط بنام نہاد حدیث بیان کی ہر چند وہ عبارت بجنسہ یاد نہین رہی پر اتنی بات یاد ہے کہ اول اُنہون نے عبداللہ بن عمر عین کے پیش اور رے کی تنوین کے ساتھ کہہ کے واقفان عربیہ کو ہنسا لٹا کر ایک عبارت پڑھی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر نے ایک شخص سے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ سوائے خدا کسی کو سجدہ نکرنا چاہیئے مگر حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو لوگون نے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ آپنے فرمایا حضرت آدمؑ مین شان الوہیت تھی یہی وجہ تھی کہ فرشتون نے اُنکو سجدہ کیا اور حضرت عیسیٰؑ کی شان مین اللہ جلشانہ فرماتا ہے ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی مین بھی شان اُلوہیت ہے اسلئے اُنکو سجدہ کرنا چاہیئے اور اگر مین اُنکے سامنے ہوتا تو اُنکو سجدہ کرتا غرض اس قسم کے کلام بے سر و پا بیان فرماکے یہ فرمایا کہ ہم حضرت عیسیٰؑ کو انسان کامل اور معبود کامل دونون کہتے ہین اور اُن مین دونون وصف انسانیت اور اُلوہیت پورے پورے ہمارے عقیدہ کے موافق موجود ہین اوصاف قدوسیت اور بے نیازی تو جہت اُلوہیت سے اُن مین موجود تھی اور حاجت بول و براز بھوک پیاس وغیرہ منافیات قدوسیت وغیرہ جہت انسانیت سے اُنمین موجود تھی یہ اوصاف منافیت قدوسیت

اُنہین جہت انسانیت سے تھے نہ جہت الوہیت سے اور حاضران جلسہ مین سے ایک صاحب کا بیان یہ بھی بیان ہی کہ یہ بات انہین پادری صاحب نے اسوقت فرمائی تھی کہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت کی دلیل ایسی مثال ہی جیسے لوہے کو آگ مین گرم کر لیجے تو وہ بھی ایک آگ ہی بن جاتا ہی مگر راقم الحروف کو یہ یاد نہین آتا کہ یہ بات کسنے کہی تھی مگر ہر چہ بادا باد پادری صاحب تو زور مار کر بیٹھے اور مولوی محمد قاسم صاحب کھڑے ہوئے اول تو یہ فرمایا کہ وہ ریاض الدین رومی بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ محی الدین پشاوری ہین آپکی شکل و صورت بھی مسلمانون ہی کی سی ہی نیچی ڈاڑھی کرتہ پہنے ہوئے ہین نام بھی مسلمانون ہی کا سا ہی آپکو بھی کوئی دیکھے اور نام سُنے تو مسلمان ہی سمجھے وہ بھی ایسے ہی ہونگے یہ بات پادری صاحب پر ایسی پھبی کہ دیکھنے والے ہی جانتے ہین اُسوقت پادری صاحب کو خلاف توقع شرمانا ہی پڑا پھر مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ اہل اسلام اس کتاب اور اس مصنف کو جانتے بھی نہین قرآن شریف کی آیت یا صحاح ستہ وغیرہ کی روایت ہوتی تو البتہ موقع بھی تھا یہ کتنی ناانصافی ہی کہ اپنی طرف سے ایک روایت بنالی اور اُسپر اہل اسلام سے مقابلہ کو آموجود ہوئے اگر یہی انداز ہے کہ کسی کے بزرگونکے نام کوئی عبارت یا روایت لگالی اور مقابلہ کو آپہونچے تو پھر اہل اسلام کو بھی بہت گنجایش ہے، یہان اگر اس روایت کو پادری صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے حضرت عیسےٰ کی الوہیت ثابت کرتے ہین تو ہم بدستاویز انجیل برنباہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ثابت کرینگے انجیل برنباہ مین صاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت موجود ہی غرض اگر روایت مشارالیہ سے حضرت عیسی کی الوہیت ثابت ہوتی ہی تو انجیل برنباہ کی آیت بشارت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ثابت ہوتی ہی پھر کیا انصاف ہے کہ ہمپر تو ایسی روایات سے الزام لگانے کو طیار ہین اور آپ انجیل برنباہ[1] کی آیت کو نہ مانین علاوہ برین یہ عبارت ہی خود اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ یہ روایت جعلی ہی نہ الفاظ صحیح ہین نہ اور کوئی بات ٹھکانے کی ہی اہل زبان کا یہ کام نہین کہ ایسی مہمل عبارت[2] انکا منہ سے نکالین اسکے موضوع ہونیمین کچھ شک و شبہہ نہین ہمکو الزام دینا منظور ہی تو ہماری کتب معتبرہ

[1] منجملہ حواریان عیسےٰ ایک حضرت برنباہ بھی ہین ایک انجیل اُنکی طرف بھی منسوب ہی جیسے اناجیل مشہورہ حضرت یوحنا وغیرہم کی طرف منسوب ہی اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت موجود ہی نصرانی اسی قسم کی

[2] باتو یکے لحاظ سے اسکو جعلی بتلاتے ہین حالانکہ قدیمی انجیل اور مشہور کتاب ہی اور روضۃ الانبیا کو تو اہل اسلام مین سے کوئی جانتا بھی نہین بلکہ اس روز سے پہلے کبھی اہل اسلام کے کان مین یہ روایت پڑی ہی نہین ۱۲ منہ

سے دینا چاہیئے قرآن شریف کی آیت لائیے یا صحاح ستہ وغیرہ کتب معتبرہ مشہورہ احادیث کی روایت دکھلائیے ہماری تمام کتب معتبرہ مشہورہ مین سجدۂ غیر کی ممانعت اور حضرت عیسے علیہ السلام کے بندہ ہونیکا دعوی ایسا کھلا کھلا بکثرت لکھا ہی کہ سب جانتے ہین کوئی مذہب ایسا نہین کہ اہل اسلام کے اس اعتقاد اور اُنکے تمام کتب کی شہادت اس اعتقاد پر نہ جانتا ہو غرض قرآن شریف اور تمام کتب احادیث جو ماخذ اعتقاد اہل اسلام ہین حضرت عیسے کے بندے ہونے اور خدا نہونے سے مالا مال ہین پھر کس مُنہ سے پادری صاحب نے اس روایت کو پیش کیا اپنے گھر کی خبر نہین کہ انجیل برنباس کیا کہتی ہے باقی یہ جو پادری صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسے مجمع الجہتین ہین انسان کامل بھی ہین اور معبود کامل بھی جہت انسانیت سے اکل و شرب مرض موت بول براز انکو لاحق تھے اور بے نیازی وقدوسیت وغیرہ جہت اُلوہیت سے انکو حاصل تھی سو یہ ایک ایسی مہمل بات ہے کہ کوئی عاقل اسکو قبول نہین کرسکتا جیسے باپ بیٹا اور بیٹا باپ نہین ہوسکتا ایسے ہی بندہ خدا اور خدا بندہ عابد معبود اور معبود عابد نہین ہوسکتا وہ محال ہی تو یہ بھی محال ہے اور اگر بالفرض محال یہ احتمال تسلیم بھی کیا جائے خدائی اور بندگی دونون حضرت عیسے مین مجتمع مان لیجاوین تو باین لحاظ کہ اس صورت مین الہ اور انسان ایک ذات واحد عیسوی ہوگی اور یہ دونون حسب زعم نصارے اُن مین حقیقی ہونگے تو انسانیت کے عیوب اور نقصانات سب کے سب جہت اُلوہیت کو لاحق ہونگے اور ایسی صورت ہوجائیگی جیسے کرتہ انگرکھہ وغیرہ کرتہ انگرکھہ وغیرہ بھی ہوتا ہے اور کپڑا بھی ہوتا ہی انگرکھہ وغیرہ اگر ناپاک ہوجائے تو کپڑا بھی ناپاک ہوجاتا ہے اور کپڑا اگر ناپاک ہوجائے تو انگرکھہ وغیرہ بھی ناپاک ہوجاتا ہی غرض اگر ایک ناپاک ہوجاتا ہی تو دوسرا بھی ساتھ ہی ناپاک ہوجاتا ہی وہ ہرگز پاک نہین رہ سکتا اگر اسیطرح بالفرض والتقدیر اُلوہیت اور انسانیت ذات عیسوی مین مجتمع ہوجائین تو عیوب انسانیت خواہ مخواہ اُلوہیت کو لاحق ہونگے وہ اُن عیوب سے منزہ نہین رہ سکتے یہانتک تو اُن باتونکے جواب ہین جنکو ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ پادری محی الدین نے بیان کی تھین رہی وہ بات جس مین ہمکو شک ہے کہ قائل اسکا کون تھا یعنی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ کی اُلوہیت کی صورت ایسی ہی جیسے لوہے کو

آگ مین تھوڑی دیر ڈالے رکھتے ہین تو وہ بھی آگ بنجاتا ہی اس بات کے جواب مین خواہ پادری
محی الدین کی کہی ہوئی ہو خواہ کسی اور کی غالباً مولوی صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اس مثال سے صاف
یہ بات عیان ہی کہ خدا ایک ہے متعدد نہین اور حضرت عیسے بندہ ہین خدا نہین وجہ اسکی یہ ہی کہ لوہا دیکھنے
مین ظاہر پرستون کو ہمرنگ آتش نظر آتا ہی پر حقیقت مین اسوقت بھی وہ لوہا لوہا ہی رہتا ہی آگ نہین
ہوجاتا ہی فقط پرتوہ آتش سے اسکا رنگ بدلجاتا ہی یہی وجہ ہی کہ آگ سے علحدہ کریجئے تو پھر وہ لوہا اپنی
اصلی حالت پر آجاتا ہی اگر واقعی آگ ہوجایا کرتا اور انگارونکی طرح ساتھ رہتا یا علحدہ ہوتا تو دونون
حالتون مین یکسان رہتا اور شاید اسی اعتراض کے وقت بمجرد سننے کے مولوی صاحب نے کرسی
سے کھڑے ہوکر یہ کہدیا تھا کہ دیکھئے پادری صاحب اسوقت تثلیث سے انکار کرتے ہین اور مین
جانتا ہون کہ وجہ اسکی یہی تھی جو اوپر مذکور ہوئی اسکے بعد مولویصاحب بیٹھے پر کسی پادری صاحب کو
یہ حوصلہ نہوا کہ ان اعتراضونکا جواب دیتا یا ان جوابون پر نقض کرتا جو مولویصاحب سے سنے تھے
ہان اتنا ہوا کہ پادری نوئس صاحب کھڑے ہوئے اور دیر تک چلا چلا کر اپنے مذہب کے فضائل
بے دلیل بیان کرتے رہے یا وہی پہلے مضمون اعادہ کرتے رہے بلکہ الفاظ کا پھیر تھا ورنہ اسی تقریر
اول کا اعادہ تھا کوئی نئی بات بھی نہ کہی چہ جائیکہ اعتراضونکا جواب دیتے غرض پھر کوئی ایسی بات
کسی نے نہ کہی جو سننے سنانے کے قابل ہو بجز سمع خراشی اور کچھ نتھا البتہ قابل بیان دو باتین اور تھین
جنکا وقت اور موقع یاد نہین رہا فقط وہ باتین یاد رہ گئی ہین ایک تو یہ کہ کسی موقع مین پادریون
کیطرف سے صبح کے جلسہ مین یا تیسرے پہر کے جلسہ مین کسی نصرانی نے اتفاقاً شیطان کا ذکر کیا
تھا اور غالباً غرض یہ ہوگی کہ گناہ کا باعث شیطان ہی اسپر پنڈت صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ دنیا کے
بادشاہ بھی اتنا تو انتظام کر لیتے ہین کہ اگر انکے ملک مین کوئی لٹیرا یا قزاق کھڑا ہوجاتا ہی تو
اسکو گرفتار کر لیتے ہین اور قتل کرا دیتے ہین اور یہ تو کوئی بادشاہ بھی نہین کرتا کہ اپنے ملک مین
ڈاکو اور قزاق اپنی طرف سے چھوڑ دے کیا خدا کی طرف یہ گمان ہوسکتا ہی کہ وہ اپنے ملک مین دین کا
قزاق چھوڑ دے اور اسکو اسی کام پر مقرر کردے اسکو تو یہ مناسب تھا کہ اگر بالفرض و التقدیر ایسا ہوتا

بھی تو اُسکو گرفتار کرا لیتا نہ یہ کہ اُلٹا اپنی طرف سے اُن کام کے لیئے اُسکو مقرر کرتا اسکے بعد
پادری نولس صاحب نے یہ فرمایا تھا اگر پنڈت جی شیطان کا انکار کرتے ہین تو یون کہو کہ یہ سب بُرائی
خدا تعالے کرتا ہی کیونکہ اس صورت مین کم سے کم اتنا تو کہنا پڑیگا کہ ایسے بُرے آدمی خدا نے پیدا
کیئے جنسے بُرے کام ظہور مین آئے غرض اگر شیطان کو نہ مانا جاے اور بُرائی کو آدمیونکے حق مین فرائی
کہی جاے تو یہ بُرائی دور تک پہنچیگی کیونکہ اسوقت بُرائیونکا خالق خدا کو کہنا پڑیگا دوسرے ایک اور بات
بھی ایسی ہی ہی کہ اُسکا موقع یاد نہ رہا جسکی وجہ سے اُسکے لکھنے کا اتفاق نہوا اور حقیقت مین لکھنے
کے قابل ہی وہ یہ ہی کہ پادریون مین سے کسی نے کسی بات کے بیان مین کہین جنت کا ذکر کر دیا تھا
اُسپر پنڈت صاحب نے یہ فرمایا تھا کوئی بتلائے تو جنت کہان ہی اسپر مولوی محمد قاسم صاحب نے
اپنی جاے پر بیٹھے ہوئے یہ فرمایا کہ پنڈت صاحب اگر ہمکو وقت تقریر دیا جائیگا تو انشاء اللہ ہم آپ کو
بتلا دینگے مگر اُسکے بعد پھر وقت ہی نملا بلکہ پادری نولس صاحب کے خاموش ہونیکے بعد جو مولوی محمد قاسم
صاحب کھڑے ہوئے تو پادریون نے ایسی ہٹ دھرمی کی جسکا کوئی ٹھکانا نہین تفصیل اس اجمال کی
یہ ہی کہ ہنوز چار بجنے مین بھی کسیقدر دیر تھی اور یا این وجہ کہ شروع جلسہ مین آدھ گھنٹہ اس تکرار مین
ضائع ہو گیا تھا کہ اسوقت کون سے سوال پر بحث ہونی چاہیئے یہ ٹھیر گئی تھی کہ آدھ گھنٹہ چار کے
بعد بڑہا دیا جائے اور اہل اسلام نے بھی یہ کہہ لیا تھا کہ خیر آج ہم ساڑہے چار بجے ہی نماز پڑہ لینگے
ابھی آدھے گھنٹے کی اور گنجایش تھی مگر اسپر بھی پادری لوگ کھڑے ہو گئے اور یہ کہا جلسہ کا وقت ختم
ہو گیا مولوی صاحب اور موتی میان صاحب اور نیز اور اہل اسلام نے ہر چند اصرار کیا کہ زیادہ نہین
دو چار منٹ جو چار بجنے مین باقی ہین اُنہین مین ہم کچھ کہہ لینگے مگر پادری صاحبون نے ایک نہ سُنی
اہل اسلام کا غلبہ یون تو تقریرات گزشتہ سے ثابت ہی تھا پر یہ انکار و اصرار اُنکے غلبہ اور عیسائیون
کی شکست کے لیئے ایسا ہو گیا جیسا غنیم کا میدان سے بھاگ جانا ہوا کرتا ہی پھر اسپر طرہ یہ ہی کہ اُس
سراسیمگی اور پریشانی مین جو رنج پنہانی کے باعث پادریونکو لاحق تھی پادری لوگ اپنی بعض کتابین
بھی وہین چھوڑ گئے اُنکے اُٹھانے کی بھی ہوش نہ ہے القصہ اُسوقت پادریونکو بجز اس بات کے اور کوئی

بات اپنی دامن گزاری کے لیئے سمجھ مین نہ آئی اور پادریونکا یہ کھڑا ہوجانا اُسوقت ہندوون
کیلئے غالباً غنیمت معلوم ہوا وہ بھی اُنکے ساتھ ہولئے پر یہ بات عام و خاص کی نگاہون مین اہل اسلام
کے غلبہ پر از بس بھی دلیل کامل ہوگئی مگر جب مولوی صاحب نے یہ دیکھا کہ حضرات عیسائی کسی راہ نہین مانتے
تو مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ اچھا آپ نہ سُنیئے ہم اپنی طرف سے بیان کئے دیتے ہین مگر پادری صاحبون نے
بغرض برہمی جلسہ شور کرنا شروع کردیا ایک طرف تو ایک صاحب انجیل لیکر کھڑے ہوگئے اور ایک طرف
کچھ انکار اور اصرار کا شور تھا اس لئے اس وقت تو مولوی صاحب باین خیال کہ ناحق نماز عصر مین
دیر ہوتی ہی نماز کے لیئے تشریف لیگئے اور پھر نماز سے فارغ ہوتے ہی اُسی موقع پر پہونچکر اُس
چوکی پہ جسپر گفتگو کرنیوالے کھڑے ہوا کرتے تھے کھڑے ہوئے دیکھتے ہی اطراف و جوانب سے
لوگ آپہونچے مولوی صاحب نے اول یہ فرمایا کہ ہمنے ہر چند چاہا کہ پادری صاحب ہماری ایک دو بات
سُن لین پر چونکہ اہل اسلام سے عہدہ برائی کی امید نظر نہ آئی تو انجام کار یہ کام کیا اور بعد اس کے
اس قسم کی باتین فرمائین کہ اہل جلسہ کو یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ اہل اسلام کے اعتراضونکا کسی نے
جواب نہ دیا اور اہل اسلام نے سب کے اعتراضونکا جواب ایسا دیا کہ پھر کسیکو جواب نہ آیا اور پھر کچھ ایسا
کہا کہ اب بروے انصاف رسول اللہ صلعم کی رسالت ثابت ہوگئی اور کسی شخص کو بروئے انصاف
کوئی عذر باقی نہین رہا اور اسی ضمن مین پادری صاحب کی اُس تقریر کا جواب دیا جو اُنہون نے
اعادہ کرکے بیان کی تھی مگر چونکہ اُن جوابونکے مضمون بھی قریب قریب اُنہین جوابونکے تھے جو
مولوی صاحب اول دے چکے تھے اسلیئے اُنکے لکھنے مین بخوف تطویل اور کچھ چندان حاصل نہین
مگر ہان پادری لوگ گھبراہٹ مین جو دو کتابین چھوڑ کر چلے گئے تھے جس وقت مولوی صاحب
نے بعد نماز پھر کچھ بیان کرنا شروع کیا تو اُسوقت پادری جان ٹامس گھبرائے ہوئے آئے اور
یہ کہا کہ ہماری دو کتابین رہگئین حاضران جلسہ نے کہا پادری صاحب ایسے کیون گھبرا گئے تھے
کہ کتابین بھی چھوڑ گئے الغرض مولوی صاحب بعد الفراغ وہان سے چلے اور لوگونکا یہ حال تھا
کہ کوئی واہ واہ کہتا جاتا تھا کوئی سلام کرتا تھا راقم الحروف نے دیکھا کہ اُسوقت بعض ہندوون

نے یہ کہا کہ واہ مولوی صاحب اور بعض ہندو آئے تھے اور مولویصاحب کو سلام کرتے تھے
بالجملہ اہل اسلام کا غلبہ اُسوقت سب کے نزدیک آشکارا تھا اسکے بعد دیکھا کہ پادریون نے چلنے
کی طیاری کردی اور وعدہ وعظ جو چار بجے پر ٹھیرا تھا وفا نہ کیا ادہر پنڈت صاحب اور منشی
اندرمن صاحب چاندا پور کو چلدیئے اسلیئے بمجبوری اہل اسلام نے بھی قصد روانگی کیا کیونکہ
ٹھیرنے کی ضرورت نرہی ادھر جنگل مین ہر قسم کی تکلیف تھی بارش اولون وغیرہ کا اندیشہ
تھا پھر کس لئے وہان رہکر تکلیف اُٹھاتے کچھ دن رہنے وہان سے روانہ ہوئے اور حسب
خواہش مولوی محمد طاہر صاحب اُنکے مکان پر فروکش ہوئے مگر وہ اُنکی مہمان نوازی اور
دلجوئی اسوقت آنکھونمین پھرتی ہے صبحکو مولوی محمد علیصاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب پاس بیٹھے
ہوئے تھے جو ایک صاحب تشریف لائے گو نام اُنکا راقم کو معلوم نہین پر اہل اسلام مین سے تھے اور کیفیت
ملاقات سے یون معلوم ہوا کہ مولوی محمد علیصاحب سے کسی قسم کا سابقہ اور رابطہ تھا چونکہ چاندا پور کے
میلے ہی کا افسانہ ہو رہا تھا تو اُنہون نے بھی فرمایا کہ منصف صاحب فرماتے تھے اول روز مین بھی
اُسوقت پہونچگیا تھا جسوقت مولوی محمد قاسم صاحب نبوت کے متعلق تقریر کر رہے تھے وہ تقریر مجکو
نہایت ہی درجہ پسند آئی اُسکے بعد مولویصاحب نے پادری صاحب کو تو ایسا ذلیل کیا کہ غیرت ہو تو مُنہ
نہ دکھائین اور مجکو بڑا تعجب آتا ہے کہ مولویصاحب کی اور میری ملاقات کبھی نہین ہوئی پھر نمعلوم اُنہون
نے کسطرح مجکو پہچان لیا جو بار بار میری طرف اشارہ کرکے یون کہتے تھے کہ منصف صاحب ہی ہمارے
حکم ہے اور شاید اُسی روز پادری اسکاٹ صاحب مولوی عبدالمجید صاحب کو بازار مین ملگئے مولویصاحب
کا بیان ہے کہ مینے پادری صاحب سے کہا آپنے وقت تقریر کوئی بات ایسی نہ کہی جو معقول ہوتی
پادری صاحب نے فرمایا مجکو موقع نہ ملا اسکے بعد جناب مولوی محمد قاسم صاحب کی نسبت تو یہ فرمایا
کہ مولویصاحب مولوی نہین صوفی مولوی ہین اور اس قسم کا علم اب اہل اسلام مین نہین رہا اور پھر یہ کہا
کہ کوئی شخص الٰہیات مین اہل اسلام کا ہم پلہ نہین اوسی روز یہ بھی ہوا کہ غالباً مولوی محمد قاسم
صاحب نے مولوی محمد علیصاحب سے عرض کیا کیا کہیئے منشی اندرمن کی اور آپکی گفتگو ہوئی وہ کچھ بولے

ہی نہین یہ ارمان دل کا دل ہی مین رہا اگر آپ فرمائین تو مولوی محمد طاہر صاحب کی معرفت اُنکو ایک خط اس مضمون کا لکھا جاے مولوی محمد علی صاحب نے فرمایا مینے تو ایک بڑے مسئلہ مین یعنی قدم عالم مین کچھ مختصر گفتگو شروع کی بھی تھی اور یہ مسئلہ ایک بڑا مسئلہ منجملہ عقائد لالہ اندرمن ہی اسی پر بناء تناسخ ہے جو اونکے نزدیک منجملہ عقائد ضروریہ ہے مگر وہ ایسے خاموش بیٹھے رہے کہ کھڑے بھی نہوئے اور پنڈت دیانند صاحب کی تقریر سے بھی بطلان قدم عالم اور بطلان اقوال لالہ اندرمن مندرجہ کتاب تحفۃ الاسلام وغیرہ ظاہر تھا بس اب اُنسے مباحثہ کی کیا ضرورت ہی اور اگر آپکو منظور ہے تو مین شاہجہانپور مین ٹھیرا ہوا ہون آخر لالہ اندرمن بھی اسی راہ سے مرادآباد کو جائینگے آپ اُنکو لکھ بھیجیے چنانچہ مولوی محمد طاہر صاحب نے اُنکو لکھا کہ آپ براہِ کرم ہمراہی پنڈت دیانند صاحب تشریف لاکر قبول دعوت سے مرہون منت فرمائین اس تقریب مین آپکے اور مولوی محمد علیصاحب کے مباحثہ کا بھی جلسہ ہوجائیگا مگر اُنہون نے شاہجہانپور آنے سے انکار کیا اور چونکہ صاف انکار اپنی توہین تھی تو یہ لکھا کہ آپ ہی مولویصاحب کو لیکر یہان تشریف لے آئین اسپر مولوی محمد طاہر صاحب نے باشارہ مولوی محمد قاسم صاحب و حسب صلاح مولوی محمد علیصاحب پھر مکرر لکھا کہ جنگل مین مور ناچا کسنے دیکھا وہان کا مجمع برخاست ہوگیا اب وہان کون ہی جو مباحثہ کا لطف اُٹھائیگا آپ فرماتے تو تھے ہی کہ ایک دو روز مین شاہجہانپور ہوکر مرادآباد جاؤنگا اگر اثناء راہ مین یہ جلسہ ہو جاوے تو زہے اولی یہان بوجہ شہرت مجمع بھی کثیر ہوجائیگا مگر اُنہون نے پھر بھی انکار ہی کیا اور یہ کہا مین آپکے مکان پر نہین آتا ہان اگر منشی گنگا پرشاد ہوتے جنکی تبدیلی عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر مقام شاہجہانپور ہوگئی ہی تو اُنکے مکان پر مین آسکتا[له] تھا خیر یہان تو نہین مرادآباد مین سہی اور مولوی محمد علیصاحب کی گفتگو ہوجائیگی اس انکار مکرر کو سُنکر دیوبند میرٹھ دلی خورجہ وغیرہ مقامات کے رہنے والے صاحب جو شوق مباحثہ مین آئے تھے اور اس چھیڑ چھاڑ کو سُنکر ٹھہر گئے تھے چلدئے مگر ہان اس اثناء مین بعض صاحبون نے مولوی محمد قاسم صاحب سے یہ کہا کہ آپنے پنڈت صاحب کے مقابلہ مین جب اُنہون نے بہشت کی نسبت یہ فرمایا تھا کہ کوئی شخص ہمین بتلائے تو سہی بہشت کہان ہی یہ فرمایا تھا کہ اگر ہمکو وقت ملیگا تو ہم آپکو بتلادینگے سو اُسوقت تو بوجہ تنگی وقت آسکے

[له] منشی صاحب کا یہ فرمانا ایک حیلہ [illegible] تھا [illegible] گنگا پرشاد [illegible] مین [illegible]

بیان کا اتفاق نہوا اور اسوجہ سے دلمین ارمان رہگئے اب یہ غرض ہی کہ اگر آپ بیان فرماتے تو کیا فرماتے
اسوقت مولویصاحب نے فرمایا لیجیے اب سن لیجیے دنیا مین ہم دیکھتے ہین لذتین خالی تکلیف سے نہین اور
تکلیفین خالی راحتون سے نہین منافع خالی مضرتون سے نہین اور مضرتین خالی منفعتون سے نہین
کھانا پانی ہرچند سلمان راحت اور نفع کی چیز ہی مگر اُسکے ساتھ پاخانہ پیشاب کی خرابی اور امراض کے
نقصان ایسے کچھ ہین کہ کیا کہیئے اور کڑوی دوائین اور فصد اور قطع برید جراح اگرچہ بعر دست سراسر
تکلیف ہی مگر انجام کار کیسی کیسی راحتین اُنکے ساتھ لگی ہوئی ہین اس بات کے دیکھنے سے یون معلوم ہوتا
ہی کہ یہ چیزین بحیثیت آرام و تکلیف و نفع و ضرر ایسے ہین جیسے باعتبار گرمی و سردی و خشکی و تری مزاج
مرکبات عنصری معلوم ہوتا ہی یعنی جیسے وہان اشیاء متضادہ کے اجتماع سے ایک مزاج مرکب حاصل
ہو جاتا ہی ایسے ہی یہان بھی سمجھیے مرکبات عنصری کی ترکیب مین اگر معلوم ہوتی ہی تو ایسی بات
معلوم ہوتی ہے کہ گرمی سردی خشکی تری ساری باتین مرکبات مذکورہ مین معلوم ہوتی ہین ورنہ
ترکیب کرتے ہوئے کسنے خدا تعالےٰ کو دیکھا ہی جب ہم اپنے بدن مین دیکھتے ہین کہ قلیل و کثیر یبوست
ہی تو یہ سمجھ مین آتا ہی کہ ہمارے بدن مین جزو خاکی ہی ورنہ اس یبوست کی اور کیا صورت تھی
کیونکہ یبوست خاصۂ خاک ہے سوا اسکے اور کسی چیز مین یہ بات نہین ہو تو ہو جزو خاکی کی یہ تاثیر ہی
کہ ہمارے بدن مین یبوست پائی جاتی ہی اسیطرح رطوبت بھی کسیقدر نہ کسیقدر اپنے بدن مین
موجود ہی اور وہ خاصہ آب ہی اسلئے یہ بات واجب التسلیم ہی کہ ہمارے بدن مین لاریب جزو آبی
ہوگا علی ہذا القیاس ہوا اور آگ کا سراغ نکل آتا ہی مگر یہ بھی ظاہر ہی کہ جیسے یبوست اور رطوبت
باہم ضد یکدگر ہین اور آب و خاک اسبات مین مخالف یکدگر ہین ایسے ہی معدن راحت کچھ اور ہوگا
اور مخزن تکلیف کچھ اور ہوگا جیسے مرکبات عنصریہ باعتبار کمی بیشی رطوبت و یبوست حرارت
برودت مختلف ہین اور اُسکی یہ وجہ ہی کہ کسی مین خاک زیادہ ہی تو کسی مین پانی زیادہ اسیطرح
باعتبار راحت و تکلیف کے مرکبات کو خیال فرمائیے کہ اُنکے اصول بھی اسیطرح جدے جدے ہونگے
انہین مین سے لیلو اگر سامان آرام و تکلیف کو بنایا ہوگا اور ان اصول مین ایک ایک بات کے سوا اسیطرح

اور کچھ نہوگا جیسے آب وخاک اصول رطوبت ویبوست مین ایک ایک ہی چیز ہی دوسری چیز نہین
اس صورتمین ایک ایسا مقام اور طبقہ ماننا پڑیگا کہ جہان فقط آرام ہو تکلیف اصلا نہو ہم اُسکو بہشت
کہتے ہین ؎ بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ؛ اور ایک ایسا مقام اور طبقہ ہوگا کہ جہان فقط تکلیف
ہی تکلیف ہوگی آرام کا نام وہان نہوگا ہم اُسکو دوزخ کہتے ہین بالجملہ جیسے رطوبت یبوست وغیرہ
کیفیات جسمانی کے لیئے ایک جدی جدی اصل اور جدا جدا طبقہ ماننا لازم ہی اسیطرح آرام وتکلیف کے
لیئے بھی جدی جدی اصل اور جدا جدا طبقہ ماننا لازم ہی رہی یہ بات کہ وہ کہان ہین اور کدھر
ہین یہ سوال ازروے عقل قابل استماع نہین موجود ہونیکے لئیے یہ لازم نہین کہ ہمکو معلوم ہی ہوا
کرے خود اس زمین مین ہزارہا مقامات اور اشیا ایسی ہین کہ ہمکو معلوم نہین اگر زمین اور آسمان
کے اندر ہو اور ہمکو معلوم نہو تو کیا محال ہی اور ہو اور زمین وآسمان کے باہر ہو تو کیا ممتنع ہے
اور اسی تقریر کے ساتھ وجہ ثبوت شیطان وملائکہ بھی مولویصاحب بیان کر گئے تفصیل اسکی
یہ ہی کہ آدمی کی رغبت اور توجہ ہر دم فقط نیکی یا بدی ہی کیطرف نہین رہتی کبھی آدمی کا دل
نیکی کیطرف راغب ہی تو کبھی بدی کیطرف مائل ہی اس اختلاف رغبت ومیلان سے صاف
ظاہر ہی کہ ترکیب روحانی بیشک ایسے دو جزون سے ہوئی ہی جو باہم متضاد ہین ورنہ ایک شے
سے ایسی دو مختلف کیفیتون کا پیدا ہونا ایسا ہی محال ہی جیسے ایک عنصر خاکی یا آبی سے مثلاً
یبوست ورطوبت دونونکا پیدا ہونا محال ہی جیسے وہان اسکی ضرورت ہی اگر یہ دونو کیفیتین کہین
مجتمع ہو جاءین تو دو عنصر مذکور ضرور ہی مجتمع ہونگے ایسے ہی یہان بھی خیال فرمالیجے پھر جیسے وہان ہر ایک
کیلئے ایک جدا طبقہ ہی ایسے ہی یہان بھی ہر ایک کے لئے ایک جدا ہی طبقہ ہوگا جیسے وہان ہر طبقہ مین ایک ہی
خاصیت وکیفیت ہی ایسے ہی یہان بھی ہوگا اسلئے یہ بات خواہ مخواہ ماننی پڑیگی کہ ایک گروہ تو مخلوقات
مین ایسی ہوگی کہ انکی خاصیت اصلی بھلائی اور نیکی کیطرف رغبت ہوگی یون جیسے بوجہ برف پانی مین
یبوست آجاتی ہی انمین بھی اگر بوجہ خارجی برائی کیطرف رغبت آجاءے تو آجاءے اور ایک گروہ مخلوقات مین
ایسی ہوگی کہ انکی خاصیت اصلیہ برائی کیطرف رغبت ہو یون جیسے خاک مین بوجہ آب رطوبت آجاتی ہی اگر بوجہ

خارجی بھلائی کیطرف رغبت ہوجاتی تو ہوجاے پہلے گروہ کو ہم ملائک کہتے ہین اور دوسرے گروہ کو ہم شیاطین کہتے
ہین جیسے مزاج مرکبات عنصریہ مین امداد خارجی سے فرق آجاتا ہی اور ایک خلط کا غلبہ ہوجاتا ہی چنانچہ اسیوجہ سے
گرم غذاؤن اور دواؤن کے کھانیسے گرمی اور سرد غذاؤن اور دواؤن کے کھانیسے سردی پیدا ہوجاتی ہی اور مزاج
اصلی مین تغیر آجاتا ہی ایسے ہی یہان بھی بوجہ امداد خارجی رغبت قلبی مین تغیر آئیگا یون نہ آئیگا بالجملہ ملائکہ اور
شیاطین کا وجود یقینی ہی یہانتک اسوقت مولویصاحب نے بیان کیا اسکے بعد مولویصاحب کی اور تقریرین اسباب مین
معلوم ہوئین انکو بھی درج اوراق کیا جاتا ہی اسلئے یہ گزارش ہی کہ اس تقریر سے تو فقط ثبوت شیاطین و ملائکہ
اور ثبوت جنت و دوزخ معلوم ہوا اور بعد معلوم ہوجانیکے پھر یہ کہنا کہ اگر شیطان کو مانئے تو یہ معنی ہونگے کہ گویا خداوند
عالم نے اپنے ملک مین ایک قزاق اپنی طرف سے چھوڑ دیا ایسا ہی ہوگا کہ گویا پانی آگ ہوا وغیرہ کے نقصانون
کو خیال کرکے کوئی شخص باوجود دلالت رطوبت و گرمی وغیرہ یہ کہے جاے کہ اگر جسم انسانی مین آگ ہو تو یون کہو
خدا نے ایسا کیا کہ کوئی شخص اپنے آپ چھپر بنالے اور پھر آپ ہی اسمین آگ بھی لگاوے نہ یہ قرین عقل ہی نہ
وہ قرین قیاس الحاصل جیسے باوجود دلالت آثار وجود عناصر مین بوجہ مذکور تامل کرنا عاقل کا کام نہین ایسے
ہی باوجود دلالت آثار وجود مشار الیہ وجود شیاطین مین بوجہ مذکور تامل ہونا اہل عقل سے دور ہی جیسے ترکیب انسانی
عناصر متضادہ سے بدلالت فطرت سلیمہ اسلئے ہی کہ اس ترکیب سے ایک عمدہ نتیجہ پیدا ہوا جسکو مزاج مرکب کہتے
ہین اور جسکے وسیلہ سے ہزارون آثار عجیبہ نمایان ہوئے جو حیوانات مین مشہود ہوتے ہین ایسے ہی ترکیب عالم
مین شیاطین و ملائکہ وغیرہ کا ہونا بیشک ایسے عمدہ نتیجے پیدا کریگا کہ کیا کہیے اور کیون نہو حسن و جمال مین
بھلی بری دونون قسم کی چیزین ہوتی ہین مکان عمدہ وہی ہی جسمین پاخانہ بھی ہو یہی نہین کہ سواے
پاخانہ اور سب چیزین ہوا کرین اور پاخانہ نہو حالانکہ پاخانہ کا برا ہونا ایسا نہین جو کوئی نہ جانتا ہو
آدمی خوبصورت وہی ہی جسمین آنکھ ناک رخسار کے ساتھ ابرو و مژگان و زلف و خط و خال بھی ہو حالانکہ خط
و خال اور ابرو اور زلف و مژگان کی بدشکلی انکے رنگ سے ظاہر ہی اگر پاخانہ نہو تو مکان ناقص ہی اور خط و زلف و
خال و ابرو و مژگان نہو تو آدمی کا جمال ناتمام ہی جب ایسی ایسی ذرا ذرا سی چیزون مین اس اجتماع کی ضرورت ہوئی تو
ایسے بڑے کارخانہ کے حسن و جمال کیلئے جسکو عالم و جہان کہتے ہین کیونکر اس اجتماع کی ضرورت نہو گی اور نہین تو یہ

برائیان عالم مین کہانسے آئین اور یہ تکلیفین کیونکر ظاہر ہوئین القصہ عالم مین برا بھلا آرام تکلیف سب ہونے چاہئین اور بدلالت آثار پہلے یہ بات ثابت ہو چکی کہ واقعی موجود ہین تو پھر اس قسم کے اعتراض جیسے پنڈت صاحب نے پادری صاحب پر کئے تھے بیشک اہل عقل و انصاف کے نزدیک صحیح نہونگے اب اور سنیئے شاہجہانپور کے بازار وغیرہ مین مولوی صاحب اور انکے رفقاء کو نکلنے کا اتفاق ہوا تو ہندو دوکانداروں کی بھی انگلیان اُٹھتی تھین اُسکے بعد ضلع سہارنپور مین بعض صاحب وہان سے پھر کر آئے تو مولوی ذوالفقار علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس سرکاری ضلع سہارنپور ساکن دیوبند نے اُنسے فرمایا کہ ایک صاحب لیکھراج نام ساکن سہارنپور ہین اُنکو بھی اس قسم کی تحقیقات کا شوق ہی منشی پیارے لال صاحب سے اُنکی خط و کتابت بھی تھی اس دفعہ وہ خود بھی اس میلہ مین تشریف لیگئے تھے بعد مراجعت میری اُنکی ملاقات ہوئی تو اُنھون نے بھی ویسا بیان کیا جیسا اہل اسلام نے آکر بیان کیا تھا بلکہ اُسکے ساتھ یہ بھی بیان کیا کہ ایک مولوی صاحب قاسم علی نام اسطرح کے تھے اُنکا حال کیا بیان کیجیے اُنکے ولپر تو علم کی سرستی بول رہی تھی مولوی صاحب کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ سرستی سنسکرت مین علم کی دیبی کو کہتے ہین علی ہذا القیاس بعض صاحب جو بعد اس واقعہ کے ملے تو اُنسے معلوم ہوا کہ وہ بھی ساکن شاہجہانپور ہین اور وہ میلہ مین بھی تشریف لیگئے تھے اُنکو یا اُنکے بعض آشناؤنکو میلہ کی برخاستگی سے اگلے روز آنیکا اتفاق ہوا راہ مین ہندو گنوار جو ملے اُنکو یہ کہتے ہوئے سنا کہ پٹھان جیتے چونکہ شاہجہانپور مین اہل اسلام اکثر پٹھان ہی ہین چنانچہ اسیوجہ سے وہ شہر پٹھانونکا مشہور ہی تو ہندو گنوار سب ہی اہل اسلام کو جو میلہ مین آئے پٹھان سمجھتے تھے فقط اب التماس راقم حروف یہ ہی کہ کمترین نے تا مقدور اصل حال مین کمی بیشی نہین کی اسی لئے جو بات ایسی تھی کہ کسی تقریر سے مستنبط ہوتی تھی یا اُسکے مناسب تھی پر اُسکے ذکر کی نوبت نہ آئی تھی اُسکو حاشیہ پر لکھدیا ہی البتہ اُسوقت کے الفاظ یاد نہین رہے اور نہ بہت سے مضامین کی ترتیب پر اطمینان ہو سکتا ہی عجب نہین کہ تقدیم تاخیر ہو گئی ہو اطلاعاً عرض کر دیا تاکہ کسی صاحب کو اور کچھ احتمال نہو مگر ہان یہ جو کچھ عرض کیا ہی اس مین عمداً کوئی بات زیادہ یا کم نہین کی - و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ و اہل بیتہ و ازواجہ اجمعین

تمت